سندھ ارتقاء کا گھر

Sindh A Seat Of Evolution

شاہد علی صوف ابڑو

مترجم: جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی

بسم الله الرحمن الرحيم

سندھ ارتقاء کا گھر

مصنف: شاہد علی صوف ابڑو

مترجم: جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی

BOOK TIME

Naveed Square. Urdu Bazar, Karachi

Ph # 021-32762483

E-mail: booktime786@gmail.com

 City Book Point

ادارہ Book Time کا مقصد ایسی کتب کی اشاعت کرنا ہے جو تحقیق کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی ہوں۔ اس ادارے کے تحت جو کتب شائع ہوں گی اس کا مقصد کسی کی دل آزاری یا کسی کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اشاعتی دنیا میں ایک نئی جدت پیدا کرنا ہے۔ جب کوئی مصنف کتاب لکھتا ہے تو اس میں اس کی اپنی تحقیق اور اپنے خیالات شامل ہوتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ آپ اور ہمارا ادارہ مصنف کے خیالات اور تحقیق سے متفق ہوں۔ ہمارے ادارے کے پیش نظر صرف تحقیقی کتب کی اشاعت ہے۔

نام کتاب	:	سندھ ارتقاء کا گھر
مصنف:	:	شاہد علی صوف ابڑو
مترجم	:	جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی
نظرِ ثانی	:	ڈاکٹر کمال جامڑو
کمپوزنگ	:	علی شاہ، عبدالوہاب ابڑو
ناشر	:	Book Time
تعداد	:	1000
سن اشاعت	:	2018ء

انتساب

میں اپنی اس کاوش کا انتساب کائنات کے پیار کا مرکز بننے و رہنے والے اور دنیا کے تمام جانداروں کو جنم دیکر اپنے آغوش میں رکھنے والے حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد ﷺ تک تمام انبیا، صوفیاء اور علماء کا پہلا وطن رہنے والی سرزمین سندھ اور ان میں موجود افراد جو کے گمنامیوں کی گہرایوں میں یا پھر منظر عام پر سرگرم عمل رہتے ہوئے دھرتی اور اپنی قوم کی بقاء کی خاطر علم، عمل، قلم اور زبان کی توسط سے جدو جہد کرتے ہوئے اپنی جان و مال قربان کیا ان کو منسوب کرتا ہوں۔

شاہد علی صوف ابڑو

موبائل نمبر: 0300-3239130

0314-7326673

فہرست

باب سوئم

پیدائش آدم کے متعلق دیگر مذاہب میں تذکرہ

باب چہارم

حضرت نوح علیہ السلام سندھ میں

باب پنجم

حضرت آدم کے متعلق مذہبی و تاریخی دستاویزات

باب ششم

ارتقائی مرکز سندھ اور حضرت آدم سے متعلق مشترکہ حقائق

باب ہفتم

سندھ مرکز میں انسانی وحیوانی ارتقا دین وسائنس کی روشنی میں۔

ضمیمہ

سرزمین سندھ کی قدامت اور تہذیبی اولیت کچھ حقائق

حرف آغاز

اس موضوع پر لکھنے کا مقصد ہے کہ کائنات کے اس گول دائرہ زمین پر بنیادی ابتدا اور ارتقا کا عمل شروع کرنے میں سندھ کا کردار بیان کرسکوں؟ زمین کی پیدائش سے کھنڈرات براعظموں میں تقسیم ہونے کے وقت تک سندھ کی سرزمین کا کردار انتہائی اہم رہا ہے اور دنیا میں پھیلے انسان اور دوسرے حیوان جاندار چرند پرند سندھ کی سرزمین سے جنم لے کر دنیا میں پھیل گئے۔ جسکے واضح ثبوت ملے ہیں۔

نامعلوم دور سے حالیہ دور تک سندھ کی اہمیت واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔اس میں دیئے گئے حوالہ جات سائنس، مذہب اور تاریخ سے اخذ کیے گئے ہیں یہ تمام ماخذات تسلیم کرتے ہیں کہ دنیا کا پہلا حیاتیاتی جرثوم یا کیڑا (Life Cell) سرزمین سندھ سے ٹھوس جسم کی طاقت لے کر مختلف جانداروں کی شکل وصورت میں پیدا ہوا اور پرورش حاصل کی۔ دنیا کی دھرتی کا ٹوٹنا اور سات براعظم بننے کے دوران سندھ کی سرزمین اپنے موجودہ جگہ پر قائم تھی۔ جب کہ دوسرے براعظم تیرتے وسفر کرتے ہوئے موجودہ جگہ پر پہنچے ہیں۔

سندھ کی سرزمین دنیا کی واحد دھرتی ہے جہاں پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کے قدم پڑے اور ان کی اولاد کا جنم ودفن ہوا، ھابیل بن آدم دادو ضلع کے کاچھو کے علائقے کا سبو جبل (پہاڑ) میں مدفون ہے حضرت محمد ﷺ کو بھی سندھ کی سرزمین سے بیحد پیار ومحبت تھی جن کے حوالہ جات آگے آئیں گے۔ حضرت عیسیٰ وموسیٰ بھی سندھ میں آئے حضرت شیش (شیث) عرف سندھ اول بن آدم، حضرت یوسف، حضرت ہارون کی اولاد حضرت نوح انکے بیٹے سام وحام اور دیگر پیغمبر سندھ میں مدفون ہیں۔

قرآن پاک میں سندھی قوم کا ذکر ہوا ہے، کتنے ہی سائنسی اور تاریخی حوالہ جات ذاتی تجربات ومشاہدات کی بنیاد پر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ سندھ ہی انسانی وحیوانی ارتقا کا جنم بھومی ہے۔ میں کوئی دانشور یا سائنسدان نہیں ہوں نہ ہی میرے پیش کردہ مشاہدات اور

تجربات حتمی ہیں۔ میں نے تو محض سائنسدانوں، دانشوروں اور محقق حضرات کے لیئے راستہ کی نشاندھی کے لیے 15 برس مختلف مکانوں، پہاڑوں، جنگلات، بیابانوں، ریگستانوں، کوہستانی، برفانی گلیشئروں اور سمندروں پر پہنچ کر انتہائی دقیز و پر خطر سفر کر کے بغیر کسی کی مالی مدد کے اپنی خواہشوں کو قربان کر کے یہ مضمون ترتیب دیا ہے۔

جب میں تحقیقی سفر کے لیئے نکل جاتا تھا تب سوشل میڈیا و خطوط کے توسط سے علما تاریخ نویسوں، محققوں، ادیبوں، آفیسر شاہی و قبائلی سرداروں سے باتیں شیئر کرتا تھا۔ تب کسی نے بھی کوئی جواب نہیں دیا نا ہی میری ہمت افزائی کی الٹا مجھ پر تضحیق کے تیر برسائے مختلف طنزیہ خطابات سے نوازتے رہے۔ لیکن میں ان تمام کرم نوازوں کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے مجھے نظر انداز کیا۔ لیکن اللہ تعالی میرے ساتھ تھے جنہوں نے میرے سچائی کا بھرم رکھا کہ میں نے ان کے اس برتاءُ کے باوجود اللہ کریم کے فضل سے انکی طنز کو تحقیق میں بدل دیا۔

اس کے باوجود میرے بہت سے استاتذہ و محسنین مثلاً ڈاکٹر غلام محمد لاکھو، آریہ ڈاکٹر لعل بخش ناچ ،سندھی، جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی، قاضی مقصود احمد، ایاز عالم ابڑو، سردار امان خان منگرانی ابڑو، دادا علی شیر تاجیو ابڑو اور ادی زرینہ اقبال، محمد اسحاق شیخ و صادق علی خان پالاری، منظور احمد وگھیو پروفیسر ڈاکٹر حاکم علی ابڑو اور عبدالقدوس سومرو صاحب جیسے ہمدرد شفیق انسانوں کا ساتھ رہا ان کا میں بیحد مشکور ہوں جنہوں نے مجھے اولاد کی طرح اہمیت دی اور میرے ساتھ جو ان کے بس میں تھا تعاون فرمایا۔ میں اپنے بابا کریم بخش ابڑو کا بھی مشکور ہوں کہ جس نے ساری عمر محنت مزدوری کر کے میری پرورش کی اور میں اپنی ماں مریم جسے میری نانی مرحومہ جنت خاتون پیار سے عظیماں کہتی تھی تمام عظیم ہے میرے دکھ اور اداسیوں میں میرے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرتی تھی، میں اپنے بھائیوں عابد، زاہد، ماجد اور چھوٹوں سلیم کا احسان مند ہوں کہ جنہوں نے محنت کر کے سارے گھر کا چرخہ چلاتے ہوئے میرے بچوں کا خیال رکھا۔ اسی وجہ سے میں سرزمین سندھ کا فرض ادا کرنے کے لئے مختلف ممالک اور جنگلات میں گھومتا رہا اور میں

اپنی شریک حیات ارشاد خاتون کا بھی مشکور ہوں کہ جنہوں نے میری معاشی بدحالی و کسمپرسی کے باوجود مجھ سے کوئی شکایت نہیں کی، بلکہ میری ہمت افزائی کی اور مجھے حوصلہ بخشا۔ میرے دکھ درد تو بہت ہیں لیکن میں انہیں یہاں بیان کر کے کسی کی ہمدردی جتانا نہیں چاہتا لیکن یہ بتانا مقصود ہے کہ کن مشکل حالات میں سے گذر کر میں نے یہ تحقیقی کام کیا ہے۔ میں اپنے مہربان استاد محترم جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی کا بیحد مشکور و ممنوں ہوں جنہوں نے میرا بوجھ اپنے کندھوں پر ڈال کر اس کتاب کو سندھی سے اردو میں ترجمہ و تصحیح کی ہے۔

میں ڈاکٹر کمال جامڑو صاحب کا بیحد مشکور ہوں جنہوں نے میرا حوصلہ بڑھایا اور کتاب کی پروف، گرامر اور زبان کو درست کیا۔ میں علی شاہ صاحب اور عبدالوھاب ابڑو کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے دل لگا کر کتاب کو کمپوز کیا اور پایہ تکمیل تک پہنچانے میں مدد کی۔ سندھیکا اکیڈمی کے سائیں نور احمد میمن، کیپٹن حیدر بھیم جی اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکائنٹٹ فہد علی شیخ، سندھیا پبلکیشن کے عقیل عباس سومرو اور سب استادوں، دوستوں کا شکر گذار ہوں جنہوں نے ہمت اور حوصلہ دیا۔

شاہد علی صوف ابڑو

پی سی پی پریس کراچی

مترجم کا مقدمہ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت ہی کریم ہے۔

اللہ کریم کی حمد وثنا اور انکے پیغمبروں پر صلوات وسلام کے بعد عیاں ہو کے حالیہ 21 ویں صدی کے اس دجالی دور میں جہاں لوگ الیکٹرانک میڈیا کے خرافات میں محو ہیں۔ ایسی صورتحال میں بھی نوجوان شاہد علی ابڑو نے قدیم تاریخ سندھ جو کہ حضرت آدم علیہ السلام سے ابتدا پذیر ہوتی ہے پر توجہ مرکوز کر کے سندھ ارتقا کا گھر کتاب لکھا ہے۔

مجھے بہت حیرت ہوئی کہ شاہد ابڑو کو یہ عنوان کیسے ذہن میں آیا اور انہوں نے دین و تاریخ کے ساتھ سائنس کو کیسے اس عنوان کو موضوع بحث بنایا؟ چونکہ میری تصنیف تاریخ حضرت سندھ رح تاریخ و دین کی نسبت سے تھی، لیکن سائنس کی نقطہ نگاہ سے انہوں نے یہ کام کر کے ان ملحدوں کو بھی حیران و پریشان کر دیا جو تخلیق کائنات حضرت آدم علیہ السلام یا پھر ان کی اولاد میں سے حضرت سندھ کے وجود کو ہی تسلیم نہیں کرتے تھے لہذا اس گروہ کا یہ خیال نہ صرف حضرت آدم و کائنات کے متعلق یہی ہے بلکہ یہ لوگ تو نام ونہاد سائنس کی آڑ میں خود خدا کے وجود کو ہی تسلیم نہیں کرتے، تو حضرت آدم یا حضرت سندھ کے وجود سے انکار کا انہیں قصوروار ٹھہرانا بے جا ہوگا۔ اللہ تعالی جب اپنی تخلیق کائنات و آدم کا جب ایسے لحد لوگوں میں بغاوت پاتے ہیں تو شاہد علی صوف ابڑو جیسے ملنگ بیٹے پیدا کر دیتے ہیں جو ان ملحدوں کو سچ سنا کر پھر سندھی زبان کے جاٹکی لہجہ میں کہتے ہیں کہ (نہ چھیڑ ملنگاں نوں)۔

شاہد علی ابڑو نے سب سے پہلے یہ کتاب سندھی میں فاضل مصنف نے میری تحقیق تاریخ حضرت سندھ پر مبنی تاریخی نوختوں سے بھی استفادہ کیا ہے کہ لفظ سندھ سے مراد کیا ہے؟ اور خطۂ سندھ کو حضرت آدم کا آستانہ کیوں قرار دیا گیا؟ چونکہ سندھ گرم خطہ ہے یہاں برفانی پہاڑ نہیں اس لیئے انسان کی نشونما میں یہ خطۂ ارض تمام مناسب تھا نہ صرف یہ بلکہ حیوانوں کے لیئے بھی مناسب آب وہوا والا خطہ تھا۔ اس لیئے تمام ارتقا کا گھر سندھ کا خطہ اللہ تعالی نے پسند فرمایا

دوسرے ممالک میں یا تو برفانی پہاڑ یا پھر پتھریلے پہاڑ ہیں، جس پر تمام زندگی انسانی وحیوانی مفلوج ہوکر رہ جاتی ہے۔اس کی تصدیق کھلم کھلا سائنس سے ہوتی ہے یہ سائنس کسی ڈارون نے تخلیق نہیں کی بلکہ جلیل القدر پیغمبر حضرت ادریس علیہ السلام نے صحیفہ آدم وصحیفہ شیش سے اخذ کی ہے۔

سائنس کے پہلے موجد) بنیاد ڈالنے والے (حضرت شیش عرف) سندھ اول بن آدم علیہ السلام کی چوتھی پشت پر جنم لینے والے حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔تورات میں انہیں حنوک تاریخ طبری میں اخنوح نام سے لکھا گیا ہے۔قرآن کریم میں آپکے متعلق یوں فرمایا گیا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِدْرِيْسَ ۚ اِنَّهُ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا(سورہ مریم)

ترجمہ: اوراس کتاب (قرآن میں) ادریس کا بیان کر کہ وہ سچے نبی تھے اور ہم نے انہیں بلند مقام پے پہنچایا۔

یہاں بلند مقام سے مراد مرتبہ، شان اور زندگی کے اہم کام سرانجام دینا مقصود ہے چونکہ آپ نے سب سے پہلے قلم سے لکھائی کی، کپڑے سینا شروع کیئے اور تمام سائنسی علوم رائج فرمائے۔اس لیئے استادی علم کو پیغمبری پیشہ کہتے ہیں۔

شاہد علی ابڑو نے جب مجھ سے اردو ترجمہ کے لیئے رابطہ کیا تو کہا کہ اس میں جو حوالہ جات میں اضافہ بھی کریں۔لہذا ان کے اصرار پر ایسا ہی کیا گیا چونکہ شاہد علی ابڑو کا کتابچہ ایک مضمون / مقالہ کی صورت میں تھا جس میں ابواب کی کافی گنجائش تھی لہذا اب اس کمی کو بھی اس ترجمہ میں پورا کیا جارہا ہے تاکہ ایک تحقیقی کتاب کے جو لوازمات ہیں وہ پورے کیئے جاسکیں۔

فاضل مصنف شاہد علی صوف ابڑو تاریخ حضرت سندھ سندھی اردو ایڈیشن اشاعت دونوں سے بہت گہرائی کے ساتھ استفادہ کیا ہے۔جس کی چمک ان کی اس تصنیف میں بخوبی نظر آتی ہے۔آپ نے سندھ لفظ پر اس کی روشنی میں معانی ومفہوم تلاش کرنے کی بہت کوشش کی ہے کہ سندھ کو یہ نام کیوں دیا گیا تھا؟ ان سوالوں کے جواب میں ماہرین لسانیات اور گزشتہ ڈیڑھ،

دوصدیوں کے جدید مورخین نے جوتوجہات کی ہیں اور جو باالعلوم تسلیم کی جاتی ہیں ان کو میں نے چیلنج کرتے ہوئے الہامی کتب خصوصاً قرآن کریم وتورات شریف سے ثابت کیا کہ حضرت سندھ تخلیق آدم علیہ السلام میں سے ان کا بیٹا ہے۔ دنیا کی دوسری نئے سرے سے پیدائش نوح میں سے حضرت نوح علیہ السلام کا پوتا ہے۔ انہی بزرگوں کے نام پر ان کے اخلاق کے مرزبوم کو سندھ کا نام دیا گیا۔ نیز سندھ خطہ کی حدود اربعہ آسٹریلیا تک پھیلی ہوئی تھی۔

شاہد علی ابڑو نے مذکورہ حقائق کو سائنس کی رو سے پیش کر کے ان کی تصدیق کرلی ہے۔ جو یقیناً ہر طرح سے ایک آفاقی پیغام ہے چونکہ حقیقی سائنس کی ابتدا صحیفہ آدم وصحیفہ شیش میں سے حضرت ادریس نے کی۔ آپ نے سائنس کے ان علوم مثلاً علم نجوم، علم فلکیات، علم طب، علم منطق علم کیمیا (کیمسٹری) اورعلم ریاضی کورائج کر کے ان کے موجد بنے۔

دین انسان کی زندگی کو بہتر طور پر چلانے کا ایک گائیڈ بک ہے جیسے ہمارے صوفی بزرگان دین نے فرمایا دین ایمان کا جز ہے۔ اور وطن سے محبت دین وایمان ہے۔ اس واحد دین کی ابتداداداحضرت آدم علیہ السلام سے سندھ کی سرزمین پر ہوئی اور تکمیل نبی آخرزمان محمد ﷺ کی توسط سے سرزمین سعودی عرب میں ہوئی۔ تہذیب کی بنیاد بھی سندھ میں پڑی چونکہ حضرت آدم کا پہلا نزول یہاں ہوا نسل انسانی کی ابتدا بھی لازمی طور پر یہاں بنتی ہے۔ کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے اس سے سندھ کی عظمت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سائنس تو الہامی کتب سے اخذ ہوئی ہے وہ دین سے کیوں کرٹکر میں آتی؟

موجودہ دور کے سائنسی اسکالرز کا اگر گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو کوئی بھی سائنس اور مذہب (دین) میں اختلاف بظاہر نظر نہیں آتا، لیکن کچھ سائنسدانوں نے اختلاف کیا ہے۔ موجود سائنسدانوں نے قرآن کریم سے سائنس کی تھیوری اپنائی ہے جس کی تصدیق جان ڈیوی (1859 -1952) اسطرح کرتا ہے کہ: سائنس اور مذہب میں کوئی بھی اختلاف نہیں۔ علم کی تلاش خدا کی تلاش ہے۔

شاہد علی ابڑو نے دین پسند اور دنیا پرست مصنفین کی تحاریر کا بخوبی مطالعہ و مشاہدہ کیا ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جو مورخ تمام طبقات کے تحریروں کا مطالعہ کر کے پھر کوئی تاریخ لکھتا ہے تو وہ یقیناً حقیقی تاریخ بنتی ہے۔ نہیں تو تاریخ یک طرفہ ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ بھی ان کی مدد کرتا ہے۔ کہ کائنات کی تمام طاقتیں اللہ کے تصرف میں ہیں وہ ساتھ ہوں تو ساری کائنات ساتھ دیتی ہے۔ اور اگر وہ ساتھ نہ ہو تو سب چھوڑ جاتے ہیں۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم و فرقان حمید میں ارشاد فرمایا:

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا فِی الحَیَاتِ الدُّنیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الاَشْهَادُ المومن 51

ترجمہ: ہم اپنے رسولوں اور انہیں ماننے والوں کی دنیا اور عقبیٰ دونوں میں یقیناً مدد کرتے ہیں۔

اس ارشاد خداوندی سے اللہ تعالیٰ نے شاہد علی ابڑو کی مدد کی، جس میں شاھد علی نے تمام ابنیا و پیغمبروں اور رسولوں کی صفت و شان بیان کی ہے۔ اور یہ تصنیف سندھی میں مارکیٹ میں آ گئی۔ میرا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کی کائنات پر غور و فکر کرنے والا کبھی بھی ناکام نہیں رہتا۔

یہ تصنیف سندھ ارتقا کا گھر کوئی معمولی موضوع نہیں بلکہ الہامی و آفاقی موضوع ہے جس کی تصدیق دین، سائنس اور تاریخ کرتی ہے میں نے اپنی تصنیف میں واضح کیا ہے کہ الہامی کتب نہ صرف سزا و جزا کے صحیفے ہیں بلکہ تاریخ کے مستند ماخذ بھی ہیں، جس مورخ نے ان سے استفادہ کیا وہ یقیناً کامیاب مورخ ثابت ہوگا، اس کے برعکس گمراہ ثابت ہوگا۔ جہاں تک دین کا تعلق ہے تو اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری الہامی کتاب قرآن کریم کی متعدد آیات میں فرمایا

وَمَا کَانَ النَّاسُ اِلَّا اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا فِیْهِ وَلَوْلَا کَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ فِیْمَا هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ

ترجمہ: اور ابتدا میں تمام انسان ایک دین پر تھے۔

اس سورت میں اللہ تعالی واضح کرتے ہیں کہ ہم نے انسان کے لیئے ایک ہی دین مقرر کیا، لیکن شیطان کے پیچھے لگ کر انہوں نے فرقے و مذاہب بنا ڈالے ایک اور سورہ الشوری میں ارشاد ہے۔

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصَّىٰ بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِیٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰىٓ صلے اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ج

ترجمہ میں نے آپ کے لیئے وہ دین ایک مقرر کیا جسکا نوح کو حکم ہوا اور جو آپکو وحی کیا جسکا ابراھیم، موسی اور عیسی کو حکم کیا کہ دین کو قائم رکھو ان میں تفرقے نہ ڈالو

یعنی کہ دین آدم ، نوح سے ابراھیم، موسی و عیسی تک ایک ہی ہے، کوئی نیا دین نہیں دیا گیا تمام انبیا اس ایک دین کی تبلیغ کے خاطر آئے۔ سائنس الہامی کتب خاص طور پر قرآن کریم سے اخذ ہوئی۔ جس کا ایک انگریز آئن اسٹائن نے کھلا اظہار کیا ہے۔ لہذا دین و سائنس میں کوئی اختلاف نہیں سائنس دین کی نسبت سے حضرت آدم علیہ السلام اور انکی اولاد کی تصدیق کرتی ہے۔ چونکہ سائنس خود دین سے ماخوذ ہے۔

شاہد علی ابڑو پر مجھے نہ صرف اس لیئے فخر ہے کہ وہ میرے ایک شاگرد ہی نہیں بلکہ میرے خیالات اور نظریات کا بھی مبلغ ہے۔ انہوں نے کتاب تاریخ حضرت سندھ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر کونے کونے میں تبلیغ کی ہے۔ ان کی اس تبلیغ کا یہ اثر ہے کہ انہوں نے مجھ سے بھی زیادہ عنوان پر کام کیا ہے۔ بزرگوں کا قول ہے کہ کبھی کبھی شاگرد استاد سے بھی بڑھ کر کام کر جاتے ہیں۔ یہی تو استاد کا پر خلوص فیض ہے کہ شاگردان سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر کام دکھاتے ہیں۔ اگر استاد مخلص نہ ہو تو شاگرد میں کوئی قابلیت از خد پیدا نہیں ہوتی۔

میں نے شاہد علی ابڑو کی کتاب سندھ ارتقا کا گھر کا اردو ترجمہ ان کی مصروفیت اور معاشی مجبوریوں کے تحت کرنے کا ارادہ کیا اور یہ بھی کہ شاہد علی ابڑو کو ان کی اہلیت کے پیش نظر میری سوا اور کوئی بہتر طور پر نہیں جانتا کہ وہ تحقیقی خیالات میں کیسے پیوند رکھتے ہیں؟ شاہد علی ابڑو نے اپنے

بچوں اور گھر والوں کی زندگی کو داو پر لگا کر سرزمین سندھ کی تحقیق کے پیچھے لگے رہے اور بالا آخر ایک دن کامیابی حاصل کی۔ اس دوران میں نے اسے مشورہ دیا کہ آپ اپنے پیروں پر کھڑے ہوکر مزید کامیابی اور خدمت کر سکتے ہیں اس سے اپنے گھر والوں کو بھی سہارا دے سکتے ہیں۔ میرے اس مشورہ پر انہوں نے عمل کیا اللہ کریم کے فضل سے سندھ کی تاریخ وتہذیب کے لیئے وہ کام سرانجام دیا جو آج تک بڑے بڑے عالم واسکالرز نہ کر سکے، باوجود سرکاری وسائل کے بے فیض رہے لہذا شاہد علی ابڑو کی محنت اردو میں شائع ہونا نہایت واشد ضروری ہے۔ چونکہ یہ عنوان ایک طرف تو بہت وسیع اور توجہ طلب ہے، دوسری طرف اس کی افادیت تمام ملک کے کونے کونے میں پہنچانا لازمی امر ہے۔ اللہ تعالی ہماری محنتوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (آمین)

اور آخر میں دعا کہ سب تعریفیں اللہ کے لیئے جو سارے عالم کا رب ہے۔

جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی، کندھکوٹ

2016- 06- 08

موبائل نمبر 0334-3095968

اظہارِ خیال

انسان پیدا ہونے کے بعد جب سمجھ وشعور کی سیڑھی پر قدم رکھتا ہے تو اپنے مستقبل کی بہتری کے لیے فکر مند ہونا شروع ہوتا ہے، حال کو خوشحالی میں تبدیل کرنا چاہتا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اپنے ماضی کو بھول جاتا ہے حالانکہ اس کا حال ماضی سے جڑا ہوتا ہے اور مستقبل بھی ماضی کا تسلسل ہوتا ہے۔

ماضی میں رکھا ہوا اس کا نام، ولدیت، قبیلہ، قوم، زبان وادب اور تاریخ نہ صرف انفرادی شناخت ہوتے ہیں بلکہ اجتماعی پہچان بھی ہوتے ہیں۔ تمام انسان کسی نہ کسی طرح اپنے ماضی کو یاد کرتے ہیں، بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے ماضی، تاریخ، تمدن اور تہذیب پر جمے ہوئے گرد وغبار کو صاف کر کے عیاں کرتے ہیں۔ ایسے عظیم افراد میں سے شاہد علی صوف ابڑو بھی ایک ہیں، ان کی اپنی تاریخ سے وابستگی، تہذیب وثقافت سے محبت کا عکس اس کتاب میں بہت عیاں نظر آتا ہے۔ جو دکھ اور تکالیف ابڑو صاحب نے اپنے اس کام کی وجہ سے برداشت کئے ہیں وہ نہ صرف تاریخ کا حصہ ہیں بلکہ بہت بڑی قربانی تصور کئے جائیں گے۔ ہمارے سامنے تو چند صفحات کی یہ کتاب نظر آرہی ہے مگر اس کتاب کو لکھنے کے لیے ایک محقق کو کتنے جتن کرنے اور کتنی صعوبتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں، ان کا اظہار کرنا کوئی آسان کام نہیں۔

شاھد علی صوف ابڑو صاحب ایک باعمل محقق ہیں، جنہوں نے نہ صرف لائبریریوں کی کتب سے استفادہ کیا بلکہ خود جاکر وہ آثار بھی دیکھے، انہوں نے انسانی تاریخ کے حوالے سے نظریات وواقعات کو سائنسی نظر سے دیکھنے کی بھی بھرپور کوشش کی ہے، آثارِ قدیمہ تک پہنچنا کسی عام محقق کے بس کی بات نہیں ہے، یہ عشق اور جنوں سے ہی ممکن ہے، ورنہ مالی وسائل تو ہمارے علمی وادبی اداروں کے پاس بہت زیادہ ہیں مگر اس طرح کی کوشش شاید ہی کی گئی ہو۔

سرزمین سندھ کی تہذیب وتمدن اور آثارِ قدیمہ پر کئی محققین نے کام کیا ہے مقامی

محققین کے ساتھ ساتھ انگریز اسکالرز و ماہرین آثار قدیمہ نے بھی شاندار کام کیا ہے۔سندھو تہذیب کی سب سے بڑی ثابتی موہن جودڑو ہے،موہن جودڑو پر دنیا اس وقت متوجہ ہوئی جب سر جان مارشل نے 1922ء میں وہاں پر کھدائی کر کے ملنے والی اشیاء،عمارات،شہری نظام اور دیگر خصوصیات سامنے لائیں اس طرح سندھو تہذیب (Indus Civilization) کو ایک امتیازی حیثیت حاصل ہوئی۔

تحقیق کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں کوئی تحقیق ختم نہیں ہوتی ، یہی وجہ ہے کہ محققین نے اپنا کام جاری رکھا،اب بھی ہزاروں سال پر محیط تہذیب موہن جودڑو سے ملنے والی زبان کے رسم الخط کو حتمی طور پر پڑھا نہیں جا سکا،پوری دنیا کے محققین اپنی تحقیق جاری رکھے ہوئے ہیں۔اسی اثناء میں شاہد علی صوف ابڑو نے سرزمین سندھ کے ایسے گوشے پر محنت شروع کی جو پنہاں تھا،کئی برسوں کی محنت کے بعد مذکورہ تحقیق نے کتابی شکل اختیار کی،ان کی تحقیق کے مطابق تخلیق انسان یا تخلیق حیات کی ابتداء وارتقاء یہاں یعنی (سندھ) سے ہوئی،اسی طرح سرزمین سندھ ارتقاء کا گھر ثابت کرنے کی عالمانہ کوشش کی گئی ہے،اسی حوالے سے پہلے موجود تحقیق کا بھی تجزیہ کیا گیا ہے۔

یہ کتاب پہلے سندھی زبان میں شائع ہوئی ،اس کے بعد اس کا اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا، یہ ترجمہ بھی کسی عام مصنف یا مترجم نے نہیں کیا ہے بلکہ سندھ کے حوالے سے ہی تحقیق میں اپنی منفرد شناخت رکھنے والے عالم جاموٹ حاجی خان چاچڑ صاحب نے کیا ہے،جاموٹ حاجی خان چاچڑ دینی علوم میں بھی کافی مہارت رکھتے ہیں۔

میں نے اس ترجمے پر نظر ثانی کر کے اپنا حصہ ڈالا ہے،کوشش کی ہے کہ ترجمہ اردو زبان پڑھنے والوں کے مزاج ، ماحول اور فہم وفراست کے عین مطابق ہو۔ہمارے یہاں کچھ افراد سندھی زبان سے اردو زبان میں ترجمہ کرتے وقت سندھی زبان بولنے، پڑھنے اور سمجھنے والوں کو مدنظر رکھ کر ترجمہ کرتے ہیں [illegible] زبان [illegible] تحسین ہوتی ہے

اسی طرح نظر ثانی کرتے وقت میں نے یہ بھی خیال رکھا کہ انداز تحریر محققانہ ہو، بعض اوقات محققین جذباتی انداز اختیار کرتے ہیں، جس کی وجہ سے تحقیق متاثر ہوتی ہے۔

تمام تر کوششوں کے باوجود ضرور کمی بیشی رہ گئی ہوگی برائے مہربانی درگزر کرنے کے بجائے نشاندہی کی جائے تاکہ بہتر سے بہتر اور بہترین کام ہو سکے۔

ڈاکٹر کمال جامڑو
ڈین فیکلٹی آف لینگویجز
وفاقی اردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس، کراچی

باب اول

سرزمین سندھ ارتقاء کا گھر

بندہ ناچیز 15 -16 برسوں سے سرزمین سندھ اور ابڑو قبیلے کی تاریخ پر تحقیق کر رہا ہوں۔ اس وقت تک کئی ممالک کا سفر کر چکا ہوں جہاں بھی تاریخ کے متعلق مواد، شجرہ نسب، تاریخی آثار قدیمہ دستاویزات، مہریں و پتھروں کے متعلق پتا ملتا تو میں وہاں پہنچ جاتا ہوں۔ اس تحقیق کے دوران مختلف راز افشاں ہوئے، مذہب /دین، سائنس اور تاریخ بتاتی ہے کہ سندھ ہی تمام دنیا کی ارتقاء کا مرکز ہے۔ جبکہ تہذیب کی بنیاد بھی سندھ میں پڑی جس کو آج تمام مورخین و ماہر آثار قدیمہ نے تسلیم بھی کر لیا ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ انسانی ارتقاء کے موجد پہلے انسان حضرت آدم بھی سندھ پر نازل ہوئے۔ تمام جانداروں، حیوانوں وغیرہ نے بھی یہاں پرورش پائی، چونکہ آدم کا نزول یہاں پر ہوا یہ تمام جانداران کی مدد باہمی کے لیئے اللہ تعالی نے پیدا کیئے۔ اس ضمن میں تاریخ طبری یوں شہادت دیتی ہے۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام جب جنت سے اترے تو ایک پہاڑ (سراندیپ سندھ) پر اترے تھے اور ان کے ساتھ جتنے درختوں کے پتے تھے انہوں نے وہ پہاڑ کے اندر بکھیر دیئے پس تمام پاکیزہ غذاوں کی اصل یہ ہی ہے۔ اور اسی وجہ سے سندھ ہند میں ہر قسم کا پھل ومیوہ پایا جاتا ہے۔ (ص83)1

مذکورہ ایک مستند تاریخ کی شہادت سے حضرت آدم کے نزول کا سندھ کی سرزمین پر واضح ہو جاتا ہے، جس کی تصدیق ایک مقامی مورخ ومحقق جناب عطاللہ ضیاء صاحب اپنی تصنیف The Valley of Mehran میں یوں کرتے ہیں:۔

adm (AS) born in Sindh and traveled to saudia, when commissioned by God as his vicegerent approx.18 Crore years ago!. The Aryans (Sindhies) were those who believed in him. (p.# 167) 2

---

(1) تاریخ طبری، مصنف علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری ص 83 دار اشاعت کراچی 2011

علامہ عطا اللہ ضیا صاحب مذکورہ حوالہ قرآن کریم کی نسبت سے لکھتے ہیں اور واضح کرتے ہیں کہ I am strong beliver of the holy Quran سندھ کی سرزمین پر حضرت آدم کا نزول مذکورہ ٹھوس شہادت کے بعد واضح ہوا کہ انسان کا دادا حضرت آدم سندھ میں نازل ہوئے جب یہ بات ٹھوس شہادتوں سے واضح ہو جاتی ہے تو یہ کہنا یقیناً حق بجانب ہے کہ نسل انسانی کی ارتقاء سندھ کی سرزمین سے ہوئی تو لازمی ہو گیا کہ تمام ارتقائی عمل سندھ کی سرزمین سے ہی شروع ہوا۔ تمام جاندار چرند، پرند، کیڑے، مکوڑے بھی یہاں ارتقاء پذیر ہونے کے بعد میں دنیا کے مختلف ممالک پہنچ گئے۔ تاریخ طبری اور مقامی مورخ ومحقق کی اس شہادت کے بعد ہم جب دنیائے سائنس پر نگاہ ڈالتے ہیں تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سائنس کی ابتدا سرزمین سندھ پر حضرت ادریس نے کی، صحیفہ آدم وشیث (شیث) سے آپ نے تمام سائنسی علوم کو رائج کر کے ان کے موجد بنے۔ اس ضمن میں نامور محقق ومورخ جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی قرآن کریم اور قصص الانبیا کی نسبت سے اپنی تصیف میں لکھتے ہیں:

جیسا کے سندھ انسانی ارتقاء کا مسکن ہے، اسی طرح سائنس کی ابتدا وارتقاء کی جگہ ہے جس پر اہل ایمان سائنسدانوں نے تجربات کیئے ان میں پہلا سائنسدان حضرت ادریس ہیں جس کے متعلق قرآن کریم میں درج ہے کہ:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِدْرِيْسَ O اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّاOوَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا(سورہ مریم)

ترجمہ: قرآن میں ادریس کا بیان کر کہ وہ سچے نبی تھے اور ہم نے انہیں بلند مقام پر پہنچایا۔ آپ نے سائنس کے یہ علوم رائج کیئے علم نجوم، علم فلکیات، علم طب، علم منطق، علم کیمیا (کیمسٹری) علم ریاضی وغیرہ (ص 37)1

مذکورہ حقائق کے بعد ہم جب سائنس کی موجودہ تھیوریز پیش کرنے والوں پر نظر ڈالتے ہیں تو

---

(2) The valley of Mehran, author attaullah zia. Hamada Effet zia publication Karachi, Lahore.

(1) تاریخ حضرت سندھ (حصہ چہارم) مصنف جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی۔ص 37 حضرت سندھ اکیڈمی کندھ کوٹ سنہ 2014

ہمیں 1855 میں برطانیہ کے ماہر طبیعات الفرڈ رسل ویلاس کی کتاب ارتقا سے متعلق نظر آتی ہے۔اس سے ملتا جلتا نظریہ چارلس ڈارون منظر عام پر لائے۔اس کی تفصیل آگے بیان کریں گے۔لیکن۔یہاں یہ واضح ہو کہ سندھ کی سرزمین نہ صرف نسل انسانی کی ابتدائی دھرتی ہے بلکہ تمام جانداروں کی ابتدائی جنم بھومی بھی ہے۔حیاتی کا جرثوم (Lief Cell) یہاں ارتقا پذیر ہوا۔

حضرت آدم کے نزول سے متعلق دنیا میں اور دوسری روایت نہیں ملتی ماسوائے سراندیپ سندھ سے قصص الانبیا میں بھی سراندیپ کی روایت ملتی ہے۔تاریخ طبری میں بھی اصل میں سندھ ہے جو کہ اس وقت ہند نام سے مشہور ہو گیا،طبری کے مصنف نے اس مشہور نام کا سہارا لیا ہے،لیکن تاریخ و جاگرافی کے نقطۂ نگاہ سے ہند عرب کی سرزمین سے بہت دور ہے۔اور سندھ سے قریب ہے۔کائنات اور انسان کی ارتقاء پر لاتعداد کام ہوا ہے لیکن اب تک سائنس کی ترقی ہونے کے باوجود اس نظریہ پر مکمل کام نہیں ہو سکا ہے۔لیکن پھر بھی کچھ نتائج تاریخ، سائنس اور دین کی نسبت سے حاصل ضرور ہوئے ہیں۔جہاں تک سائنس کے پہلے موجد کا تعلق ہے تو یہ حقیقت عیاں ہوئی ہے کہ حضرت ادریس ہی سائنس کے پہلے موجد ہیں اور تمام علوم وفن کے بھی مورث اعلی کہے جاتے ہیں۔

دنیا کا پہلا سائنسدان

ہم جب تاریخ قدیمہ پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ علم کی ابتدا حضرت ادریس سے ہوئی، سب سے پہلے آپ نے ہی قلم سے لکھائی کی اور بہت سے سائنسی علوم ایجاد کیئے جن کی تفصیل قصص الانبیا کتب کے علاوہ بہت سے تاریخی ماخذوں میں درج ہے اس ضمن میں شہرآفاق تاریخ حضرت سندھ کے مصنف لکھتے ہیں:۔

دنیا کا پہلا سائنسدان ایک اہل ایمان وجلیل القدر پیغمبر حضرت ادریس تھے۔آپ حضرت شیش (سندھ اول) بن آدم کی نسل میں چوتھی پشت پر آتے ہیں، جسے تورات میں حنوک یا اخنوخ لکھا گیا ہے، آپ سب سے پہلے قلم سے تعلیم اور بہت سے سائنسی علوم کے موجد ٹھہرے۔اس جلیل القدر پیغمبر کا تعلق سندھ کی قدیم سریانی سرزمین سے ہے۔ تاریخ طبری نے چار سریانی (سندھی) پیغمبروں میں سے ان کا اندراج کیا ہے۔سریانی کا مقصد سندھی ہے۔افسوس ہے کہ مورخین نے سریانی کے متعلق جان بوجھ کر وضاحت نہیں کی (ص206- 207)1

اس حقیقت کو تاریخ کا سفر کے مصنف نے یوں بیان کیا ہے:

دنیا کا پہلا طبیب 5641 قبل مسیح پیدا ہوا، علمائے قدیم نے اللہ کے نبی حضرت ادریس کو بالاتفاق دنیا کا پہلا حکیم قرار دیا ہے۔یونانی اسے ہرمس اول کہتے تھے (ص257)2

مذکورہ حوالہ جات سے عیاں ہوا کہ دنیا کا پہلا سائنسدان حضرت ادریس ہیں آپ نے سائنس کے یہ علوم رائج کیئے علم نجوم، علم فلکیات، علم طب، علم منطق، علم کیمیا (کیمسٹری) اور علم ریاضی اس ضمن میں تاریخ کا سفر کے مصنف لکھتے ہیں:۔

روایت ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام دنیا میں علم نجوم (بہ طور خاص علم رمل) ریاضی، فن کتابت،

---

(1) تاریخ حضرت سندھ (حصہ چہارم) مصنف جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی (ص206 -7) حضرت سندھ اکیڈمی کندھ کوٹ2014

(2) تاریخ کا سفر، مصنف ذوالفقار ارشد گیلانی (ص257) علم دوست پبلیکشنز لاہور2003

((3) تاریخ کا سفر مصنف ذوالفقار ارشد گیلانی (ص61) علم دوست پبلیکشنز لاہور سنہ2003

باب اول

سرزمین سندھ ارتقاء کا گھر

بندہ ناچیز 15 -16 برسوں سے سرزمین سندھ اور ابڑو قبیلے کی تاریخ پر تحقیق کر رہا ہوں۔ اس وقت تک کئی ممالک کا سفر کر چکا ہوں جہاں بھی تاریخ کے متعلق مواد، شجرہ نسب، تاریخی آثار قدیمہ دستاویزات، مہریں و پتھروں کے متعلق پتا ملتا تو میں وہاں پہنچ جاتا ہوں۔ اس تحقیق کے دوران مختلف راز افشاں ہوئے، مذہب /دین، سائنس اور تاریخ بتاتی ہے کہ سندھ ہی تمام دنیا کی ارتقاء کا مرکز ہے۔ جبکہ تہذیب کی بنیاد بھی سندھ میں پڑی جس کو آج تمام مورخین و ماہر آثار قدیمہ نے تسلیم بھی کر لیا ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ انسانی ارتقاء کے موجد پہلے انسان حضرت آدم بھی سندھ پر نازل ہوئے۔ تمام جانداروں، حیوانوں وغیرہ نے بھی یہاں پرورش پائی، چونکہ آدم کا نزول یہاں پر ہوا یہ تمام جانداران کی مدد باہمی کے لیئے اللہ تعالی نے پیدا کیئے۔ اس ضمن میں تاریخ طبری یوں شہادت دیتی ہے۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام جب جنت سے اترے تو ایک پہاڑ (سراندیپ سندھ) پر اترے تھے اور ان کے ساتھ جتنے درختوں کے پتے تھے انہوں نے وہ پہاڑ کے اندر بکھیر دیئے پس تمام پاکیزہ غذاوں کی اصل یہ ہی ہے۔ اور اسی وجہ سے سندھ ہند میں ہر قسم کا پھل و میوہ پایا جاتا ہے۔ (ص83) 1

مذکورہ ایک مستند تاریخ کی شہادت سے حضرت آدم کے نزول کا سندھ کی سرزمین پر واضح ہو جاتا ہے، جس کی تصدیق ایک مقامی مورخ و محقق جناب عطا اللہ ضیاء صاحب اپنی تصنیف The Valley of Mehran میں یوں کرتے ہیں:۔

adm (AS) born in Sindh and traveled to saudia, when commissioned by God as his vicegerent approx.18 Crore years ago!. The Aryans (Sindhies) were those who believed in him. (p.# 167) 2

---

(1) تاریخ طبری، مصنف علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری ص 83 دار اشاعت کراچی 2011

موجودہ سائنسدان

ماضی کی تاریخ کے بعد ہم حالیہ تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ان میں سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب سائنسدان اور یورپی سائنسدان اس ضمن میں آگے نظر آتے ہیں یورپی سائنسدانوں میں سے آئن اسٹائن نے اپنے ایک بیان میں تسلیم کیا ہے کہ ہم نے سائنس کی تھیوری قرآن سے لی دو سال گذرے ایک سائنسدان ایلیکسن نے ایک کتاب لکھی Eienstine in search of god جس میں وہ آئن اسٹائن کا بیان درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں Eienstine نے کہا ہے کہ: میں خدا پے ایمان نہیں لاتا مجھے نہیں معلوم قرآن خدا کی بھیجی ہوئی کتاب ہے کہ نہیں! لیکن قرآن کو پڑھنے کے بعد میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ قرآن جھوٹ نہیں بولتا۔ جب میں نے قرآن میں پڑھا کہ یہ جو پہاڑ ہم سمجھتے ہیں کہ گاڑ دیئے گئے ہیں یہ تو روئی کے گالوں کی طرح اڑینگے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ کوئی ایک انرجی طاقت موجود ہے جو پہاڑوں کو بادلوں کے گالوں کی طرح اڑا سکتی ہے، میں نے نیوکلیر انرجی ان سے ڈھونڈ لی۔

موجودہ سائنسدانوں کا بھی یہی حال ہے کہ وہ قرآن کریم کا سہارا لیئے بغیر کوئی سائنس کا علم دریافت نہیں کر سکتے۔ ان سے عیاں ہوا کہ سائنس اہل ایمان اور پیغمبروں کی ایجاد ہے۔

چارلس ڈارون کی زندگی کا احوال و متضاد سائنسی تھیوری

چارلس ڈارون ولد رابرٹ ڈارون 1809 میں انگلستان کے ایک شہر شروس بری میں پیدا ہوئے۔ مختلف اسکولوں میں پڑھا، پڑھنے میں ان کی دلچسپی نہیں تھی، بچپن ہی سے مختلف پودے پرندے پتھر، کوڈ، سپیاں اور مختلف سمندری مخلوق اکٹھے کرتا تھا۔

بعد میں ایڈنبرگ یونیورسٹی میں ان کی کیمسٹری کے پروفیسر مسٹر ہوپ سے قربت حاصل ہوئی دوسرے برس وہ نیچرل سائنس میں چلے گئے، جہاں پروفیسر گرانٹ کے قریب رہے۔ پروفیسر گرانٹ حیاتیات کے ماہر وقابل استاد تھے۔ پروفیسر گرانٹ ارتقا پسند مفکر لامارک کے نظریوں سے متفق تھے۔ چارلس ڈارون کو لارمارک کے نظریات سے اختلاف تھا۔

لامارک کہتا تھا کہ تمام جاندار نامیاتی وحیاتیاتی نظام کیتوسط سے ایک دوسرے سے جڑیہوئے ہیں۔انہوں نے حیاتیاتی نظام کو ایک دوسرے سے وابستہ قرار دیا۔جبکہ ڈارون کہتا ہے کہ سارے جانداروں میں یکسانیت نہیں ہے۔درختوں و پودوں کی کسی ایک نسل میں شامل تمام ممبران میں سے کچھ نہ کچھ مختلف ضرور ہوتے ہیں۔یہ فرق رنگ،قد،وزن،آواز، چلنے کی رفتار و بناوٹ کی خاص نوعیت میں عیاں ہوتا ہے۔

بعد میں پروفیسر گرانٹ لنڈن یونیورسٹی چلے گئے۔ڈارون نے ایڈنبرگ یونیورسٹی میں حیاتیات کے پروفیسر جیمس کے ساتھ اکٹھے کام کیا۔ 17 برس کی عمر میں دو مقالات تحریر کر کے پیش کیئے۔ باپ کے کہنے پر پادری بننے کے لیئے اس نے کیمبرج میں داخلالیااور مذہبی تعلیم لینے لگے۔کیمبرج میں پادری کا کورس کرنے کے دوران چارلس ڈارون کی ملاقات پروفیسر ہنسلے سے ہوئی۔ پروفیسر ہنسلے نیچرل سائنس کا ماہر استاد تھا، چارلس ڈارون کو اس یونیورسٹی میں نیچرل تھیالوجی پڑھنے کے لیئے بھیجا گیا۔جبکہ اس کی دلچسپی نیچرل ہسٹری تک محدود تھی۔وہ (ڈارون) پروفیسر ہنسلے کے کلاسز میں جایا کرتا تھا۔ پودوں کے بارے میں عملی تجربہ کے لیئے پروفیسر ہنسلے ان کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔اورانکو پودوں وجانوروں سے متعلق معلومات دیتے رہے۔ڈارون نے ایک دانشور سرجی ہرشل کی کتاب نیچرل فلسفہ کی تاریخ پڑھی جس کے بعد ان کو اپنا علم کم نظر آنے لگا۔

اس کے بعد ان کے دل میں تحقیق کا شعلہ وجذبہ پیدا ہوا کہ مجھے نیچرل سائنس میں کچھ نئے اضافے کرنے چاہیں۔بعد میں انہوں نے جیولوجی کی کلاس اٹینڈ کرنا شروع کی۔پروفیسر بجوک ان کو پہاڑوں پر تحقیق کے لیئے فیلڈ میں بھی لے جاتے رہتے تھے۔ 1831 میں رائل Royel نیوی کا بیگل نامی جہاز تحقیقی دورے پر جا رہا تھا اس جہاز پر پروفیسر ہنسلے کی سفارش پر ڈارون کو بھی لدا گیا، 27 دسمبر 1831 کی شام کو جہاز روانہ ہوا۔ جہاز کی پہلی منزل جنوبی آمریکا کا مشرقی کنارہ تھا۔جس وقت چارلس ڈارون بیگل جہاز کی توسط سے جنوبی آمریکا روانہ ہوا تھا تو اس وقت برطانوی حیاتیات کے ماہر الفرڈ رسل ویلاس مشرق کی طرف تحقیق کے لیئے

روانہ ہوئے تھے۔ڈارون جنوبی آمریکا کے جزیروں میں دلچسپی سے کام کرتے رہے۔ان کی آرا کے مطابق جزیرے بعد میں عیاں ہوئے۔ اور ان جزیروں پر درخت پودے اور جانور مین لینڈ سیجرت کر کے یہاں آباد ہو گئے تھے کہ اس نے چلی اور ایکواڈور میں بھی اچھا کام کیا اس نے وہاں فوسلز ڈھونڈ نکالے جو کہ بڑی بڑی ہڈیوں پر مشتمل ڈھانچے تھے۔ یہ ڈھانچے کافی عرصہ پہلے مرے ہوئے قدیم جانداروں کے تھے اور اس قدیم نسل کی اولاد زندہ تھی۔ چلی، ایکواڈور کے جنگلات میں سلوتھس (دودھ پلانے والے ایک جانور جس کے پاں کی تلیاں ہوا کرتی تھیں) اور آرمڈیلو (اس جانور کے اوپر ہڈیوں کا خول چڑھا ہوتا تھا) نہایت اطمینان سے گھومتا تھا۔جبکہ سلوتھس اور آرمڈیلو خود نایاب ہو گئے تھے۔

چارلس ڈارون نے آر کے پلاگو جزیروں پر جا کر چڑیوں اور کچھوؤں پر تحقیق کی، گلا یگوز جزیروں پر بھی تحقیق کی، اس نے عربی سمندر اور بحر اوقیانوس کے سفر کیئے اس طویل سفر میں انہوں نے فطری عجائبات کا مشاہدہ کیا اور قدیم قبائل سے ملا۔ 1836 کے اکتوبر میں وہ واپس لندن پہنچے۔اس نے ایک Research Journal نامی کتاب لکھی۔اس کتاب میں انہوں نے 5 برس کے سفر کے دوران پیش آنے والے مختلف واقعات بیان کیئے ہیں۔ 1855 میں اس نے Origin of species نامی کتاب لکھی اس کتاب میں ارتقائی اصولوں پر تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ چارلس ڈارون نے 30 سالہ محنت کر کے ایک کتاب Desecnt of man لکھی ہے، جس میں انہوں نے لکھا کہ اس دور کے جدید انسان اور بن مانس (بڑے بندر) کے آباواجداد کو تلاش کریں تو ہم قدیم بن مانس ڈرائیوپیتھی کس تک پہنچ سکتے ہیں کہ انسان کی ارتقاء بندر جیسی مخلوق میں سے ہوئی۔

ماہر ارتقاء Simpson نے اپنی کتاب The meaning of evolution میں اعتراف کیا ہے کہ زندگی کی ابتدا کیسے ہوئی؟ نہایت ایمانداری سے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کو اس کا کوئی بھی علم نہیں۔لیکن یہ شخص کیا جانتا تھا کہ انہوں نے اللہ کی ایک اشرف المخلوق کو بندر سے جوڑ دیا (مترجم)

زندہ بن مانس (بڑے بندر) اور انسانوں کے مشترکہ آباواجداد ڈرائیو پیتھی کس بن مانس ہیں۔ ڈارون کے مطابق جب یہ نسل ختم ہوئی تو ان کی مختلف شاخیں اور اقسام زمین پر آباد رہیں۔ ان میں سے ایک نسل اسٹرالوپیتھی کس تھی، جس کو ڈارون پہلے انسان جیسا کہتا ہے۔ ڈارون کے مطابق کہ آسٹرالوپیتھی کس ڈو ٹانگوں پر سیدھا چلتا تھا اور انسان جیسا تھا، ان کی کمر اور کولھے کی ہڈیاں ایسی ترتیب میں آچکیں تھیں جس کے باعث ان کو سیدھا ہوکر چلنے میں کوئی بھی دقت نہیں ہوتی تھی، ڈارون نے کہا کہ ہر چیز ارتقائی مراحل طے کر کے اس صورت پر پہنچی ہے، ارتقائی سفر اب تک رکا نہیں ہے۔ یہ تمام بڑا فاصلہ ہے جو کسی بھی طرح طے نہیں ہوسکتا جس وقت ڈارون نے اپنا ارتقا سے متعلق نظریہ پیش کیا تھا تو ٹھیک اس وقت الفرڈ رسل ویلاس نے بھی ارتقا سے متعلق مقالہ پیش کیا، دونوں کے نظریات میں بلکل یکسانیت تھی اسی وجہ سے اس وقت کے سائنسدانوں ودانشوروں کے درمیان اختلافات بھی ہوئے اور یہ پھڈہ ہوا کہ ارتقا کے نظریہ کا بانی ڈارون ہے یا ویلاس؟۔

ڈارون کے نظریہ ارتقا کے خلاف اس وقت یورپ کے پادری مخالف بن گئے اور ان کے ارتقا و انسانی پیدائش کے پیش کردہ نظریہ کو رد کردیا، مخالفت کرنے والے دانشوروں، سائنسدانوں و مذہبی رہنماؤں نے سخت احتجاج کیا۔ اس وقت آکسفورڈ یونیورسٹی میں بحث ہوئی جس میں بشپ سمویل نے کہا کہ ڈارون کہتا ہے کہ انسان بندر کی ترقی یافتہ نسل ہے۔ پیدائش آدم سے متعلق ڈارون کا نظریہ مذہبی تعلیم سے مطابق نہیں ہے۔ توریت شریف (بائبل) ارتقا انسانی کو تسلیم کرتی ہے اور انسانی ارتقا کے متعلق تمام تفصیلات موجود ہیں۔ اس وقت مذہبی رہنما اور سائنسدان دو گروپوں میں تقسیم ہوگئے۔

1882 میں چارلس ڈارون نے وفات پائی، ان کے مرنے کے بعد بھی یہ اختلافات اور بحث چلتی رہی، ڈارون کے شاگردوں نے بھی ان کے نظریہ کو خوب ٹٹولہ اور دلائل سے رد کردیا۔

ڈارون کی تھیوری کا زوال اور بربادی

جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ ڈارون کی تھیوری فطرت وقدرت کے مطابق نہیں تھی اور سائنس ودین کے خلاف تھی۔ جس کی وجہ سے نہ صرف دینی رہنما بلکہ سائنسدان مخالف ہو گئے۔ اللہ تعالی کی اعلی واشرف مخلوق کے ساتھ ایسا مذاق تو فطرت بھی برداشت نہیں کرتی۔ اس ضمن میں بہت سے کتب شایع ہو رہی ہیں۔ سندھی میں مادہ پرستی ائیں خدا جو وجود Materialism y/S God نامی کتابچہ شایع ہوا ہے جس کے مصنف علی نواز جمال شاہ ہیں۔ وہ ڈارون کے نظریہ ارتقا سے متعلق لکھتے ہیں:۔

محض اس نظریاتی جنگ کو آج کے نیم تعلیم یافتہ شخص حقیقی سمجھ کر خود کو خدا کے وجود سے انکار کرنے والوں میں فخر محسوس کرتے ہیں، جیسا کہ ہمارے کتنے ہی لوگ ڈارون کے نظریہ ارتقاء کی کچھ نامکمل معلومات حاصل کرنے کے بعد اس بحث کے لیئے تیار ہو جاتے ہیں کہ انسان کو خدا نے موجودہ شکل میں نہیں تخلیق کیا بلکہ وہ پانی میں سے پیدا ہوا اور رفتہ رفتہ بعد میں بندر اور صدیاں گذرنے کے بعد بندر نے انسانی صورت اختیار کی۔ انہوں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ ڈارون کے نظریے کو نہ صرف انکے کتنے ہی شاگردوں بلکہ ارتقا کے ماہرین مثلا تھامس مارگن نے غلط اور نامکمل قرار دیا ہے۔ ان کے علاوہ خود ڈارون کو بھی خبر نہیں تھی کہ اول اول میں پانی میں سے امیبیا کس طرح پیدا ہوا؟ (ص 134)33

مذکورہ حوالہ میں سے عیاں ہوا کہ ڈارون اپنی تھیوری میں مخلص نہیں تھا، چونکہ اس نے اپنی ایک کتاب میں بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے اس ضمن میں مذکورہ مصنف لکھتے ہیں:۔

ڈارون نے اپنی کتاب Origion of specie میں لکھتے ہیں کہ میں نے ارتقائی تبدیلیوں سے متعلق لکھا تھا کہ وہ ایسے ہی اتفاقیہ By chance وجود میں آگئیں ہیں۔ (ص34)2

---

(1) مادہ پرستی ائیں خدا جو وجود، مصنف علی نواز جمال شاہ (ص33- 34) یادگار پبلشر حیدرآباد 2009

(2) ایضا۔۔۔ (ص34)

ڈارون کا نظریہ ارتقا بربادی اتنا خوار وخراب ہوا کہ لوگ تضحیک کے طور پر کہتے ہیں کہ کیا آپ انسان کے لیئے ڈارون کی تھیوری پر عمل پیرا ہیں۔ یا ڈارون کا نظریہ بنالیا ہے؟

ڈارون کے نظریہ ارتقا پر مصنف کا تبصرہ بمعہ مزید حوالہ جات

ڈارون نے اپنا نظریہ علم خلق Genetics سے مدد لینے کے بغیر دیا چونکہ ڈارون کے وقت میں کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ کون کونسے عجیب طریقوں سے خاص جراثیم Life Cell ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتے ہیں۔ ڈارون کی پیش کردہ تھیوری میں کچھ سوال طلب الجھنیں ہیں۔ ڈارون انسان کو ڈیڑھ کروڑ برس پہلے ختم ہونے والے بن مانس کی نسل آسٹرالوپیتھی کس بن مانس کی اولاد بتاتا ہے، جبکہ پہلے انسان حضرت آدم کا قد 60 گز بتایا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ حام بن نوح کا قد 26 گز تھا اور ان کے علاوہ 9 12 15 20 30 گز لمبے قد والے انسان بھی موجود ہیں وہ کس کی اولاد ہیں۔۔۔؟ جبکہ دنیا میں موجود بندروں کا قد عموماً 8 سے 15 فٹ بمشکل ملتا ہے۔

ڈارون نے اپنا انسانی ارتقائی نظریہ جنوبی آمریکا کے سمندری ساحلوں اور چلی، ایکواڈور کے جزیروں پر کام کرتے ہوئے دیا ہے۔ ان کی تحقیق کا مرکز یہی سمندری ساحل رہے ہیں، لیکن دنیا کے ارضیاتی مطالعہ اور دنیا میں آئی ہوئی مذہبی کتب کے مطابق تو دنیا کا مرکز Centre سندھ ہے۔ آیئے کہ اس پر دلائل سے بحث کریں کہ ڈارون کا نظریہ ارتقا کس حد تک درست تھا یا وہ بھٹکے ہوئے محققوں میں سے تھا، جسے محض کسی نظریہ سے دلچسپی نہیں تھی صرف بیگل جہاز پر سوار ہو کر امریکی جزیروں کی ہواخوری کرنا مقصود تھا۔

نامور مذہبی اسکالر اور 37 کتب کے مصنف ڈاکٹر غلام جیلانی برق اپنی تصنیف میں چارلس ڈارون کے نظریہ ارتقا پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

قرآن ڈارون کے اس شجرہ (مچھلیوں سے بندر تک) کا قائل نہیں ہے، وہ انسان کو اپنا نائب قرار دیتا ہے بندر کا بچہ نہیں۔ ارتقاء کی ایک صورت یہ بھی ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی ۲ اَلَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰا ۳ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَھَدٰا

ترجمہ: تم اپنے عظیم رب کی تعریف کرو جس نے ہر چیز کو پیدا کرنے کے بعد پہلے اسے سنوارا پھر اس کی صلاحیتون کا اندازہ لگانے کے بعد اسے کمال کی راہوں پر ڈال دیا۔ 1 ص 36-34

مذکورہ حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈارون کی تھیوری پر وقتا فوقتا بحث کے ساتھ قرآن کریم و سائنس کی روشنی میں تجزیات، عملی تجربات اور مشاہدات ہوتے رہے ہیں۔ جن کے ذریعے ڈارون کی اس تھیوری کو انسان کے ساتھ مذاق قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی تصنیف سے پتہ چلتا ہے کے ڈارون کی کتاب Descent of man کے جواب میں ان کے ہم وطن پروفیسر ہنری ڈرمنڈ نے اپنی کتاب Asent of man لکھی اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:۔

انہی دنون اسکاٹ لینڈ کے ایک پروفیسر ہنری ڈرمنڈ (1851 1897) نے ڈارون کی Descent of man کے جواب میں Asent of man لکھی یہ علمی ہنگامہ دیر تک گرم رہا Henry Dramend اسکاٹ لینڈ کا سائنسدان تھا۔ یہ آغاز میں پادری رہا پھر 1877 میں گلاسکو کے ایک کالج میں پروفیسر لگ گیا۔ اس نے سائنس اور مذہب کے تصادم کو ختم کرنے کے لئے نیچرل لا اِن دی سپر چوئل ورلڈ لکھی اور بعد میں دیگر کتابیں بھی لکھیں۔ (ص28)2

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ فطرت وقدرت کے خلاف جو کام ہوتا ہے اس کا فورنا مکافاتی عمل شروع ہوجاتا ہے۔ اگر ڈارون کی تھیوری قدرت وفطرت کے مطابق یا پھر حقائق پر

---

(1) میری آخری کتاب: مصنف، ڈاکٹر غلام جیلانی برق (ص34- 36) مکتبہ شاہکار لاہور 1977

(2) یہ ایک بڑی حقیقت ہے کہ اوائل میں انسانوں کے قد انتہائی لمبے ہوا کرتے تھے جس کا ثبوت موجودہ سندھ کے سہون شریف میں پیدا ہونے والے ایک سندھی محمد عالم چنہ بھی تھا، جو حال ہی میں وفات پا گئے ہیں۔ محمد عالم چنہ کو روبرو دیکھ کر لوگ کہتے تھے کہ واقعی حضرت آدم علیہ السلام بھی بڑے قد والے تھے۔ یاد رہے کہ محمد عالم چنہ نے پوری دنیا میں لمبے انسان ہونے کا عالمی ریکارڈ قائم کیا تھا۔ اس سے بھی حضرت آدم کا سندھ میں نزول اور بود و باش کا پتہ چلتا ہے کہ ان کے اثرات آج کے انسانوں میں قائم ہیں) مترجم

مبنے ہوتی تو انہیں یوں پسپہ نہیں ہونا پڑتا۔

انسان کی پیدائش کے سلسلے میں ڈارون، الفرڈ رسل ویلاس، لامارک اور دیگر کے نظریات کو عقل تسلیم نہیں کرتی۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہر چیز خود بخود ہوئی ہے۔ چھوٹے اور بڑے جانوروں کی مثال دیتے ہیں کہ گھاس، جنگلات وغیرہ ختم ہو گئے تو چھوٹے قد والے جاندار مر گئے اور بڑے قد والے زندہ رہے، مختلف جانداروں کی پونچھ، پنجے وغیرہ ختم ہو گئے اور ان کی ہیئت تبدیل ہو گئی یا مختلف جانداروں نے اپنی خواہشوں کے مطابق اپنے آپ کو تبدیل کر دیا ! اور انسان بھی بندروں کی نسل میں سے اپنے آپ کو تبدیل کر کے پنجوں پر کھڑا ہوا ہے۔ بندروں کے دو گروہوں میں لڑائی کی وجہ سے ایک گروہ جنگل سے بھاگ کر میدانی علائقوں میں چلا گیا اور وہاں اس نے اپنے رہنے اور کھانے پینے کے طریقے بدلے اور وہ انسان بن گیا ! ایسی باتوں کو عقل تسلیم نہیں کرتی۔ اگر ایسا ہوتا تو ڈائنا سارس اور دیگر رینگنے اور چلنے والے جانور جو ناپید ہو چکے ہیں اس میں بندروں اور چمپزیوں کی کئی نسلیں بھی شامل ہیں وہ وقت، حالات اور خواہشات کے مطابق اپنے آپ کو تبدیل کر لیتے اور آج بھی زندہ رہتے۔

جو لوگ سمجھے ہیں کہ کائنات خود بخود وجود میں آئی ہے تو یہ ان لوگوں کی بھول ہے۔ اللہ تعالی بار بار فرماتا ہے کہ اے انسان اپنی پیدائش کو یاد کر آپ حیات (زندگی) سے پہلے کیا تھے۔ ایک نطفہ (منی) اس کو محفوظ جگہ ماں کے پیٹ میں رکھا۔ مخصوص مدت میں اس کو گوشت کی بوٹی بنایا۔ ہڈی ڈالی۔ سانس ڈالا، ماں کے پیٹ میں اس کی ماہواری سے آپ کو خوراک دی پھر مقررہ وقت پر اس دنیا میں جنم دیا۔ بچے سے جوان کیا اور کچھ کو موت دی اور کچھ کو بوڑھا کیا پھر موت دی پھر بھی سبق نہیں سیکھتے؟ اے انسانوں آپ کو ہر

چیز کائنات میں امانت کے طور پر دی گئی ہے اس کا حساب، کتاب بھی لیا جائے گا۔ ایسے واپس کرو جیسے امانت آپ کو دی گئی ہے۔

(2) ایضا۔۔۔(ص 28) ایضا۔۔۔۔۔

---

(1) میری آخری کتاب: مصنف، ڈاکٹر غلام جیلانی برق ص 28 مکتبہ شاہکار لاہور 1977

باب دوئم

دنیا کا مرکز Centre سندھ کی سرزمین

جیسے میں نے پہلے والے اوراق میں ذکر کیا ہے کہ دنیا کے جاگرافیدانوں نے اور دینی کتب میں سے اب یہ ثابت ہوگیا ہے کہ دنیا کا مرکز ارضیاتی لحاظ سے سندھ کی سرزمین ہے یہ شرف اسے خدا تعالی نے حضرت سائیں دادا آدم کے نزول اور یہاں بود و باش اختیار کرنے کی وجہ سے دیا ہے۔ چونکہ دین کا مرکز بھی یہی ہے اور آدم کا آستانہ بھی یہی ہے۔ اس ضمن میں شہر آفاق تاریخی کتاب تاریخ حضرت سندھ حصہ چہارم سرزمین سندھ حضرت آدم کا آستانہ کے عنوان سے مذکورہ کتاب کے مصنف رقم طراز ہیں:۔

حضرت آدم علیہ السلام کا نزول جب سراندیپ سندھ میں ہوا تو اللہ تبارک وتعالی کی طرف سے انہیں نسل بڑھانے اور زمین پر پھیل جانے کا حکم ہوا بہ رضائے الہی آپ نے کچھ والی زمین پے گندم کا بیج بویا اس لیئے اس اراضی کو آپ کے نام سے منسوب کرتے ہوئے آدم جی بنی یعنی آدم کی آباد کردہ زمین نام مشہور ہوا (ص 15) قدیم تاریخ سے انسان آدم کا گہرا تعلق ہے اور یہی دنیا کا مرکز موصوف ہے (ص 34)1

مذکورہ حوالہ میں ایک مقامی مورخ نے حضرت آدم کی نسبت سے سندھ کی سرزمین کو دنیا کا مرکز قرار دیا ہے، نہ صرف یہ موجودہ سندھ کے باسیوں کا جذباتی خیال ہے بلکہ قدیم سندھ لاہور وگرداس پور میں جنم لینے اور بود و باش اختیار کرنے والے ایک اہل قلم علامہ عطا اللہ ضیا صاحب اپنی انگلش تصنیف The valley of Mehran میں لکھتے ہیں:۔

Adam (AS) Was born in Sindh and traveled to saudia, when commissioned by God as His vicegevent aprox 18,00000 years ago.# 167 (2)

---

(1) تاریخ حضرت سندھ (حصہ چہارم) سرزمین سندھ حضرت آدم کا آستانہ مصنف جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی (ص 15- 34) حضرت سندھ اکیڈمی کندھ کوٹ 2014

مذکورہ دو حوالہ جات سے عیاں ہوا کہ سندھ کی سرزمین آدم کے نزول کے باعث دنیا کا مرکز Center ہے۔ اس مرکز کو ڈارون نے اپنی تحقیق کا محور نہیں بنایا، جبکہ 1843 میں انکے وطن برطانیہ کا راج موجودہ سندھ پر قائم تھا۔ وہ تو آسانی سے یہاں آسکتا تھا، اگر وہ تحقیق سے اتنا مخلص تھا تو اسے سندھ جہاں انسانیت اور آدم کا مرکزی ارتقائی عمل ابتدا پذیر ہوا تھا، میں تحقیق کی خاطر آنا چاہیے تھا تو اسے اسطرح انسانی ارتقا میں خوار نہ ہونا پڑتا۔

ڈارون نے دکھن جنوبی آمریکا کو اپنی تحقیق کا مرکز کیوں بنایا؟

ڈارون کی تھیوری کا زوال اور بربادی یہاں سے عیاں ہوتی ہے کہ انہوں نے آدم (انسان) کا مرکز سندھ کی سرزمین کو چھوڑ کر جنوبی آمریکا کو کیسے اور کیوں تحقیق کا مرکز بنایا؟ یہی سوال اسکی تھیوری کی بربادی کا باعث ہے۔ میں راقم (شاہد علی ابڑو) ایک غریب گھرانے اور وسائل نہ ہونے کے باعث بھی سندھ کی قدامت کی تحقیق سے متعلق بیرونی ملک تحقیق کے لیئے جاسکتا ہوں تو ڈارون کو بھی اپنے نظریہ ارتقا کے ساتھ مخلص کے طور پر تمام ممالک کے انسانوں کی نسل کو سمجھنے کے لیئے سندھ ملک میں آنا چاہئے تھا۔ جبکہ اس وقت انکے انگریز برادری کا راج سندھ پر قائم تھا۔ 1882 میں ان کا انتقال ہوا 1843 میں وہ اپنے نظریہ ارتقا کے پہلے مراحل میں تھا۔ جہاں تک آمریکا کا تعلق ہے تو یہ اتنا قدیم خطہ ارض نہیں تھا جسے تحقیق کا مرکز بنایا جاتا، آمریکا کو تو سندھیوں نے عیاں کیا۔ انسانی ارتقا کی نسبت سے وہ اتنی قدامت بھی نہیں رکھتا ہے۔

دنیا میں پہلا جرثومہ حیات (Life Cell) سندھ میں پیدا ہوا اس کا جنم لکی ضلع دادو کے پہاڑی سلسلہ میں ہوا۔ یہاں ہی تمام جانداروں، چرندے پرندے درندے کیڑے مکوڑوں نے پرورش پائی۔ چونکہ سندھ کی سرزمین کے علاوہ بقیہ دنیا برف سے ڈھکی وچھپی ہوئی تھی، تمام سرد علاقوں میں جاندار جنم نہیں لیتے نا ہی انسان اتنی پرورش پاتا ہے۔ سندھ کی سرزمین وہ

---

(2) The valley of Mehran Author Attaullah zia P.167 Himda Effat Zia publication lahor & Karachi 2012

واحد ملک و علاقہ ہے جہاں موسم 10 دس ماہ گرم رہتا ہے۔ محض دو ماہ جنوری و دسمبر معمولی سی سردی ہوتی ہے۔ مسلسل دس ماہ کسی علاقہ کا گرم رہنا تمام حیاتیاتی عمل کی افزائش کا باعث ہے۔

سندھ کی سرزمین ارتقاء کے لیئے آب وہوا کی نسبت سے مناسب ہے۔

جب تمام دنیا کی (دھرتی) برف کے تہوں سے برف پوش تھی تب سندھ کی دھرتی ہی وہ واحد خطہ ارض تھا جہاں برف نہیں ہوتی تھی اور گرم رہنے والا خطہ تھا، جہاں انسان اور حیوان (جاندار) موجود تھے، چونکہ سردی میں انسان اور جاندار کا زندہ رہنا ممکن ہی نہیں ہوتا اور گرم علاقہ صرف سندھ کی سرزمین ہے سائنس بھی آج اس بات کی تصدیق کرتی ہے۔ (1) جبکہ آخری برفانی دور پلاسٹوسین جو کے بالآخر ایک لاکھ برس کا رہا ہے اور وہ 10 ہزار برس پہلے تک رہا ہے۔ اس ایک لاکھ سال برفانی دور کے وقت میں شمالی آمریکا، یورپ اور شمالی ایشیا برفانی تودوں سے برف پوش تھے۔ شمال قطب میں برف کے پہاڑ تھے اور مشترکہ طور پر ساری زمین برف سے ڈھکی ہوئی تھی، جب ساری دھرتی برف پوش تھی تو پھر انسان و جاندار کہاں آباد تھے؟ یہی سوالات ڈارون کی تھیوری کا باعث بربادی اور رد ہیں۔ اللہ تعالی نے سندھ کی سرزمین کو حضرت آدم کے لیئے چنا کہ وہ آب وہوا کی نسبت سے ان کی اولاد کی پرورش ونشونما کے لیئے مناسب تھی یہی اصل وجہ ارتقاء ہے۔

جو لوگ سندھ کی سرزمین پر ارتقا کی نسبت سے مشکوک ہیں وہ ان حقائق پر غور کریں تو ان کا شک حقیقت میں بدل جائے گا۔ اور جب پہلا انسان ومختلف حیوانات کیڑے مکوڑے مچھلیاں چوپائے سندھ میں پیدا ہوئے اور پرورش پائی اور تمام دنیا میں پھیل گئے۔ حیاتیاتی کیڑا جرثومہ Life Cell کا جنم سندھ میں ہوا ہے۔ اس ضمن میں راقم تحقیق کے لیئے قدیم سندھ سریلنکا سے آسٹریلیا تک پھیلے ہوئے علاقوں میں سفر کر کے اپنی سمجھ، عقل وذہن ومشاہدہ کی بنیاد پر کچھ پریکٹیکل اور کچھ مذہبی، تاریخ وسائنسی کتب مقالہ جات، ویڈیوز کے ذرائعے سے اپنے حوالہ جات قارئین کے آگے پیش کرتا ہوے۔

سندھ کی سرزمین پہلے پیغمبر آدم سے نبی آخرزمان تک

سندھ کی تاریخ عربوں کھربوں برس پرانی ہے، سندھ کا خطہ تاریخ کے ان خطوں میں شمار کیا جاتا ہے جہاں مسلسل آبادی وخوشحالی رہی ہے۔ سندھ کی سرزمین پر موہن جودڑو، ہڑپہ، مہرگڑھ، گندھارا، سمیر کی عظیم تہذیبوں نے جنم لیا جن کا مرکز موہن دڑو (مھین جودڑو) رہا ہے، موہن جودڑو کی نسبت سے علما سے ملاقاتوں میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ عاد قبیلے کا جدامجد موھن نامی ایک شخص تھا، جنھوں نے رنی کوٹ کا قلعہ تعمیر کروایا۔ جس کی دیواریں 40 فٹ لمبی ہیں ور ہنلاج کی بنیاد بھی انہوں نے ڈالی تھی۔ ان کا پیغمبر حضرت ہود تھا جس کو ہندی لوگ گورکھ ناتھ کہتے ہیں، جن لوگوں نے حضرت ہود گورکھ ناتھ پر ایمان نہیں لائے وہ نافران جوگی بن گئے۔ آج بھی کن پھاڑ جوگی خود کو گورکھ ناتھ کا پیروکار کہلاتے ہیں۔ گورکھ ناتھ کی قوم عاد کی رہائش سندھ کے کھیرتھر اور گورکھ جبل سے ایران (فارس) تک تھی، ان پہاڑی سلسلوں گورکھ وکھیرتھر میں انکے مندروں کے نشانات آج بھی موجود ہیں۔ اور حضرت ھود (گورکھ ناتھ) کے پاوں کے نشانات ملے ہیں۔ ان قبائل کے پاوں کے نشانات ننگر پارکر اور دوسرے علائقوں میں بھی ملے ہیں۔ ہندی پنڈتوں کے مطابق انکے قدیم مذہبی کتب میں گورکھ ناتھ (حضرت ہود) اوران کی قوم سے متعلق تفصیلات موجود ہیں۔ جس میں ان کیرہائشی علاقے کی نسبت سے لکھا گیا ہے کہ وہ جنت کے ٹکڑے میں رہتے ہیں۔ جہاں ٹھنڈی ہوائیں، میٹھے پانی کے چشمے، میوہ جات، اناج، (غلہ) رنگ برنگی پودے ہیں اور وہ پہاڑوں میں گھر بنا کے رہتے ہیں۔ جب مٹی کا بڑا طوفان آیا تو انہوں نے پہاڑوں کی غاروں میں چھپ کے امان لی اور جو نافرمان تھے انہیں طوفان اڑا لے گیا اور منہ کے بل زمین پر پھینک دیا۔ اور موہن جودڑو یا موھن کوٹ بھی اس طوفانی مٹی میں دب کر تباہ ہوگیا اور وہاں جو انسانی ڈھانچے ملے ہیں وہ سارے الٹے منہ پڑے تھے اس زبردست طوفان نے ہر چیز تباہ کردی اور شہر مٹی کا ٹیلہ بن گیا۔

اس طوفان میں وہ بچ گئے، جنہوں نے پہاڑوں کی غاروں میں چھپ کر وقت گذارا۔

مذکورہ بیان کی تصدیق موہن جو دڑو کی کھدائی سے نکلنے والی اشیا اور آثار قدیمہ کے ماہرین کی رپورٹوں میں درج ہے (مترجم)

حضرت ھود اور حضرت صالح کی سندھ میں موجودگی کے شواہد

حضرت ھود کی سندھ میں موجودگی کے واضح نشانات موجود ہیں ضلع دادو کے خیر پور ناتھن شاہ سے 5 کلومیٹر کے فاصلے پر گوٹھ ویرناتھ ہے، وہاں سفید رنگ کا ایک مندر بھی موجود ہے، مندر کے چاروں طرف دو، دو سو فٹ کے فاصلے سے کنویں کھدے ہوئے ہیں جبکہ مندر سے 50 فٹ کے فاصلے پر بھی ایک کنواں موجود ہے۔ جس کے اوپر بوھڑ کا قدیم درخت بھی ہوتا تھا۔ جو کہ بہت ہی اونچا اور گھنا تھا۔ اس کے علاوہ بوھڑ (کانڈیار درخت) کے بھی قدیم اونچے اور چوڑے درخت موجود ہیں۔ مندر کے آگے پانی کا ایک بڑا تالاب بھی ہے۔ جہاں ہندو اور مسلمان جو کہ چمڑی کی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ عقیدے کے مطابق تالاب میں نہاتے ہیں تو خارش اور چمڑی کی دیگر بیماریوں سے شفایاب ہو جاتے ہیں۔

علاقے میں موجود بزرگوں، عالموں اور محققوں کے مطابق ویرناتھ کا مندر 5 ہزار سال سے بھی پرانا ہے ویرناتھ جس کو جین دھرم کا چھٹا گرو کہا جاتا ہے گورکھ ناتھ (ھود) بھی ویر ناتھ کے آشیرواد سے گرو بنا۔ گرو کے حکم سے کھیر تھر کے پہاڑوں میں آستانہ بنایا وہ پہاڑ آج بھی گورکھ کے نام سے مشہور ہیں ہفت روزہ سچ جو آواز میھڑ اخبار میں محقق و صحافی قربان بگھیو صاحب تاریخ شناس حافظ محمد بخش خاصخیلی کے حوالے سے لکھتا ہے کہ؛ یہ مندر پانچ ہزار سالوں سے بھی پہلے کا ہے کسی زمانے میں یہ بڑی عبادت گاہ تھی۔ جہاں سندھ، ہند اور دنیا سے لاکھوں لوگ عبادت کرنے اور سکون حاصل کرنے کے لیئے آتے تھے۔ گورکھ ناتھ بھی ویرناتھ کے درشن کرنے آئے تھے، یہاں کئی سال رہ کر عبادت اور ریاضت کی اور اس کو ناتھ کا خطاب ملا اور حکم ہوا کے کھیر تھر پہاڑ کی چوٹیوں پر جا کر اپنا آستانہ بنایا جہاں گورکھ ناتھ جا کر آباد ہوئے۔ اس وجہ سے

اس پہاڑ کا نام بھی گورکھ کہلایا۔ یہ پہاڑ کوہ مری سے بھی زیادہ اونچائی پر اور ٹھنڈا ہے یہاں برف باری بھی ہوتی ہے اور یخ بستہ ہوائیں چلتی ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد ویر ناتھ کے مندر سے سینکڑوں کی تعداد میں سونے چاندی کی دیگیں، بڑے بڑے مجسمے (سونے کے بت) اور دیگر قیمتی سامان لوگ اٹھا کر لے گئے، بعد میں کچھ لوگوں نے مندر کے اندر ایک قبر بنا کر اس کو ویرل سائیں کہنے لگے۔ اس وقت مندر میں کوئی بھی مجسمہ نہیں ہے آج بھی ہندو اور مسلمان آتے ہیں منتیں مانتے ہیں۔ عبادتیں کرتے ہیں۔ مندر اس وقت موجود ہے مگر لاوارث حالت میں ہے، ویر ناتھ کون تھا، کیا تھا؟ اس کا اصلی نام یا حسب نسب کیا ہے؟ اس کے بارے میں کوئی مواد نہیں مل سکا ہے، جب کہ تاریخ کے مطالعے قرآن پاک اور دیگر الہامی کتب، وید، شاستر اور صحائف وغیرہ میں ملنے والے حوالوں، نشانیوں اور اشاروں کے مطابق گورکھ ناتھ کا اصل نام ھود ہے جو کہ پیغمبر ہو کر گذرے ہیں۔ حضرت ھود اور اس کی قوم کی رہائش کھیرتھر کے پہاڑوں میں بنے غاروں میں تھی اور آج بھی وہ غار موجود ہیں اور ویر ناتھ کے مندر جیسے بہت پرانے مندر بھی موجود ہیں۔ گورکھ ناتھ حضرت ھود کے زمانے میں 6 دن مسلسل تیز مٹی کا طوفان آیا تھا جس کا ذکر قرآن پاک میں بھی موجود ہے، موہن جودڑو بھی اس دور میں مٹی کے طوفان کی وجہ سے مٹی میں دب کر تباہ و برباد ہوا تھا۔ یہ قوم انتہائی ذہین تھی یہ لوگ جیومیٹری، اریگیشن، ڈرینج، زراعت، کنسٹرکشن، شپنگ اور دیگر سائنسی علوم کے ایجاد کنندہ تھے اس طوفان کے آنے کا پہلے سے ہی معلوم کر چکے تھے۔ اس وجہ سے وہ لوگ اپنے جانور، بچے، عورتیں اور دیگر سامان لیکر بحری بیڑوں میں بیٹھ کر عراق، مصر اور دیگر علائقوں میں جا کر آباد ہوئے اور وہاں پر ایک نئی تہذیب کی بنیاد ڈالی جس کا ثبوت میسوپوٹیما، سمیر اور دیگر تہذیبوں کی کھدائی کے دوران وہاں سے ملنے والی تختیاں جو کہ موہن جودڑو سے ملنے والی تختیوں سے مشابہت رکھتی ہیں اور یہ سندھو تہذیب کی نشانیاں ہیں۔

ویر ناتھ کون تھا؟ اس کے بارے میں تاریخ خاموش ہے۔ میرے خیال میں جو عاد اور ثمود قوم والے تھے ان کے نبی حضرت صالح اور ھود تھے۔ حضرت صالح کی اونٹنی کا واقعہ بھی

قرآن پاک اور دیگر کتابوں میں موجود ہے جبکہ کھیر تھر کے پہاڑی سلسلے میں لاہوت لامکان جانے والے راستے پر فوسلز کی شکل میں اونٹنی موجود ہے اس کے علاوہ کاچھو، کھیر تھر، گورکھ، لکی اور دیگر پہاڑی سلسلوں میں ان سے متعلق بہت سے شواہد اور نشانیوں کی موجودگی حضرت ھود اور حضرت صالح کے واقعات سے مماثلت رکھتی ہے سنسکرت میں گورکھ اور ویرناتھ کہلانے والے عربی میں ھود اور صالح کہلاتے ہیں۔ان کی قوم نے رنی کوٹ کا قلعہ بھی تعمیر کیا تھا۔

موہن جو دڑو اور انکی دیگر شاخوں مثلاً مہر گڑھ، ہڑاپہ کی کھدائی سے متعلق محمد ادریس صدیقی کی ایک کتاب بنام سندھو ماتھر کی سبھیتا جو کہ پہلے اردو میں لکھی گئی تھی جس کا سندھی ترجمہ شمس سرکی نے 1979 میں کیا، جسکو سندھی ادبی بورڈ حیدر آباد نے شایع کیا وہ موہن جو دڑو سے متعلق کھدائی کے بعد یوں رقم طراز ہیں:

موہن جو دڑو کی کھدائی میں سے کتنے ہی مقامات سے بہت بڑے ہڈیوں کے پنجرے ہاتھ آئے ہیں، جن سے متعلق یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ وہ کسی نہ کسی حادثے کا شکار ہوئے ہیں (ص159)1

مذکورہ بیان میں موہن کوٹ عرف موہن جو دڑو میں آنے والے مٹی کے طوفان کا اشارہ ہے حادثے کا شکار سے مراد تیز طوفان ہے۔اس حوالہ سے تصدیق ہو جاتی ہے کہ موہن جو دڑو تیز مٹی کے طوفان میں برباد ہوا تھا۔مذکورہ کتاب علم الآثار اور آثار قدیمہ کے تحت لکھی گئی ہے، جس کی مزید وضاحت کتاب کے مصنف نے یوں کی ہے:۔

علم الآثار سے مراد یہ ہے کہ ان کی توسط سے ایسی شہادتیں اور ثبوت ڈھونڈ نکالے جائیں، جن کی مدد سے تاریخ سے پہلے والے زمانہ کی تاریخ بنائی جاسکے، ماضی کے لوگوں نے ہمارے لیئے کوئی تحریری مواد نہیں چھوڑا لیکن اسکے باوجود بھی انہوں نے ایسا کہا جائے کہ ان جانے

---

(1) سندھو ماتھر کی سبھیتا: مصنف محمد ادریس صدیقی، مترجم سندھی: شمس سرکی (ص159) سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سنہ 1979

(2) سندھو ماتھر کی سبھیتا، ایضا۔۔۔(ص10) ایضا

میں اپنی زندگی سے متعلق جو نشانات چھوڑے ہیں جو کہ ہماری رہنمائی کے لئے کافی ہیں۔

2(ص10)

مذکورہ حوالہ جات سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ اگر ماضی بعید کی کوئی شہادت و تاریخ نہیں ملتی تو علم الآثار اور آثار قدیمہ کے توسط سے اس کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ہم سندھ کی سرزمین پر پہلے پیغمبر حضرت آدم سے نبی آخر زمان حضرت محمد ﷺ تک کی تاریخ کو بھی اسی طرح تلاش کر سکتے ہیں۔ جس طرح مذکورہ قدیم موہن جودڑو کی کھدائیوں سے ثابت کر کے آئے ہیں۔

میرا (مصنف) تحقیقی سفر لداخ و گلگت

سرزمین سندھ کو اپنے مورث اعلی حضرت سندھ سے منسوب سات دریاؤں سے بھی منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ سات دریا ہمالیہ (لداخ) کے پہاڑوں کے برف پوش ٹیلوں کی چوٹیوں سے چھوٹے چھوٹے چشموں کی صورت میں بہتے ہیں۔

راقم الحروف 2001 میں ان چوٹیوں پر جب اپنے بلتی دوستوں کے ساتھ گیا تھا تو گلگت سے سپت سندھو کے منہ تک 19 دن سفر کر کے پہنچے تھے۔ جب ہم ان چوٹیوں پر پہنچے تو ہمیں شمال میں تبت، مغرب میں چین کے پیکنگ صوبے کی سرحد اور جنوب مشرق میں قدیم سندھ و ہند تھے۔ پہاڑیں برف سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ ان پہاڑوں پر چڑھنے کیلئے مکمل ساز و سامان ہم نے اپنے ساتھ لیا چونکہ ہم 5 آدمی اس سفر میں تھے، ان میں سے دو سندھی، ایک پنجابی اور دو بلتی تھے۔ 2001 میں جب ہم نے ہمالیہ پر جانے کا پروگرام بنایا تھا تو اسی وقت مضموں وغیرہ تحریر کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ آرمی اسکول آف ماؤنٹین وارفیئر اینڈ فزیکل ٹریننگ کا کول ایبٹ آباد میں انسٹرکٹر کے طور پر کام کر رہا تھا اور میرے کورس میٹ گلگتی دوست علی گوھر و شیر زمان بھی مہم جو قسم کے آدمی تھے۔ میں نے کہا کہ جہاں سے سندھو دریا نکلتا ہے وہ مقام دیکھنا ہے، انہوں نے فوراً ہمالیہ کی چوٹی پر چلنے کا پروگرام بنایا ملتان کا مولوی اللہ دتا اور گھوٹکی کے ظہور ملک بھی

تیار ہوئے۔ ہم دو ماہ چھٹی لیکر روانہ ہوگئے ۔ ہم سب ساتھی ماؤنٹین وارفیئر اینڈ فزیکل ٹریننگ اسالٹ کورس ایڈوانس پیرا ہینگ گلائیڈنگ کورس کوالیفائیڈ تھے، اس وجہ سے ہم آسانی سے اوپر چڑھنے میں کامیاب ہوگئے ۔ جہاں ہمیں آکسیجن کی کمی کے باعث تکلیف پہنچی پہاڑوں کی چوٹی پر ایک دلفریب منظر دیکھا۔ پہاڑوں میں 6 انچ سے دوفٹ کے سوراخ نظر آئے، جن میں سے پانی اتنی تیزی سے بہہ رہا تھا جیسے کہ ٹیوب ویل سے نکلتا ہے۔ ہم 22 مئی 2001 میں گئے تھے موسم اچھا تھا کسی بھی برفانی طوفان وغیرہ کا کائی خطرہ نہیں تھا لیکن برف کے تودے 20 30 فٹ تک تھے سوراخوں میں سے بہنے والا پانی چھوٹی نالیوں کی شکل میں ہزاروں فٹ غاروں کے اندر گر رہا تھا لیکن پانی گرنے کا کوئی شور اور آواز وغیرہ سننے میں نہیں آرہی تھی۔ وہ پانی نالیوں کی شکل میں چین کی طرف بہہ رہا تھا اور قدیم سندھ کی طرف بھی بہہ رہا تھا۔ شیر زمان نے کہا کہ یہ وہی مقام ہے جہاں سے سات دریا نکلتے ہیں۔

پہاڑوں کی اس قطار میں ہزاروں ایسے سوراخ ہیں جن میں سے پانی تمام برس بغیر کسی وقفہ سے نکلتا ہے۔ اور کچھ مقامات سے گرم بلکل ابلا ہوا پانی بھی نکلتا ہے۔ یہی پانی چھوٹی نالیوں کی صورت میں بہہ کر پہاڑوں میں گرتا ہے اور کہیں آبشاروں کی شکل میں بہہ کر ندیوں میں جا گرتا ہے۔ ہم اوپر 2 دن مشکل سے رہے چونکہ سخت سردی اور آکسیجن کی کمی بادلوں اور اوس کے باعث نیچے اترنا پڑا۔ ہم جس مقام سے نیچے اترے یہی سندھو کا منہ تھا، جہاں پانی ہزاروں فٹ سے نیچے گر رہا تھا۔

نیچے اترنے کے بعد ہم سندھو دریا کو دیکھ نہیں سکے چونکہ سندھوں دریا وہاں بھی ہزاروں فٹ نیچے تھا اور پانی نظر نہیں آرہا تھا۔ ہم نے اپنا سفر جاری رکھا راستہ میں کتنے ہی مقامات پے سندھو دریا ہمیں جھیل کی شکل میں نظر آیا، جہاں کئی اطراف سے پانی نالیوں کی شکل میں آکر اکھٹا ہو رہا تھا، جب کہ ہماری بائیں طرف سے بھی چھوٹی ندیاں بہہ رہی تھیں جو کہ کہیں نالے اور کہیں جھیل کی صورت میں نظر آرہی تھیں۔

جنگلوٹ تک سندھو دریا کہیں ہزاروں فٹ نیچے تھا تو کہیں اتنا تنگ جو کے دوفٹ کی نالی کی شکل میں تھا لیکن پانی کی اسپیڈ 100 سے 200 کلومیٹر فی گھنٹہ نظر آئی تھی۔ کہیں تو پھر میلوں میں بکھری جھیل کے شکل اختیار کرتا رہا۔

ہم نے اپنے ساتھ اس سفر میں فولڈنگ تمبو (خیمے) خشک کھانا، فرسٹ ایڈ کا سامان دوائیں وغیرہ ساتھ رکھی تھیں۔ سفر گلگت سے موٹروں اور خچروں کے ذریعے کرتے ہوئے 19 دن میں ہمالیہ کی چوٹی تک اختتام پذیر ہوا دو دن رہے واپس ہوتے ہوئے 28 دن اور بھی لگ گئے واپسی میں سندھو دریا کی دائیں طرف ساحل پر سفر کرتے ہوئے آئے اس دوران ہم سب بیمار بھی ہو گئے، جس کی وجہ سے چھٹی ختم ہونے سے پہلے ہی کاکول پہنچے، جہاں کچھ دن سی ایم ایچ (کمبائینڈ ملٹری ہاسپٹل) میں داخل ہونا پڑا۔ بہرحال اس وقت مجھے نا ہی علم اور نا ہی اتنا شعور تھا۔ بس ایک شوق و جنون تھا جس کی وجہ سے میں ان جانے میں سپت سندھو یعنی سات دریاؤں کے نکلنے اور بہنے والے عظیم ٹکڑے پر پہنچا تھا۔

تبت اور ہمالیہ میں سے نکلنے والی ہزاروں چھوٹی چھوٹی ندیاں اور نالے نیچے کی طرف بڑھتے ایک دوسرے سے ملتے سندھو دریا کو جنم دے رہے تھے۔ تبت کے پہاڑوں تک پہنچنے کے لیئے مغرب کی طرف سے کیلاش وادی (کافرستان) ہمالیہ ہیں، جنوب میں ماونٹ ایورسٹ اور شمال میں کے ٹو کے پہاڑ ہیں۔ ان تمام کی بیچ میں کیلاش پہاڑ کے ساتھ بڑی جھیل بھی موجود ہے۔ یہاں سے شمال کی طرف سندھو دریا، جنوب کی طرف گنگا مغرب کی طرف سے ستلج اور مشرق کی طرف سے برہم پترا دریاہ نکلتے ہیں۔

تبت اور ہمالیہ سے بہہ کر آنے والا پانی کیلاش کے نزدیک سینگی کباب سے پہاڑوں میں سے بڑے ٹیوب ویل کی طرح شور سے نکلتا ہے۔ تبت اور ہمالیہ سے بہت سے ندیوں کا جال بچھا ہوا ہے، جو کہیں الگ الگ تو کہیں ایک دوسرے سے مل کر بہتی ہیں اور پہاڑوں سے نیچے دیکھنے سے ایسا نظارہ نظر آتا ہے کہ کسی نے زمین کے اوپر لکیریں کھینچ دیں ہوں۔ اس پانی میں مچھلی

بھی ہے جو کہ سرخ رنگ کی ہے۔کیلاش وادی کے پہاڑوں سے لداخ (انڈیا) کے قریب بھی چھوٹی ندیاں اور نالے سندھو سے ملتے ہیں۔لداخ کے پہاڑوں سے بہتے سکردو بلتستان سے ھندوکش عرف سندھوکش اور ناگا پربت پہاڑوں کے بیچ میں سندھو دریا تیز رفتاری سے نیچے آکر استورو وادی میں سے گذر کر تربیلا کے یہاں پہنچتا ہے۔

جہاں تربیلا ڈیم بنا ہوا ہے، وہاں اٹک کے قریب خیر آباد (خیبر پختون خواہ اور پنجاب کی سرحد) اٹک پل کے ہاں کابل ندی اور سوات ندی بھی سندھو دریاہ سے ملتے ہیں، یہاں ایک طرف کابل ندی کا میلا (مٹی والا) پانی ہے تو دوسری طرف سوات ندی کا سفید رنگ شیشہ جیسا پانی ہے۔

میں نے جانے کے وقت اور واپس آنے پران مقامات اور علاقوں کے نام اپنی ڈائری میں لکھے تھے اور ہینڈی کیم کیمرے سے رکارڈنگ بھی کی تھی یہی کسیٹ میہڑ میں جانی موویز اینڈ مکسنگ /اسٹوڈیو میں موجود ہے۔لیکن ڈائری مجھ سے 2006 میں شکارپور کے نزدیک ہمایوں میں سے ڈاکوں نے دوسرے سامان کے ساتھ چھین لی تھی موبائل اور کچھ دوسرا سامان تو واپس ملا لیکن کتاب، کاغذات اور ڈائری واپس نہیں ملے بعد میں چھیننے والوں نے بتایا کہ وہ سب ہم نے پانی والے کھڈے میں پھینکے تھے۔

آج جو کچھ لکھا ہے وہ یاداشت کی بنیاد پر ہے، میں اب اپنے اصل موضوع سندھ ارتقا کا مرکز کے طرف لوٹ آتا ہوں اور ابوالبشر حضرت آدم کا ذکر یعنی سندھ آدم -مرکز کی طرف

سندھ کی تاریخ نامعلوم دور سے زمین دوز تہوں میں چھپائی گئی ہے۔حقیقتاً یہ انسان کی پیدائش کا مرکز ہے بلکہ ایسا کہنے میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ ارتقا کا گھر ہے۔سندھ کی عظمت اور تشخص پر کسی نے نگاہ ہی نہیں ڈالی یہاں سندھ کو ہند یا ہندوستان کہنے والوں کو کوئی بھی روکنے والا نہیں ہے کہ جس کو آپ ہند کہتے ہیں وہ تو اصل میں سندھ کی سرزمین ہے۔ ہند اس سے بہت دور ہے یہاں دنیا کے پہلے انسان حضرت آدم آئے تھے، جبرائیل لوہے کے ٹکڑے لاتے ہیں۔درختوں پودوں

(1) ہندوکش پہاڑ (جبل) اصل میں سندھوکش جبل ہے، جسے بگاڑ کر ہندوکش بنایا گیا ہے۔(مترجم)

اور جانداروں کی دنیا میں حضرت آدم سراندیپ سریلنکا (سندھ) میں نازل ہوتے ہیں کلہاڑی بنائی درخت کاٹ کر ہل پنجاری بنائی جبریل کے لائے ہوئی لوہے کے ٹکڑوں سے کلہاڑی کے ساتھ ہتھوڑا، کدال (کسی) چن وغیرہ بنائے جبریل نے بیلوں کا جوڑا لایا تھا ان سے ہل جوتا جبریل گندم کے دانے لاتے ہیں آدم گندم کو زمین میں بکھیر کر ہل چلاتے ہیں چند سائتوں میں گندم گہیوں کا اناج تیار ہوتا ہے۔اس ضمن میں تاریخ طبری نے یوں شہادت دی ہے:۔

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارا اور انکے اترنے کی جگہ سرزمین سندھ (ہند) تھی (ص 81) مزید ابن اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت آدم جب جنت سے اترے تو ایک پہاڑ پر اترے تھے اور ان کے ساتھ جنتی درختوں کے پتے تھے۔انہوں نے وہ اس پہاڑ (سراندیپ سندھ) کے اندر بکھیر دیئے پس تمام پاکیزہ غذاؤں کی اصل یہ ہے اور اس کی وجہ سے سندھ ہند میں ہر قسم کا پھل و میوہ پایا جاتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ آدم جنت سے جب آئے تو ان کے ساتھ گندم کی ایک تھیلی جبریل لائے تھے۔جب آدم کو بھوک لگی اور انہوں نے اپنے رب سے کھانا مانگا تو جبرائیل نے اس تھیلی سے سات دانے نکال کر آدم کے ہاتھ پر رکھے، آپ (آدم) نے کہا کہ یہ وہی ہے جو میرے جنت سے نکلنے کا سبب بنا۔آدم کہنے لگے کہ میں ان کا کیا کروں جبریل نے کہا ان کو زمین میں پھیلا دو انہوں نے ایسا ہی کیا، بس اللہ تعالی نے ایک گھڑی میں اس کو اگا دیا اور یہ طریقہ یعنی زمین میں بیج ڈالنے کا ان کی اولاد میں بھی جاری رہا، پھر جبریل نے کہا کہ فصل کو کاٹو انہوں نے اسے کاٹا پھر کہا اس کو جمع کرو اور اپنے ہاتھ سے رگڑو انہوں نے ایسا کیا۔پھر کہا پھونک مار کر اس کی بھوسی اڑا دو، آدم نے پھونک مار کر اس کا بھوسہ اڑا دیا اور صرف دانے باقی رہ گئے پھر وہ دونوں پتھروں کے پاس آئے اور ایک کو دوسرے پر رکھا آدم نے ان دونوں کو پیسا۔پھر حکم کے مطابق اس آٹے کو گوندھا جبرئیل ایک پتھر اور ایک لوہا (توا) لائے آدم نے ان کو رگڑا ان سے آگ نکلی پھر حکم کے مطابق آگ پر روٹی پکائی (ص 8184)1

مذکورہ ایک مستند تاریخ طبری کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جس میں سندھ کو ہند کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ عرب لوگ سندھ کو ہند بنا دیتے تھے۔ بہر حال کچھ بھی ہو ہند سے اصل مراد سندھ ہے، سندھ سریلنکا سے آسٹریلیا تک تھا، لہذا مورخوں نے ہند سے دھوکا کھایا ہے۔ اس کی مزید تفصیل تاریخ حضرت سندھ سندھی و اردو ایڈیشنوں میں موجود ہے۔ لہذا ہم اصل موضوع آدم کا سندھ میں بود و باش کا مزید تذکرہ کرتے ہیں۔ جب زمین پر آدم نے دانے بیج بکھیرے تو زمین نے کہا؛ اے آدم مجھ میں جتنی قوت تھی اتنی گھڑیوں میں اللہ کے حکم سے اناج پکایا ہے۔ سری لنکا سے مہاراشٹر، کچھ بھوج، بدین، سہون، ٹھٹھہ اور دوسرا اضلاع تک پھیلی ہوئی زمین سے گندم کی فصل کاٹی اور گھانس سے رسا بنا کر گانٹھیں بنائیں، بہر حال مزید تفصیل تو اوپر والے حوالہ میں آ گیا ہے۔ اب ہم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ عرب مورخوں کے ساتھ مقامی مورخوں میں سے اور کس نے حضرت آدم کی سندھ میں بود باش اور دنیا میں پھیلنے کا تذکرہ کیا ہے۔ اس ضمن میں لاہور کے رہائش پذیر اور گرداس پور میں جنم لینے والے عالم علامہ عطا اللہ ضیا صاحب اپنی انگریزی تصنیف میں لکھتے ہیں:

When Adam (A.S) and his followers left the indusvalley Carring all their belongings, on they moved out in groups the back of their domesticalted animals. A. relic believed to be 12. K. years old carving of a bullc cart have been dis covered in the kerthor range of Sindh, greate which actuaclly is much older and depicts

(1) تاریخ طبری: مصنف علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری (ص 81- 84) مترجمین اردو مولانا محمد اصغر مغل و مولانا اعجاز احمد صمدانی دارالاشاعت پبلیشرز کراچی۔ سنہ(2011

(2) ڈاڈی آدم جوں بنیوں عنوان سے اسحاق سمیجو نے ماہوار افنیر 31 مئی 2011 میں مضموں مقالہ لکھا جس میں کتاب تاریخ حضرت سندھ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت آدم کی متعدد بنیوں / زرعی زمین کا ذکر کرتے ہوئے سہون سے لاہوت میں آدم کی بنی کا ذکر کیا ہے۔ (مترجم)

historical human migration. P.No. (145).

ترجمہ: جب آدم اور اسکے پیروکاروں نے وادی سندھ کو چھوڑا تو وہ گروہوں میں تقسیم ہوکر اپنے تعلق والے سامان کو جانوروں کی پیٹھ پر لادا۔ ایک تبرک جو کہ بارہ کروڑ برس قدیم تھا بیل گاڑی کا نقش جو کہ سندھ میں دریافت کیا گیا۔ جس میں انسان کی بہت بڑی تاریخی ہجرت کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔

ان حقائق حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم سندھ کی سرزمین پر اترے اور بود و باش اختیار کی۔ اس حوالہ میں سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ بیل گاڑی سندھ کی سرزمین میں معرض وجود میں آئی اور یہاں سے حضرت آدم کی ہجرت دوسرے علاقوں میں ہوئی۔ اب فیصلہ قارئین حضرات کریں کہ ہم نے حضرت آدم سے متعلق سندھ میں بود و باش اختیار کرنے کے کتنے ٹھوس و مستند حوالہ جات پیش کیئے ہیں۔ یہ کوئی ہمارا خالی اپنا دعوی نہیں بلکہ الہامی کتب اور مستند تاریخی حوالہ جات ہیں، جنہیں کسی بھی طرح فراموش یا نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ زندگی کی ضروریات کو آدم اور ان کی اولاد کے لیئے زندگی گذارنے کے تمام اصول وفن جو کہ اوپر حوالہ جات میں بھی بیان کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالی نے جبرائیل کی مدد سے آدم کو متعارف کروایا پہلے جنت میں جو آدم اور ان کی شریک حیات دادی حوا کو بغیر محنت کے مہیا ہوتا تھا۔ اب وہ سب دنیا میں آدم اور ان کی اولاد کو محنت سے بنانے تھے۔ جہاں تک حضرت آدم کے سعودی عرب جانے کا تعلق ہے۔

تو اس ضمن میں بھی حوالہ جات موجود ہیں کہ دادا آدم سندھ سے ہی وہاں گئے تھے۔ تاریخ طبری ان میں سے بنیادی ماخذ ہے اور بہت سے مورخوں نے بھی اس ضمن میں نشاندھی کی ہے کہ چالیس بار حج کرنے اور واپس سندھ آنے سے متعلق حوالہ جات ملتے ہیں۔ اس ضمن میں شہر آفاق کتاب تاریخ حضرت سندھ کے مصنف معارف سرائیکی اور تاریخ خورشید جہاں کی نسبت سے لکھتے ہیں:۔

---

(1) The valley of Mehran Author Attaullah Zia (P#145) Hamda Efat Zia Publication Karachi and Lahore year 2014. (2nd Edition)

حضرت آدم کی مکہ میں وفات کے بعد سندھ میں تدفین

تاریخ کے ماہرین نے حضرت آدم کا سندھ سے مختلف ممالک میں جانے اور وہاں اپنی اولاد کو بسانے کے بیانات موجود ہیں جیسے معارف سرائیکی کے مصنف نے لکھا ہے کہ ایک شیعہ مفسر نے آدم کو ہندوستان (سندھ) سے چالیس بار حج با پیادہ کرتے بیان کیا ہے۔ (ص 34)
وفات کی ضمن میں ایک اور مقامی مرخ سردار شیر محمد خان گنڈاپور اپنی تصنیف خورشید جہاں میں لکھتے ہیں: وفات کے بعد ان کے تجہیز وتکفیں حضرت جبرائیل نے اور شیش نے نماز جنازہ پڑھائی اور جسم مبارک کو ایک تابوت میں رکھ کر کوہ ابوقیس میں مضافات مکہ کے ایک پوشیدہ غار میں امانتاً، مدفون کردیا۔ یہ تابوت حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کے واقعے تک وہیں دفن رہا۔ طوفان شروع ہونے کے وقت شان نے وہ تابوت وہاں سے نکال کر اپنی کشتی میں رکھ لیا۔ جب طوفان ختم ہوگیا تو تابوت کو کشتی سے نکال کر سراندیپ سندھ لے جا کر دفن کردیا۔ (ص 17)1

جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت آدم کو ابوقیس جبل میں مدفون کردیا گیا تھا وہ شائد تاریخ کے درست حوالہ جات سے واقف نہیں یا پھر انہوں نے تاریخ کی ادھوری عبارت پڑھی ہے مذکورہ حوالہ سے اس بات کی واضح نشاندھی ہو جاتی ہے کہ جب آدم علیہ السلام حج کے ضمن میں مکہ میں تھے تو آپ کی وفات ہوئی اور آپ کے جسم مبارک کو محض امانتاً ایک تابوت میں رکھ کر ابوقیس پہاڑ کی غار میں دفن کیا گیا تھا چونکہ طوفان نوح بھی آنے والا تھا جو کہ سندھ کی سرزمین سے شروع ہونا تھا اس لیئے اللہ تبارک وتعالی نے اپنے پہلے پیغمبر اور خلیفہ اللہ کو ابوقیس جبل میں امانتاً دفن کرنے کا انتظام فرمایا۔ حضرت آدم نے اپنے رہنے کیلیئے پہلی جھونپڑی سندھ (شیش آستان / شِو آستان) موجودہ سہون کے علاقے میں اور بعد میں مکے میں بنائی، آدم کو 500 سال بعد بیٹا شیش سندھ میں پیدا ہوا جو کہ آدم کا ہم شکل اور اکیلا تھا، اس لئے ان کو عطیہ خدا کہتے ہیں۔ عرب

(1) تاریخ حضرت سندھ (حصہ چہارم) مصنف جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی (ص 17) حضرت سندھ اکیڈمی کندھکوٹ سنہ 2014

اس کوارفخشد / سندھ عبرانی شیش نصرانی شیطہ، سندھی شیش، ڈنو ڈتہ پیٹھ ظاہر کرنے والا (جد امجد) کہتے ہیں۔ سندھیوں، عربوں، یونانیوں، فارسیوں، ہندوں یھودیوں اور نصرانیوں کے بقول حضرت شیش (شیت شیطا سوراج گینش) کی اولاد اس دھرتی (سندھ) پر زیادہ پھیلی اور صاحب ایمان تھے۔ ان کی نسل میں سے حنوک (ادریس) مانو (نوح) رام (سام) ازم (سندھ)، ھود - صالح یوباب (ایوب) برن مھیش کی نسل کے لوگ اس وقت دنیا میں چل رہے ہیں۔ بقول معارف سرائیکی کے کہ آدم کا پہلا وطن سندھ ملک تھا۔ تاریخ نامہ قلمی کے مصنف اور محقق آریہ ڈاکٹر لعل بخش تاریخ کے مطابق آدم سے حضرت ابراہیم پیغمبر تک کا تعلق وادی سندھو آستان سے تھا۔

مفسرین کے مطابق جب حضرت آدم نیوفات / انتقال کیا تب ان کے۔ بیٹے سورج (شیش) کی عمر 800 برس تھی مفسرین کے مطابق حضرت آدم کی قبر سریلنکا میں ہے۔ کچھ کا خیال ہے کہ وہ قبر موجودہ کراچی کے نزدیک سمندر کے ایک جزیرے پر ہے جو کہ 400 فٹی (پھٹی)، قبر کہلاتی ہے۔ حضرت آدم کے بیٹے شیش کا جنم اور وفات سندھ میں ہوئی ایودھیہ جس کو اب فیض آباد کہتے ہیں۔ موجودہ ہندوستان میں ہے۔ عالموں کے مطابق شیش کی قبر کوہ ابوقیس میں نہیں ہے۔ بقول مولوی نورزمان کے کہ کتابوں کے مطابق آدم شیش اور نوح کی قبریں ہندوستان (سندھ) میں ہیں۔ پرانے دور میں پورا برصغیر ہند کہلاتا تھا۔

آدم سندھی اور سرائیکی زبانوں کا مرکب ہے۔ آ = اچ (آ و)، دم = (روح)، جس کا مطلب ہے آدم = آو روح، سانس آدم سندھی زبان کے لفظ آدمیت میں سے نکلا ہوا ہے جس کے معنی بھی (مٹی) کے ہیں۔

آدم علیہ السلام سے ابراہیم علیہ السلام تک تمام انبیا سندھ میں

اب جب کے یہ بات الہامی کتب ومستند تاریخی دستاویزات سے ثابت ہوگئی کہ حضرت آدم کا نزول اور بود وباش سندھ کی سرزمین پر ہے تو یہ بات لازمی ہوگئی کہ دوبارہ انسانیت کا جدامجد ہونے والے یعنی آدم ثانی نوح علیہ السلام سے ابراہیم تک پیغمبر سندھ کی سرزمین سے تمام دنیا میں مبعوث ہوئے (1) حضرت شیش (عرف سندھ اول) بن آدم سندھی قوم کے پیغمبر ہیں۔اس ضمن میں تاریخ حضرت سندھ کے مصنف لکھتے ہیں:۔

حضرت آدم کے دو بیٹوں قابیل وھابیل میں تصادم سے ھابیل قتل ہوگئے قابیل قاتل نافرمان ہوگئے تو آدم ملول رہنے لگے۔اللہ تعالی نے ان کی ملولیت دیکھ کرانہیں نیک صالح فرزند شیش (سندھ اول) کی ولادت سعادت فرمائی، آپ نے اپنے والد آدم، کی زبان سریانی (سندھی) رائج کی اورنسل انسانی کوفروغ دیا، قابیل (قاتل) کی گمراہ نسل میں تبلیغ فرمائی (ص 1(15

مذکورہ حوالہ کی تائید کے ساتھ ہمیں پتا چلتا ہے (2) مختلف علما کی تفاسیر اور بہت سے مذاہب کی کتب سے معلوم ہوتا ہے طوفان نوح سے پہلے بھی حضرت نوح سندھ میں تھے اور طوفان کے بعد بھی سندھ میں بود باش اختیار کی اور سندھ میں ہی مدفوں ہوئے۔ یہ نسل 9 سے 60 گز قد رکھنے والی تھی۔ جنت سے سہون سندھو کو اس سندھ کی سرزمین پر اتارا گیا، جسے بعد میں حضرت سندھ ثانی بن سام بن نوح سے منسوب کر کے سندھو دریا نام دیا گیا جبکہ اسکا جنتی نام سیحون ہے۔ بعد میں انسانوں کے رہنما رسول انبیا واولاد نے بھی سندھ سے تعلق جوڑے رکھا تھا ان میں حضرت داؤد کی اولاد، حضرت ہارون کا بیٹا حضرت یوسف کا بیٹا وغیرہ۔

---

(1) تاریخ حضرت سندھ (حصہ چہارم) مصنف جاموٹ حاجی خان جاچڑ سندھی ص 15 حضرت سندھ اکیڈمی کندھکوٹ سنہ 2014۔

(2) تفسیر تنویرالایمان مصنف مخدوم محمد عثمان نورنگ زادہ جلد (5)

(3) ہندی کتب میں سندھ وہند حضرت نوح کے پوتے درج ہیں اور انکی بود وباش کا تذکرہ ہے۔

حضرت نوح اور انکے بیٹے سام، حام اور ان کے پوتے حضرت سندھ اور دوسرے اہل ایمان سندھ کی سرزمین کے اندر مدفون ہیں۔ آج بھی ان کی قبرین (مزارات) قدیم سندھ کے علاقوں پنجاب (اصل دیرہ جات) بلوچستان (مہرگڑھ) گجرات اور کشمیر میں موجود ہیں۔ جن کی تصویریں راقم نے On the spot کھینچیں ہیں اس کتاب کے ساتھ منسلک کر رہا ہوں تاکے پڑہنے والا یہ نہ سمجھے کہ یہ محض مصنف کا زبانی دعوی ہے۔

حضرت موسی سندھ میں آتے ہیں۔ بودو باش اختیار کرتے ہیں ریاضتیں وعبادات کر کے واپس مصر جاتے ہیں، جس کی تصدیق حضرت محمد ﷺ کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ صحابہ کی دریافت پر کے آپ نے موسی کو دیکھا؟ تو آپ نے فرمایا حضرت موسی ایسے تھے جیسے جاٹ سندھی لوگ ہوں چونکہ آپ نے سندھ میں بہت بڑا عرصہ بودو باش اختیار کی تھی اس وجہ سے وہی لباس طریقہ رکھتے تھے۔ حضرت عیسی کی زندگی کے غائب 30 سال سندھ وتبت میں گذرے لیکن ہماری تاریخیں اس عمل سے خالی ہیں کوئی ذکر نہیں ملتا محض حکمرانوں کی ثناخوانی ان کی معرکہ آرائیوں اور تعریفی نغموں سے تاریخیں ڈٹی ہوئی ہیں۔ سندھ کی تاریخ کے نام نہاد ماہرین ڈرائنگ روموں میں بیٹھ کر درباری کتب کی چربیاں اتار رہے ہیں نقل نویس یہ تاریخدان و محقق راہگیروں سے سنی سنائی باتین نقل کر کے ہزاروں کتب تحریر کر چکے ہیں۔ جن میں کوئی مقصد اور کام کی بات نہیں، آج تک کسی نے بھی یہ نہیں لکھا کہ دنیا کا مرکز Centre بھی قدیم سندھ کے کھیوڑا میں موجود باغاں والی میں پہاڑ کی چوٹی پر دنیا کے عظیم وتسلیم شدہ ارضیات کے ماہر سائنسدان ابوریحان البیرونی کا بنایا دائرہ آج بھی موجود ہے۔

ابوریحان البیرونی نے دنیا کی گولائی ناپ کر یہی دنیا کا مرکز (بیچ) قرار دیا، لیکن اس کو مکمل طور پر کسی نے بھی عیاں نہیں کیا شاید مذہبی بنیادوں پر چرچ والے کہتے ہیں کہ گرینچ دنیا کا مرکز ہے جبکہ مسلمان کعبتہ اللہ کو دنیا کا سینٹر قرار دیتے ہیں۔ یورپ اور دنیا کی ترقی یافتہ سائنس نے بھی مجرمانہ خاموشی اختیار کی ہے چونکہ وہی مرکز سندھ میں ہے۔ دنیا کا مرکز ہونے کی وجہ سے

حضرت محمد ﷺ کو بھی سندھ سے بے انتہا لگا تھا۔ دعا کرتے وقت سندھ کی طرف چہرہ مبارک اور ہاتھ مبارک اٹھا کہ دعا فرماتے اصحاب کی دریافت پر آپ ﷺ

فرماتے ہیں کہ مجھے سندھ کی طرف سے روحانی وربانی خوشبو اور ٹھنڈی ہوا آتی ہے، خبر ہے کہ کیوں؟ اس وجہ سے کہ آپ ﷺ کا پہلا نورانی ظہور اور وحی کا پہلا پیغام سندھ سے شروع ہوا اس حقیقت کو علامہ محمد اقبال نے اپنے شعر میں یوں بیان کیا ہے، جسے ڈاکٹر داد محمد خادم بروہی نے اپنی تصنیف میں درج کیا ہے۔

میر عرب کو جہاں سے آتی تھیں ٹھنڈی ہوائیں۔

وہی ہے میرا وطن وہی ہے میرا چمن (1)

صدیوں بعد جب آپ ﷺ کا عرب میں جنم مبارک ہوا تب اس سے پہلے حضرت آدم کو جنت سے نکال کر سراندیپ سندھ میں اتارا گیا تو اس وقت حضرت آدم کی پیشانی مبارک میں آپ ﷺ کا نور مبارک (Life Cell) موجود تھا یہ بات تو سبھی جانتے ہیں کہ انسان کی ابتدائی ارتقا کا مرکز بھی سندھ اور آدم ونوح کا وطن بھی سندھ ہے۔ قرآن کریم میں صائبین نام سے سندھی ملت کی نشاندھی موجود ہے جسکے مزید حوالہ جات آگے شامل کریں گے۔

---

(1) حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں۔ وَ اَمَّا مُوْسَیٰ فَآدَمَ سِبِطَه کَانَهٗ مِنَ الرِّجَالِ زَطَه اَوْ کَمَا قَال
اور موسیٰ تو گندمی رنگ کے مضبوط جسم کے آدمی تھے اور وہ جتوں سے مشابہت رکھتے تھے۔

(2) جاٹ، جت کی نسبت سے حافظ ارشد انڈھڑ ماہنامہ اظہار کراچی اکتوبر نومبر 1986 میں اپنے ایک مضمون سندھی زبان میں سیرت پر کتابیں میں وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جت قبیلہ قدیم سے صرف سندھ ہی میں آباد ہے۔ سندھ میں اک خطہ زمین صدیوں سے ان کے نام سے منسوب ہے اس کا نام جاتی ہے یعنی جتوں کی زمین اور جتوں کے نام سے یہ خطہ زمین پوری دنیا میں صرف سندھ ہی میں ہے۔ جاتی موجودہ صوبہ سندھ کے ضلع سجاول ٹھٹھ کی ایک تحصیل ہے عربی میں اسے زطہ اردو میں جاٹ رشین میں تھیں سندھی میں جت کہتے ہیں لسان العرب میں ہے الزط جیل من السند او من سودان السند یعنی زط سندھ ہی کا ایک قبیلہ ہے (ص 32)

سندھ کی سائنسی بنیادوں پر تحقیق

تمام انبیا و پیغمبران کو سندھ سے روحانی و ربانی پیار تھا، چونکہ سندھ دین کی بنیاد دنیا کا ارتقائی مرکز اور آدم کا آستانہ تھا یہ تمام عناصر و حوالات الہامی کتب اور تاریخ سے ثابت ہیں جب یہ باتیں وحقائق ثابت ہیں تو سائنس کی ابتدا بھی یہیں سے ہے۔اس ضمن میں لکی، جھرک، جھمپیر، ننگر پارکر، کھیرتھر اور قلات کے پہاڑی سلسلوں پر کوئی دھیاں دھرنے توجہ دینے والا نہیں کہ یہ معلوم کر کے بتائیں کہ لکی کے پہاڑوں میں پہلا جیو، جراثیم حیات، حیاتی کا کیڑے (Life Cell) کی پیدائش ہوتی ہے اور پرورش پاتا ہے۔ دنیا کی تہذیبوں کی بنیاد پڑتی ہے یہاں مہذب انسان کی زندگی کیا آثار مدفون ہیں، لیکن ہمارا مقامی مورخ لاتعلق ہے، تحقیق کے لیئے کسی ادارہ کی طرف سے مدد (فنڈ) کا متلاشی ہے اور اس پر تمام عمر بیت جاتی ہے۔

لیکن اس کے باوجود کچھ مخلص بزرگ اور نوجوان مورخ و محقق حضرات ہیں۔ مثلا جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی، حافظ عبدالستار کوریجو اور علامہ عطا اللہ ضیا صاحب جو کہ سائنسی بنیادوں پر تاریخ پر پڑی ہوئی مٹی کی ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں ڈارون کی پیدائش کے متعلق آدم کی تھیوری کو صرف ان بنیادوں پر رد کرتے ہیں کہ پہلا انسان سندھ میں ہی تھا جس کے قد کی لنبائی بن مانس اور تمام حیوانوں یا جانداروں سے بہت بڑی تھی۔

جبکہ جنوب / دکھن، آمریکا میں انسانی آبادکاری بہت بعد میں ہوئی ہے اس سے بہت پہلے انسان) آدم (سندھ میں آباد تھا۔ بن مانس اور انسان کی قد ناپ میں بہت بڑا فرق ہے۔ ڈارون کے دور میں جنیٹک سائنس Genetic Science کا وجود ہی نہیں تھا تمام کام تھیوریز کے توسط سے پیش کیا جاتا تھا۔ ہم حیاتی کیڑے / جراثیم (Life Cell) کے سفر کے مشاہدہ سے ثابت کریں گے کہ جانداروں کا ایک دوسرے سے تعلق ہے۔ جیسے درختوں پودوں کی شاخیں) قلم (کاٹ کر دوبارہ زمین میں لگاتے ہیں تو ان جیسا اور اس نسل کا درخت یا پودا اگتا ہے۔ نہ کہ

---

1 بلوچستان (مہرگڑہ) میں سندھی بولی: مصنف ڈاکٹر داد محمد خادم بروہی) ص (188 سندھی لینگویج اتھارٹی حیدرآباد سندھ 2012

گلاب کے پھول سیکوئی اور پودا جنم لیتا ہے۔ کچھ جسموں کا کمزور لائیف سیل بھی جنم لیتا ہے جو کے شکل و بناوٹ میں اس جیسا ہوتا ہے لیکن کمزوری کی وجہ سے قد اور جسمانی گروتھ میں ماند پڑ جاتے ہیں۔مثلاً چنبل کا خارجنتر چنبل کا خار چنبل وغیرہ۔

یہ ہم سب کا فرض ہے کہ سندھ کی حقیقی تاریخ پر سچائی و ایمانداری سے سائنسی اصولوں تاریخ و مذہبی کتب کے حوالہ جات سے تحقیق کے میدان میں آگے بڑھیں، ہمارے پاس اچھے ذہن اور تحقیق کا فن جاننے والے موجود ہیں کافی کچھ تو کام بھی کر رہے ہیں۔لیکن وہ تنہا اور لاوارث ہیں،کوئی بھی ایسا ادارہ نہیں جو انہیں ہمت افزائی کر کے میدان میں لائے تو وہ دنیا کے آگے تمام تاریخی راز افشاں کرتے سندھ کی حالیہ تاریخ میں سے معلوم ہوتا ہے کہ 600 سے 17 سو قبل مسیح میں سپت سندھو میں آریا سندھی تہذیب کی شروعات ہوئی اور سندھو دریا کے ساحل پر مقدس وید لکھے گئے۔رگوید،اتھروید،سام وید یجروید لکھے گئے۔اور یہ دور ویدوں کی تہذیب والا دور کہا جاتا تھا۔

ہندو مفسرین کے مطابق کہ اصل میں وید ایک ہی ہے اس کو چار حصوں میں بانٹا گیا ہے، جبکہ وید اصل میں صحائف اولیٰ ہیں جن کا ذکر قرآن حکیم میں کیا گیا ہے،

(1) رگ وید:۔ حضرت آدم علیہ السلام پر اترنے والے صحائف۔

(2) یجر وید:۔ حضرت شیث سے حضرت نوح علیہ السلام تک اترنے والے صحائف۔

(3) سام وید:۔ رام (سام بن نوح علیہ السلام) سے حضرت اسماعیل علیہ السلام تک اترنے والے صحائف۔

(4) اتھر وید حضرت اسماعیل سے بنی اسرائیلی انبیاء پر اتارے جانے والے صحائف۔

سندھ کی سرزمیں پر انسانی آبادی کے اصل دور کا پتہ نہیں چل سکا حیدرآباد کی جنوب میں پیلیو لتھک دور کا اہم مقام اورنگا دریافت ہوا جہاں ملے ہوئے برتنوں کی توسط سے معلوم ہوا کہ اس دھرتی پر نامعلوم دور سے انسان رہتے تھے۔ کراچی کے نزد پہاڑی علاقوں میں سے پیلیو لتھک اور میسونک دور کے آثار ملے ہیں ان میں سے ہزاروں برس پرانی چیزیں ملی ہیں۔ آثار قدیمہ کے ماہرین نے لکی کے پہاڑی سلسلوں میں بنی غاروں سے انسانوں کی ابتدائی رہائش کے آثار ڈھونڈ نکالے ہیں جب کہ روہڑی اور جنوبی پہاڑی سلسلوں میں خاص قسم کے پتھر ملے ہیں جو کے سندھ

کے قدیم دور سے متعلق بتانے کے لیئے کافی ہیں۔ 1960 والی دھائی میں فرانسیی آثار قدیمہ کے ماہریں نے آمری کا دڑہ ڈھونڈ نکالا جہان پیتل اور تانبے کے ادوار کا سامان ملا جس کا ریڈیو کاربن کی توسط سے مطالعہ کرنے سے خبر ملی کہ چار صدیاں قبل مسیح کے پرانے ہیں، جوکہ ہڑاپا تہذیب کی ابتدا تھی یہاں آمری تہذیب ثقافت اور آبادکاری کے کم سے کم 60 مقامات ملے تھے جوکہ پہاڑی قطاروں سے گجو گوٹھ تک پھیلے ہوئے تھے۔

سندھ کے ارضیاتی مطالعہ سے ماہرین ارضیات اور سائنسدانوں کے بیانات ہیں کہ پری کیمبرین (پہلا دورؔ) کے مطابق تو 3ارب 5 کروڑ برس پہلے ننگر پار کی پہاڑی چوٹیاں بننے کی خبر ملتی ہے۔ اس وقت اس خطے پر زندگی رواں دواں نہیں تھی، محض لیو اور سبز کائی ہوتی تھی۔ کچھ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ یہ جبل / پہاڑ 5ارب برس قدیم ہیں قدیم تاریخ کی ابتدا سے بھی پہلے پیلیوسین دور جوکہ 48- 62 ملین برس قدیم ہے۔ اس پیلیوسین دور میں سن، مانجھند بڈھاپور کے پیچھے رنی کوٹ کا پہاڑی سلسلہ بنا اور ان کی ابتدائی دور میں پہاڑوں میں کائی (سبز، لیو) سے زیادہ کیڑوں، مکوڑوں، مچھلیوں، پرندوں اور دودھ پینے والے جانداروں کا جنم ہونا شروع ہوا۔ ان حیوانی مخلوق اور دوسرے جانداروں کی دنیا میں انسان کا کوئی بھی وجود نہیں تھا۔

دنیا میں سب سے پہلے زندگی کا آغاز سانس والی مخلوق کی پیدائش ارتقا سندھ کی سرزمین پر ہوئی دھرتی کے گولے پر دوسرے (دوئم) دور Eocent period میں 39 سے 47 ملین برس پہلے لکی (Lucky) سے جھمپیر تک پہاڑی سلسلہ کی تخلیق ہوئی، جہاں ملنے والے چونہ کے پتھر کے مطالعہ کے مطابق یہاں پہلے پیلیوسین دور میں جنم لینے والے کیڑوں، مکوڑوں، مچھلیوں، پرندوں اور چھوٹے بڑے جانداروں، درختوں، پودوں وغیرہ کی نشونما (گروتھ) ہوئی تھی۔

اس قسم کے آثار رنی کوٹ میں بھی ملے ہیں اور یہ سلسلہ تھانہ بولا خان کے کھیرتھر کے پہاڑی سلسلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ پہاڑی سلسلہ دادو اور لاڑکانہ اضلاع سے قلات ضلع تک

یہ قدامت سندھو تہذیب کی واضح کرتی ہے کہ (میسوپوٹیما عراق دجلا فرات) کے گاوں 700 قبل مسیح میں اپنی بلوغت کے اوسر میں بھی نہیں تھے تو سردار چنہ کو کیسا الہام ہوا کہ یہاں زراعت کا سب سے پہلے رواج پڑا اور قدیم گاوں ملے ہیں؟ یہ تو سندھ سرزمین کے ٹیکسلا شہر کی 6000 قبل مسیح قدامت کو بھی چھو نہیں سکتے۔ مترجم

جاتا ہے، جو کہ 5 بڑے پہاڑی سلسلوں لکی، کھیرتھر، ناری، گنج، پنجھر اور کاچھو تک پھیلے ہوئے ہیں۔

سندھ میں درمیانی دور کا واحد آثار قدیمہ جھرک ضلع ٹھٹہ میں ملا جب انسان نے شکار کرنے اور خوراک جمع کرنے کے طریقے سیکھے، جو کہ ان کے گذر معاش کے لیئے اہم تھے آنے والے ادوار (نیولتھک اور کیلکولیتھک) میں مستقبل کے لیئے خوراک کی اجناس کی ضرورت پوری کرنے کا ہنر حاصل کیا اور خوراک کی پیدا ہونے والی معیشت پر عبور حاصل کیا۔ اس دور میں زرعی آلات بنانے کی صنعت کی بنیاد پڑی ایسے آلات سہون، کوٹری، اور راجستان کی سرحد نزد ننگر پارکر تحصیل میں سے ملے ہوئے آثار قدیمہ سے معلوم ہوئے ہیں، 40 ہزار سے 10 ہزار برس پہلے کے آخری دور میں یہی آلات مزید بہتر اور محفوظ انداز میں بنانے لگے اور قدیم وقت کا انسان شکار اور اپنی رہائش کو مزید بہتر اور محفوظ بنانے لگا۔

3100 قبل مسیح میں سندھ کے باشندوں نے فصل لگانے کا طریقہ اختراع کیا زراعت کرنا اور مال مویشی پالنا شروع کیئے، لوگوں نے گاوں (گوٹھ) قائم کر کے رہنا شروع کیا۔ آگے چل کر یہی گاوں باقائدہ منظم اور نفیس پر آسائش شہروں کی شکل بن گئے جن کے گرد ونواح میں پناہ کے لیے دیوار ہوتی تھی لوگ چھوٹے قبائل یا گروہوں کی شکل میں گاوئں بناتے تھے جس میں اکثر درختوں کی لکڑیاں اور گھاس استعمال کرتے تھے آج کل شہروں میں مختلف برادریوں کی بنائی ہوئی کوآپریٹو سوسائٹیاں بھی اس قدیم طرز پر بنی ہوئی ہیں۔

سندھ کی سرزمین پر برتن سازی والے فن کو کنبھار کے فن سے پکارا جاتا ہے، اس فن کی شروعات اور ابتدا آمری سے 7 ہزار برس قبل مسیح میں ہوئی، سندھو تہذیب کا سب سے بڑا و شاندار شہر موہن جودڑو ہوتا تھا، جو کہ تمام شہروں و گاووں کا مرکز ہوتا تھا۔ یہ زراعت، ہنر (فن) زیورات، واپار (تجارت) اور مذہب کا مرکز تھا مصر، ایران، فارس اور دوسرے دور دراز علائقوں کی طرف سمندر اور دریا کے توسط سے تجارت ہوتی تھی یہ وہ دور تھا جب نیل دریا کے ساحل پر قدیم

مصری تہذیب، دجلا فرات دریا کے کنارے میسو پوٹیما (موجودہ عراق) کی، ھوانگ ھو دریاہ کے ساحل پر چین کی، میکسیکو دریاہ کے ساحل پر انکا کی عظیم تہذیبوں نے جنم لیا اسی طرح سندھو دریاہ کے ساحل پر سندھ کی عظیم تہذیب پہلے سے ہی عیاں ہو چکی تھی۔ چونکہ تہذیبوں کی کہانیوں کی بنیاد دریاؤں اور سمندر کے ساحلوں سے شروع ہوئی اس تہذیب کی ابتدا اور ارتقا سیحوں عرف سندھو دریاہ سے ہوئی۔

قبل مسیح سے ایک ہزار برس پہلے سندھ میں ویدک دور کی ابتدا ہوئی 800 سے 1000 قبل مسیح کے درمیانی دور میں سندھو دریاہ کے ساحل پر مقدس کتاب ساوید (سام وید) یجر وید، اتھر وید لکھے گئے۔ یہ وید دوبارہ لکھے گئے تھے۔ 900 قبل مسیح میں مہا بھارت جنگ لگی۔ (مھا بھارت 6000 قبل مسیح میں ہوئی تھی۔ شتر راع نے لکھی تھی) جس میں سندھ کے حکمران جئے ورتھ نے کوروں کا ساتھ دیا۔ اس دور میں آریا سندھی لوگ تمام علائقوں میں پھیل گئے۔ رگوید والے زمانے میں سندھ کا تجارتی رابطہ نینوا (نمرود) سوسا جہاں حضرت براہیم پیدا ہوئے، بابل، ٹائرا سپین میمفس سے سمندری راستوں کے توسط سے تعلق پیدا ہوا، اور مختلف اجناس مال ومتاع وغیرہ کی برآمد میں اضافا ہوا۔ سندھ کی ترقی وخوشحالی دیکھ کر 600 سے 800 قبل مسیح 805 قبل مسیح سے 810 قبل مسیح میں برہمن کا دور شروع ہوا، سمیریوں نے سندھ پر حملہ کیا لیکن بدتریں شکست کھائی، جس میں دراوڑ لقب سے ملقب سندھی لوگوں کے ہاتھوں سندھ اور بابل کے درمیان تجارت مضبوط ہوئی، جنوبی عرب علاقوں سے خشکی کے راستے مصر اور بحرا کاہل کے ساحل تک تجارتی تعلق ہوا، اور سندھ کی اشیا زمینی راستہ کے توسط سے مغرب تک جاتی تھیں یہ سلسلہ 15 ویں صدی کے آخر تک جاری رہا۔

سندھ ارتقاء کے افق پر جانداروں کا پہلا وطن تھا۔ قدیم تصور یہ تھا کہ زندگی محض انسانوں، حیوانوں اور کچھ نظر نہ آنے والی مخلوق میں ہے۔ باقی سب چیزیں بے جان ہیں۔ پھر

---

(1) آریا اور دراوڑ سندھی قوم کے لقب القاب ہیں کوئی قوم ونسل وغیرہ نہیں اس ضمن میں تاریخ حضرت سندھ سندھی اردو زبانوں میں لکھی گئی ہے۔ جس میں ان کے معانی ومفہوم کے ساتھ تاریخی حقائق بیاں کیئے گئے ہیں۔ دیکھیں مذکورہ کتاب بلوچستان مہر گڑھ میں سندھی بولی مصنف ڈاکٹر داد محمد خادم بروھی (ص 63 سے 65)

سائنس نے درختوں پودوں وغیرہ میں زندگی ہونا ثابت کیا اور آج سائنس بتاتی ہے کہ مٹی اور پتھروں وغیرہ میں بھی زندگی ہے یہاں تک کہ ان میں احساسات اور جذبات بھی ہوتے ہیں۔ یہ قرآن پاک سے بھی ثابت ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوَا اِلَا السَّمَاءِ فَسَوّٰھُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَّھُوَ بِکُلِّ شَیِءٍ عَلِیْم)بقرہ 29

ترجمہ: زمین میں سب کچھ اللہ نے تمہارے ہی لئے پیدا کیا ہے۔

دنیا کی ہر چیز مین زندگی ہونے کے باوجود مادی خیالات سے سوچنے والے یعنی مادہ پرست ہماری یہ بات نہیں سمجھ سکیں گے کہ دنیا کی تمام چیزوں کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ انجانی طاقت کی رہنمائی میں مختلف اصولوں اور ضوابط میں بندھی مختلف اشیا کا آپس میں محبت و نفرت کے تعلقات بھی ہیں۔

آسٹریلیا سندھ کی سرزمین سے کس طرح علیحدہ ہوا

کروڑوں برس پہلے زمین کے ایک دوسرے سے جڑے ٹکڑے) جزائر (الگ الگ ہوتے ہیں تاریخ کا سفر کتاب کے مصنف آسٹریلیا (ایشیا سندھ) سے علیحدہ ہوا کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

14 کروڑ سال پہلے سمندروں کی موجودہ پوزیشنوں میں کچھ اور تبدیلیاں ہوئیں جن کی وجہ سے آسٹریلیا کا حصہ ایشیا سندھ سے علیحدہ ہوگیا، یہی وجہ ہے کہ آسٹریلیا میں اب بھی بعض انتہائی جانوروں کی نسلیں موجود ہیں جو دنیا کے دوسرے حصوں میں ناپید ہوچکی ہیں 2 ص 27

پھر ایک پہاڑ پر دنیا کا پہلا مرد قدم رکھتا ہے اور دوسرے پہاڑ پر جنت میں سے ان کی بیوی کو اتارا جاتا ہے (روایت کے مطابق حضرت آدم کو کوہ سراندیپ سندھ پر اور دادی حوا کو جدہ کی پہاڑ پر اتارا گیا تھا۔) اس طرح نسل انسانی کی ابتدا یہاں سے ہوئی۔ زمین پر انسانی زندگی کی ابتدا کو ہزاروں بلکہ کروڑوں برس بیت چکے ہیں وقت گذرنے کے ساتھ انسانی عقل بھی ارتقا کی

---

(1) قرآن کریم سورہ البقرہ آیت 29

(2) تاریخ کا سفر مصنف ذوالفقار ارشد گیلانی، ص 27، علم دوست پبلی کیشن لاہور سنہ 2003

منزلیں طے کر رہا ہے اور اپنی ترقی کے عروج پر پہنچ کر یہ مادی عقل بھی فنا ہو جائے گا۔

نامور نوبل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام نے مذہبی کتب خصوصا قرآن کریم کے مطالعہ کے بعد سائنس کی یہ تھیوری (نظریہ) دیا کہ کائنات میں مختلف قوتین Forces نہیں بلکہ ایک ہی بنیادی قوت Force ہے جو کہ مختلف صورتوں میں عیاں ہوتی رہتی ہے اور ان کے خلاف وہ ہی ہیں جو اس الجھن کو حل کرنے میں لگے ہوئے ہیں کہ انسان کا وجود زمین پر کس طرح ہوا؟ ڈارون کا نظریہ (تھیوری) ہے کہ انسان بندر کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ آج تک ایک نظریہ یہی ہے جس کو سائنس بھی غیر ثابت شدہ نظریہ تسلیم کرتی ہے۔ انسانی عقل نے اپنی تمام تر توانائیاں لگائی ہیں لیکن

وہ نا تو ڈارون کی تھیوری ثابت کر سکا ہے اور نا ہی آئیندہ میں کر سکے گا۔ جب انسان کی ابتدا (بنیاد) کو ہی سائنس ڈھونڈ نہیں سکی تو پھر کائنات کی تخلیق کا علم ان کو کیسے ہو سکے گا۔ اس ضمن میں بھی وہ اندھیروں میں تیر مار رہے ہیں۔

انگریزی جریدہ ریڈرس ڈائجسٹ 1977 کے شمارہ میں ایرا ولفرٹ اپنے مضمون نیو ویژنس آف دی یونیورس میں لکھتے ہیں کہ موجودہ وقت میں ہمارے سائنسدانوں کے سامنے چمڑی کھینچنے والے عجائبات کا ایک سلسلہ آ رہا ہے۔ جس نے کائنات سے متعلق ہمارے کچھ مکمل ترین و مضبوط نظریوں کو چیلنج کر دیا ہے۔ اور کائنات کی تخلیق کا ایک مضبوط نیا نظریہ سامنے آ رہا ہے۔

قرآن پاک میں بھی انسان کی پیدائش سے متعلق تفصیل موجود ہیں اور جنہیں سائنس بھی تسلیم کرتی ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر عبدالرشید سیال جنگ سنڈے میگزین میں ایک مقالہ بعنوان تخلیق آدم قرآن اور جدید سائنس کی روشنی میں رقم طراز ہیں کہ؛

انسان کی تخلیق مٹی سے بتدریج کیے جانے کے شواہد قرآن کریم میں واضح کر دے گئے ہیں۔ جب کہ جدید سائنسی حقائق اس کی تصدیق و تائید کرتے نظر آتے ہیں۔ تخلیق آدم کی ابتدا کے ضمن میں قرآن کریم میں جو الفاظ آتے ہیں۔ ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ ارض تراب، طین،

صلصال، کالفخار، صلصال من مسنوں۔ سلالتہ من طین اور قرآن کریم میں آدم کی پیدائش کے لیے جو الفاظ آتے ہیں وہ یہ ہیں: خلق انشا -انبت -جب انسان (آدم، حوا) کی تخلیق ہوگئی تو بعد از اں انسانی نسل کی افزائش نطفہ سے جاری رہیں (ص4)1

مذکورہ حوالہ کے ساتھ ہم جب قرآن کریم میں انسانی جسم کی بناوٹ میں جو عناصر پاتے ہیں تو ان کے مطابق انسانی جسم میں طین کی معانی ہے گارا، کیچڑ، دلدل تراب کے معنی ہیں زمین، سطح زمین مٹی (خاک) صلصال کی معنی ہیں سوکھی مٹی۔ ایسی مٹی جس میں ریت بھی شامل ہو اور جب وہ سوکھ جائے تو آواز دینے لگے انشا = ابتدا کرنا، پیدا کرنا، اٹھانا بلند کرنا (لسان العرب) ارض -زمین خشک مٹی

سلالتہ = اصل، جو ہر بہرحال ڈاکٹر عبدالرشید سیال صاحب مذکورہ معانی بیان کرنے کے بعد مزید سائنس کی رو سے بیان کرتے ہیں۔

RNA / DNA کی تخلیق میں فاسفیٹ اور شوگر کے ذرات Molecules ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ ذرات زمین کی اتھاہ گہرائیوں میں دوسرے معدنیات کے ساتھ شروع ہی سے موجود تھے۔ تخلیق کے عمل میں وہ معدنیات جن میں فاس فورس یا فاسفیٹ موجود تھی انتہائی گرم درجہ حرارت پر محلول (Soluble State) بدل جاتی ہے طین دراصل نطفہ اور بیضہ کے ملاپ کے جینیاتی نعم البدل یعنی Genetic Permutation of fertilized ovun کو ظاہر کرتا ہے (ص04)1

قرآن پاک کی سورت النساء کی ایک آیت میں ارشاد ربانی ہے کہ: ترجمہ: اے انسانو اپنے پروردگار سے تقوی اختیار کرو جس نے آپکو ایک ہی نفس میں سے پیدا کیا اور ان کا (جوڑا) عورت کو پیدا کیا۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ انسانی ارتقا اور آدم کا نزول سندھ پر الہامی کتب خصوصا

---

(1) تخلیق آدم قرآن وسائنس کی روشنی میں مصنف ڈاکٹر عبدالرشید سیال جنگ سنڈے میگزین 15 جنوری 2012) ص4

قرآن کریم اور سائنس کی روشنی میں ثابت کرنا کوئی مشکل بات نہیں محض ان کے لیئے خلوص سچائی اور گہری توجہ چاہیئے۔سندھ کی سائنسی بنیادوں پر تحقیق بہت سے حقائق عیاں کر سکتی ہے۔ان کے علاوہ دوسرے فرقوں کو بھی سامنے رکھنا چاہیئے کہ وہ انسانی ارتقا اور آدم کی نسبت سے کیا رائے رکھتے ہیں۔

قرآن کریم نے انسان کو اللہ کا نائب اور خلیفہ کہا ہے۔ان میں سے حضرت آدم خلیفہ اول (خلیفتہ اللہ) ہیں۔نائب کا کام آقا کی مشیت کی تعمیل و تکمیل ہے۔حیات انسانی کے دو پہلو ہیں ظاہر اور باطن دین دونوں پہلوؤں کو سنوارنا چاہتا ہے۔ظاہر کو علم و حکمت سے اور باطن کو اخلاق حمیدہ سے علم کی دنیا لامحدود ہے اس میں سے سائنسی علم بھی ایک ہے جس کی توسط سے اولاد آدم کو درست حقائق میں پرکھا جاسکتا ہے۔ڈاکٹر عبدالرشید سیال نے سندھ کی سائنسی بنیادوں پر تحقیق، کے ضمن میں تخلیق آدم قرآن حکیم اور جدید سائنس کی رو سے تحقیقی مقالہ لکھ کر دنیا کے محققوں کی توجہ مبزول فرمائی ہے۔اس ضمن میں ڈاکٹر غلام جیلانی برق سائنسی دلائل کی نسبت سے لکھتے ہیں۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ إِنَّ فِي ذَالِكَ لَآيَاتٍ لِقَومٍ يَتَفَكَّرُوْن (الجاثیہ 12)

ترجمہ: اللہ نے زمیں و آسمان کی ہر چیز تمہاری غلامی میں دے دی ہے اور سوچنے والوں کے لیئے کائنات میں کتنے ہی اسباق و ارشادات موجود ہیں۔ص 17

انسان و آدم کی پیدائش سے متعلق ایک اور عالم لکھتے ہیں۔

یہ حقیقت تقریباً تمام اہل ملل میں مسلم ہے کہ انسان خاک ہے مٹی سے بنا ہے۔اس کی غذا بھی زمین سے نکلتی ہے اور مرنے کے بعد وہ پھر مٹی میں حلول کرتا ہے۔اہل ملل سماویہ کے

---

(1) تخلیق آدم قرآن و سائنس کی روشنی میں: مصنف ڈاکٹر عبدالرشید سیال جنگ سنڈے میگزین 15 جنوری 2012 (ص 4)

(2) D.N.A یہ سائنس کی وہ دریافت ہے جس سے نسل انسانی کی پہچان خون کے ٹیسٹ سے کسی مردہ کو پہچانا جاتا ہے کہ وہ کسی قوم و نسل سے تعلق رکھتا ہے۔الغرض کہ گم شدہ یا مسمار جسموں کے پہچاننے کی ٹیسٹ کا نام D.N.A ہے۔ مترجم

نزدیک سارے انسان آپس میں بشری رشتے میں جڑے ہوئے ہیں یہ ایک ہی آدمی کی نسل ہے اور اسی وجہ سے کہ اس کو ابوالبشر یعنی آدمیوں اور لوگوں کا باپ کہتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ الصلوا والسلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اللہ عزوجل نے ساری انسانیت کو ان کی پشت سے پیدا فرمایا اور حضرت حوا کو ان کی پسلی سے جیسے کہ صحیح نصوص سے ثابت ہے (ص 4546)2

مندرجہ بالا حوالہ جات سے عیاں ہوتا ہے کہ قرآن کریم وسائنس نے تخلیق آدم اور انسانی ارتقا کے جو عناصر بیان کیئے ہیں وہ تمام آفاقی ہیں چونکہ مٹی میں عظمت وصبر ہے، آگ میں شروشوخی ہے۔ آدم کا ازلی دشمن شیطان جنات میں سے (آتش) کی پیداوار تھا اس لیئے انہوں نے حضرت آدم کو تعظیمی سجدہ نہیں کیا اور شوخی دکھائی مولانا رومی نے فرمایا:

تکبر عزازیل را خوار کرد،

بزندان لعنت گرفتار کرد

1) میری آخری کتاب مصنف ڈاکٹر غلام جیلانی برق (ص18) مکتبہ شاہکار لاہور (1977)

2) راہ معرفت مصنف مولانا کمال الدین (ص45- 46) جامعہ اسلامیہ کراچی2003

3) شیطان کا اصل نام حارث اور لقب عزازیل تھا کثرت عبادت کی بنا پر فرشتوں میں مقرب تھا لیکن شدید حسد اور تکبر کی وجہ سے ابلیس علیہ اللعنتہ بنا۔

باب سوئم

پیدائش آدم سے متعلق دیگر مذاہب میں تذکرہ

جیسا کہ دین دنیا میں اللہ تعالی نے ایک ہی دیا جو کہ پہلے پیغمبر حضرت آدم سے نبی آخر زمان ﷺ تک ایک ہی ہے البتہ اس دین میں شریعتیں حالات کے مطابق بدلتی رہی ہیں۔ لیکن دین اول سے آخر ایک ہی ہے۔ گمراہی میں آکر اس ایک دین کے پیروکاروں نے مذاہب اور فرقے قائم کرڈالے۔ اس گمراہی کے سدباب کے لیئے یہ تمام ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے انہوں نے ایک ہی دین کی تبلیغ کی کہ حضرت آدم کا دین چھوڑ کر اپنے ہاتھ کے مذاہب فرقے نہیں بناؤ اور ایک ہی دین کو قائم رکھو اس ضمن میں اللہ تعالی نے اپنی آخری الہامی کتاب قرآن کریم و فرقان حمید کی متعدد آیات میں ایک ہی دین کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ط

ترجمہ: اور ابتدا میں تمام انسان ایک ہی دین (امت) تھے پھر اختلافات میں پڑ گئے۔

اس پر غور کرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ اللہ تعالی نے دین دنیا میں ایک ہی دیا، شیطان کی گمراہی میں آکر لوگوں نے اپنے فرقے اور مذاہب بنا ڈالے۔ ایک اور آیت میں اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام سے ابراہیم اور عیسی تک تمام انبیا میں ایک ہی دین کی نشاندھی کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں؟

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ط كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ط اَللّٰهُ يَجْتَبِیْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِیْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ (سورۃ الشوری)

---

1) قرآن کریم سورت الشوری آل عمران آیت 19

2) تاریخ حضرت سندھ (حصہ دوئم) مصنف جاموٹ حاجی خان جاچڑ سندھی تخلیقات پبلشرز لاہور۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کر دیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا اور جو (بذریعہ وحی) ہم نے تیری طرف بھیج دی ہے اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو دیا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا جس چیز کی طرف آپ انہیں بلا رہے ہیں وہ تو (ان) مشرکین پر گراں گزرتی ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بناتا ہے اور جو بھی اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کی صحیح راہنمائی کرتا ہے۔

الغرض کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار ایک ہی دین کا متعدد بار آیات میں ذکر فرمایا ہے۔ اب دیکھیں کہ وہ ایک ہی دین کو نسا ہے۔ اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ؛

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۚ

ترجمہ: بیشک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے۔

ایک اور آیت سورت آل عمران میں بھی دین صرف اسلام ہی کا ارشاد ہوا ہے۔

وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

ترجمہ: جو کوئی بھی اسلام کے سوا دوسرا دین طلبی گا تو وہ ان سے ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ اور قیامت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔

ایک ہی دین اور بانی دین کے متعلق امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد ام الکتاب اپنی شہر آفاق قرآنی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ؛

دنیا میں کوئی بانی مذہب بھی ایسا نہیں ہوا جس نے ایک ہی دین پر اکھٹے رہنے اور تفرقہ واختلاف سے بچنے کی تعلیم نہ دی ہو سب کی تعلیم یہی تھی کہ خدا کا دین بچھڑے ہوئے انسانوں کو جمع کر دینے کے لیئے ایک ہی ہے۔ 1

ان تمام حوالہ جات سے عیاں ہوا کہ دین صرف ایک ہی ہے باقی تمام فرقے اور مذاہب ہیں۔ اب چونکہ یہ مذاہب ایک ہی دین سے علیحدہ ہوئے ہیں اب دیکھتے ہیں کہ وہ

1 ام الکتاب مفسر مولانا ابوالکلام آزاد 5 (ص 22) حکمت قرآن انسٹیوٹ کراچی

حضرت آدم اور انسان کی پیدائش کے ضمن میں کیا رائے رکھتے ہیں۔

ہندومت یا ہندوازم میں آدم ونوح

ہندومت یا ہندوازم ویدک سندھو دین کا ایک بگڑا ہوا فرقہ ہے یہ قدیم مذہب کا دعوی کرتے ہیں اور ہند یا ہندوستان میں رائج ہے۔ ان کے ایک اسکالر کلیان گورکھپوری نے اپنی تصنیف ہندو سنسکرتی انک میں لکھتے ہیں کہ برہمانے اپنے جسم کے دوٹکڑے کیئے ایک سے مراد مرد اور دوسرے سے عورت ہوئے اور اسطرح کتنے ہی انسانوں کی تخلیق ہوئی۔(ص795)2

یہاں برہما سے مراد آدم ہے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق پنڈت وید پرکاش اپادھیائی اپنی تصنیف اسلام پہلا اور آخری مذہب میں لکھتے ہیں کہ؛

متسیہ پران کے مطابق آدم وحوا وشنو کی بھیگی مٹی میں سے پیدا ہوئے، جنت کے مشرقی حصہ میں پرمیشور کے توسط سے بنایا گیا خوبصورت چار کلومیٹر کے رقبہ کا بڑا جنگل تھا۔ گناہ والے درخت کے نیچے جا کر بیوی کو دیکھنے والی بیتابی کی وجہ سے آدم، حوا کے پاس گیا۔ تب (نانگ) سانپ کی شکل بنا کے وہاں شیطان نمودار ہوا اس چالاک دشمن کہ توسط سے آدم وحوا نے دھوکے میں آکر وشنو (اللہ) کا حکم توڑ دیا اور دنیا کا راستہ دکھانے والے پھل کو آدم نے کھالیا۔

تب ان میں سے کتنی ہی اولاد پیدا ہوئی تمام ملیچھ کہے گئے 2 ص 8-9

3 مذکورہ حوالہ میں ایک ہندی عالم واسکالر جس نے اپنے کتاب کا موضوع ہی دین اسلام کی نسبت سے اسلام پہلا اور آخری مذہب لکھا ہے۔ یہ ایک ہندی عالم کی بہت بڑی فراخ دلی اور رواداری ہے۔ حقیقت تمام لوگ جانتے ہیں کہ اللہ تعالی نے دین ایک ہی دیا ہے۔ باقی ان سے

---

1) ہندو سنسکرتی اک ازکلیان گورکھپوری، جنوری1950- 5 (ص79)

2) Islam, The First and final Religion, Pindat Ved Perkash Updhiyai P.No. 89

3) ملیچھ لفظ غیر آریہ نقب سے مقلب لوگوں کے لیئے استعمال ہوتا ہے۔ جسے دراوڑ بھی کہتے ہیں۔

گمراہی کی وجہ سے فرقے بنے۔

پنڈت وید پرکاش اپادھیائی مزید حضرت نوح کی نسبت سے اپنی مذکورہ تصنیف اسلام پہلا اور آخری مذہب میں رقم طراز ہیں کہ؛

آدم کی عمر 930 برس تھی۔ان کی نسل میں سے نوح نامی بیٹا پیدا ہوا، جس نے 500 برس تک راج کیا ان کے سیم، شام اور بھاو 3 بیٹے ہوئے وشنو (اللہ) کا بندہ نوح وحدت الوجود کے توجہ میں محو تھا۔ ایک مرتبہ وشنو (اللہ) نے انکو خواب میں بتایا کہ اے پیارے نوح! سن ساتویں دن حشر برپا ہوگا۔تم اہل ایمان لوگوں کے ساتھ کشتی میں فورا سوار ہوجانا۔اے اندر کے بھگت اپنی جان بچا تم سربلند ہوگے یہی تسلیم کرکے اُس بزرگ ہستی نے 3 سو گز لمبا 50 گز چوڑا اور 3 ہزار گز گہرا خوبصورت بیڑہ ایجاد کیا، تمام جانداروں کے جوڑے نر، مادہ، اور اپنے خاندان کے ساتھ سوار ہوکر وشنو (اللہ) کی عبادت میں مشغول ہوگئے، چالیس دن تک زبردست بارش پڑی بھارت ورش پانی میں ڈوب گیا اور چار سمندر مل کر ایک ہوگئے اللہ والے بزرگ نوح کے بیٹے سام، حام اور یاقوت کے ناموں سے مشہور ہوئے۔

تمام فرقوں /مذاہب میں حضرت آدم اور حضرت نوح کی نسبت سے ایک ہی بات اور حقائق ملتے جلتے ہیں، لہذا ہندوستان کے ہندوں کا کوئی الگ /علیحدہ آدم اور نوح نہیں تمام ایک

مذکورہ حوالہ میں متسیہ پران ادھیائی میں جو اشلوک استعمال ہوئے ہیں

1 ان کی تفصیل اس طرح ہے -1متسیہ پران ادھیائی 1- 1اشلوک 29 سے 35

2 -2اشلوک 10 سے 11

3 2اشلوک 14 سے16

4۔ ویدوں اور پرانو کے ادہار پر دھارمک ایکتا کی جیوتی

5 Islam: the First & Final Religion . Author: Pindat ved parkash Apadhiai. P. 8-9

6 ان اشلوکوں میں آدم کی جگہ پر اصل سنسکرت میں لفظ آدم حوا کی جگہ حویہ وتی جنت کی جگہ پر دان نگر یعنی انعاموں کی بستی اور شیطان کی جگہ کلی استعمال ہوا ہے۔

7 تورات کے مطابق طوفان سے پہلے حضرت نوح ساڑھے چھ سو برس کا تھا۔

8 ان اشلوکوں میں۔اصل سنسکرت میں نوح کی جگہ نیوح سام کی جگہ سیم حام کی جگہ حام اور یافث کے لیئے یاقوت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

ہی ہیں۔

ویدک سندھو دین کی اصلیت

یہاں اس بات کی وضاحت اور واضح نشاندھی ہونی چاہیے کہ ویدک دین وحدانیت کا دین تھا۔ جسے قرآن کریم میں صائبین نام سے نشاندہی کی گئی ہے۔ فارس وغیرہ کے لیکھاریوں نے سندھ کی حقیقی تاریخ کو ہندو کے نام پر گہرائیوں میں دبانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ چونکہ انہوں نے سندھ کو بھی ہند نام سے منسوب کر کے لکھا ہے۔ اس وجہ سے تمام مورخین، علما و سیاحوں نے تقلید کرتے ہوئے سندھ کی خالص سرزمین کو ہند یا ہندوستان بنا ڈالا ہے، جو کہ بہت بڑی تاریخی ستم ظریفی ہے۔ سندھ کو ایک چھوٹا صوبہ سمجھ کر اسکی تاریخی حیثیت کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ اس تاریخی ستم ظریفی کا صدباب کرتے ہوئے شہر آفاق تصنیف و تاریخ حضرت سندھ میں نشاندہی کی گئی ہے کہ:

سندھ کی تاریخ کی نسبت سے ہمارے کتنے ہی نام نہاد مورخوں نے مصنوعی و نان اشوز کو اشوز بنا کر غلط تعویلات اور مغالطے پیدا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، جس کی وجہ سے بہت سی الجھنیں غلط فہمیاں اور مغالطے دیکھنے میں آئے ہیں۔ ایسے مغالطوں Misconceptions میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سندھ کی تاریخ اور ہندوں (ہندوستان) کی تاریخ ایک ہے یہ دیکھ کر آج بھی حیرت ہوتی ہے کہ حقائق کو توڑ مروڑ کر سندھ کی تاریخ کو کبھی ہندوستان تو کبھی پاک و ہند کا نام دیکر سندھ کی تاریخ کو گنوایہ جاتا ہے، جو کہ نہ صرف علم دشمنی ہے بلکہ تاریخ کو تاریک بنانے کی ناجائز کوشش ہے (ص 48 -47)

مندرجہ بالا حوالہ سے عیاں ہوا کہ سندھ کی تاریخ کو ہندوستان / ہند کے نام پر قربانی کا بکرہ بنا دیا گیا ہے۔ بات موہن جودڑو کی تہذیب کی ہو تو اسے ہندوستان سے منسوب کیا جاتا ہے۔ بات ویدک سندھو دین کی ہو تو اسے ہندو دھرم بنایا جاتا ہے۔ بات سراندیپ سندھ کی ہو تو اسے سریلنکا ہندوستان بنایا جاتا ہے۔ جبکہ جغرافیائی حدود کی تحت سراندیپ سندھ کی سرزمین کا

---

1 تاریخ حضرت سندھ)(حصہ چہارم) مصنف جاموٹ حاجی خان جاچڑ سندھی (ص 48 47)
حضرت سندھ اکیڈمی کندھ کوٹ سنہ 2014۔

حصہ ہے نا کے ہند کا، موہن جو دڑہ لاڑ کانہ سندھ

میں ہے۔ جہاں دریائے سندھ بہتا ہے نہ کہ ہندوستان کی گنگا جمنا۔ اسی طرح ویدک سندھو دین حضرت آدم علیہ السلام سے مروج ہے جسکا موجودہ دور میں دین اسلام نام ہے۔ یہی ویدک سندھو دین کی اصلیت ہے۔ یہ ویدک سندھو دین کی ترقی یافتہ صورت ہے۔ اللہ تبارک و تعالی نے متعدد بار قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے تمام انسانوں کے لیئے ایک ہی دین منتخب کیا لیکن وہ شیطان کے بہکاوے میں آکر بہت سے مذاہب اور فرقے بنا بیٹھے۔ دین اسلام کے سوا ان سے کوئی بھی دین قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس لیئے یہ وثوق کے ساتھ کہا جائے گا کہ دین اسلام (سندھو ویدک دین) آدم سے نبی آخرزماں ﷺ تک ایک ہی ہے۔ اس بات وحقائق کی گواہی ایک ہندی عالم نے اپنی تصنیف کا نام (Islam: the First & final Religion) رکھ کر دی ہے۔ یہ ہم نے ہندی علما ہی سے ثابت کر دیا ہے۔

پیدائش آدم سےمتعلق ہندی کتب میں ان کا نام شیومہادیو، شیوشنکر، رگوبھگوان اور انکی زوجہ دادی حوا کو پاروتی، درگا دیوی وغیرہ حضرت نوح، ابراہیم، اسماعیل، ایوب، یعقوب،، اسحاق، موسی، عیسی، مونث ناموں میں حاجرہ، ساران، عظیمان، مریم، حلیماں تمام نام سندھی (سریانی) ہیں۔ ان کا عربی عبرانی وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں۔ جس کی تصدیق تاریخ طبری عرب دنیا کی مستند تاریخ یوں کرتی ہے۔

ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! رسولوں میں چار رسول سریانی (سندھی) ہیں۔

1۔ حضرت آدم، 2۔ حضرت شیش، 3۔ حضرت نوح، 4۔ اخنوخ یعنی حضرت ادریس، اخنوخ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قلم کے ذریعے لکھائی کی۔ (ص 105) 1

1۔ تاریخ طبری مصنف علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری (ص 105) دارالاشاعت کراچی 2011

4۔ تاریخ حضرت سندھ (حصہ چہارم) مصنف جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی (ص 207) حضرت سندھ اکیڈمی کندھ کوٹ سنہ 2014

مذکورہ حوالہ میں سے اس بات کی یقیناً تصدیق ہوگئی کہ مندرجہ بالا نام تمام سندھی (سریانی) ہیں ان کا تعلق عبرانی یا عربی سے نہیں، چونکہ بقول مولانا ابوجلال ندوی کے کہ عربی سندھی زبان کی ہی ترقی یافتہ صورت ہے، اس وجہ سے ان میں بہت سے نام والفاظ سندھی ہیں۔

یہودیت: میں حضرت آدم کا ذکر آدم نام سے ہی آیا ہے۔ حضرت موسیٰ پر نازل شدہ کتاب کا نام تورات ہے، جسے بائیبل بھی کہتے ہیں۔ اس میں اولاد حضرت آدم قابیل، ہابیل اور سیت (شیش) کا ذکر نمایاں ہے، چونکہ تورات عبرانی میں لکھی گئی، اس لیئے ان کے ناموں میں ذرا سا فرق بھی ہے۔ مثلاً ابراہیم کو ابراہم، اسحاق کو اضحاق شیش کو سیت سندھ کو ارفکسد عرب کو عیلام، ہند کو اسور، روم کو لود ناموں سے لکھا گیا ہے۔ لہذا اولاد آدم کا تذکرہ اسی طرح زبان زد ہے جس طرح سندھی، عربی میں آیا۔ چونکہ یہودی اصل میں مذہب تو تھا ہی نہیں حضرت یعقوب (اسرائیل) کے بڑے بیٹے یہودا کی اولاد کو یہودی کہتے تھے یہ شخصی نام پھر مذہب کی معانی میں استعمال ہونے لگا۔ جیسے حضرت ہند کی اولاد کو ہندو یا ہندی کہا جاتا ہے۔ اور یہ شخصی نام ہندو بھی پھر مذہب میں استعمال ہونے لگا۔

فرقوں اور مذاہب کی اس تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو یہ تمام انسانی اور شخصی نام ہیں ان میں بدھ مت بھی آجاتا ہے جو کہ مہاتما گوتم بدھ سے منسوب ہے۔ ان حقائق سے بھی عیاں ہوتا ہے کہ اللہ کا دین ایک ہی ہے وہ کسی شخصی نام سے منسوب نہیں۔ عیسائیت حضرت عیسیٰ سے منسوب ہے ان کے پیروکاروں کو عیسائی کہتے ہیں۔ انجیل آپ کی کتاب ہے جس میں بھی حضرت آدم اور انکی اولاد کا تذکرہ ہے۔

قرآن کریم تورات وانجیل میں سے کسی بھی مفکر نے یہ واضح نہیں کیا کہ حضرت آدم کو کونسے خطے میں اتارا گیا۔ قصص الانبیا تاریخ طبری اور بہت سی روایات میں حضرت آدم کو سراندیپ سندھ (ہند) میں اتارے جانے کی بہت سے روایات اور دستاویزات نشاندھی کرتی ہیں۔ لیکن آج تک دنیا کے کسی بھی خطیمیں ایسا دعوی یا کوئی روایت نہیں ملی، جو کہ سراندیپ سندھ

کے مقابلہ میں آئی ہو یا موجود ہو۔اس سے ثابت ہوا کہ دادا آدم کو سندھ میں ہی اتارا گیا۔

باب چہارم

حضرت نوح سندھ میں

1 حضرت آدم کے بعد نوح کا آدم ثانی بننا۔

حضرت نوح خدا کا نبی اور رسول ہے۔امام نووی نے کہا کہ نوح عجمی نام ہے۔جس کی معانی ہے رونے یا نوحہ کرنے والے، آپکو آدم ثانی اس لیئے کہتے ہیں کہ نسل انسانی کی دوسری ابتدا آپ سے ہی ہوئی اور تمام انسان پہلے والے طوفان نوح میں غرق ہو گئے۔طوفان نوح کے بعد آپ کی اولاد سام، حام، یافث سے تمام دنیا پھر آباد ہوئی۔جس کا واضح ثبوت قرآن کریم کی سورت الصفت پارہ 23 میں اسطرح ہیکہ؛

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِيْن

ترجمہ: اور انکی اولاد کو باقی رہنے والا کیا

آپ کا لقب نجی اللہ ہے آپ کی اولاد حضرت آدم کی وفات سے چھے سو چوبیس 624 برس بعد میں ہوئی۔آپ کے نام سے قرآن کریم میں سورہ نوح بھی ہے جس طرح ابراہیم سور وغیرہ ہے۔آپ نے قابیل کی سرکش اولاد کو بہت تبلیغ کی لیکن وہ راہ راست پر نہیں آئے۔

طوفان نوح کا واقعہ

طوفان کا واقعہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ، سرکش قوم کی نافرمانیوں کی وجہ سے پیش آیا جس کا تذکرہ سورت ہود آیات 36 تا 44 تفصیل کے ساتھ آیا ہے۔یہاں ہم مختصر بیان کرتے ہیں۔

وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوحٍ اَنَّهُ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ.

ہندوستان (ہند) کی نسبت سے پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ ہند اتنا بڑا ملک نہیں تھا جس میں سراندیپ شامل ہوتا۔ ہند تو آفریکا براعظم سے علیحدہ ہو کر ایشیا سندھ میں شامل ہوا۔ ہندوستان (ہند) کو درباری مورخوں نے سندھ پر فوقیت دلائی۔

ترجمہ: ہم نے نوح کو وحی بھیجی کہ ان لوگوں کے سوا جو پہلے ہی تم پر ایمان لا چکے ہیں اور کوئی ایمان نہیں لائے گا سو ان کے اس رویے سے ہمت نہ ہارو ہماری ہدایت کے مطابق ہمارے سامنے ایک کشتی تیار کرو اور میرے پاس ظالموں کے لئے سفارش مت کرو۔2

طوفان نوح سے متعلق یہ ایک دنیا کے لاریب کتاب کی شہادت ہے۔لاریب کتاب اس لیئے ہے کہ 15 صدیاں گذر جانے کے بعد بھی اس میں کوئی تحریف وتغیر نہیں ہوا،لہذا اتمام مذہبی کتب تواریخ میں طوفان نوح کا واقعہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ سائنس نے بھی اس ضمن میں بہت کام کیا ہے۔طوفان نوح کا وقت، مقام کونسا تھا طوفان کے بعد حضرت نوح کی کشتی کی آخری منزل کیا تھی اور کشتی کے نشانات ڈھونڈنے کے دعوے کی تحقیق اور نئے انکشافات بھی سائنس کر رہی ہے۔ کچھ سائنسدان حضرت نوح کے طوفان کے منکر ہیں۔قرآن کریم کے مطابق طوفان نوح کے بعد حضرت نوح کی کشتی جودی جبل پر رکی تورات

کے مطابق کشتی نوح کوہ ارارات پر آ کر رکی اور یہ جودی پہاڑی چوٹی موجودہ کھیرتھر پہاڑی سلسلے کی چوٹی ہے،نوح کی کشتی تراش شلا (موجودہ کھیرتھر) پر رکی جس کو جودی پہاڑ کی چوٹی کہتے ہیں، جودی جبل (پہاڑ) کیبارے میں فرشتہ محمد قاسم لکھتا ہے کہ،محمود غزنوی جب سومناتھ مندر کو لوٹ کر واپس ایران کی طرف جا رہا تھا تو کھیرتھر جبل کی جودی چوٹی کے نزدیک سندھی جاٹ قبائل نے اس سے لوٹ مار کی تھی،محمود غزنوی جان بچا کر بھاگ گیا تھا اس کو لوٹنے والے قبائل مندرجہ ذیل تھے

1۔تلنگا مارا =برفت

2۔ قذاق =نائچ

3۔نوماری =نوناری

4۔لومڑ =نومڑیا۔محترم فقیر غلام نبی سہتو نے بھی کھیرتھر میں موجود جودی جبل (پہاڑ) کی

---

1 قرآن کریم سورت الصفت پارہ 23 آیت 77

2 قرآن کریم سورت ہود آیت 36

تصدیق اپنی کتاب سندھ نوح جی نظر میں کی ہے۔ محترم عطااللہ ضیا صاحب اپنی کتاب Myths & Legends میں بھی کھیر تھر کو نوح کی کشتی اترنے کی جگہ بتاتے ہیں۔

لیکن مفسرین نے آج تک یہ واضح نہیں کیا کہ کشتی ٹھہرنے کے بعد حضرت نوح نے کس علاقے میں قیام کیا اور کہاں تبلیغ کی اور کونسے علاقوں میں قیام پذیر ہوئے یہ بھی معلوم نہیں ہوسکا کہ طوفان نوح سے پہلے حضرت نوح 600 برس تک کہاں رہے؟ تورات مقدس بھی محض یہ بتاتی ہے کہ طوفان کے بعد حضرت نوح اوران کے ساتھی بابل میں اکٹھے ہوئے اور وہاں سے ہی تمام دنیا میں پھیل گئے اس لئے ان کا نام بابل ہے چونکہ خداوند نے وہاں تمام اہل زمین کی زبانوں کو الگ الگ کردیا۔

قرآن پاک میں واضح ہے کہ تنور سے پانی نکلنا شروع ہوا یہاں طوفان کی ابتدا ہوئی، سورھود کی آیت 40 میں ہے کہ (ترجمہ) یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آں پہنچے اور تنور سے پانی ابلنا شروع ہو تو ہم نے کہا کہ اس کشتی میں ہر قسم کے جوڑے سوار کرنا (1) علما کی تفسیروں کے مطابق تنور لفظ عربی نہیں بلکہ عجمی ہے۔ عجم سے مراد تمام غیر عرب ممالک ہیں نا کہ فارسی، لہذا فارسی میں ان کی معانی ہے روٹی پکانے والا تنور۔ بہت سے مفسرین نے یہی معنی استعمال کئے ہیں کچھ تنور کے معانی سطح زمین قرار دیتے ہیں لیکن لفظ تنور سے پہلے قرآن پاک میں الف لام استعمال ہوا ہے، جس کا مطلب ہے کہ کوئی خاص تنور۔ اس ضمن میں علما کی تشریح کے مطابق اگر یہ کہا جائے کہ الف لام التنور میں ہے تو ان کا جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ حضرت نوح کو یہ معلوم ہو۔ حسن بصری کا بیان ہے کہ یہ تنور پتھر کا تھا۔ اور دادی حوا اس میں روٹیاں پکاتی تھی اور پھر یہی حضرت نوح کے پاس آیا تھا۔ اس لئے کہا گیا کہ جب تم تنور کو ابلتے دیکھو یا پانی نکلتے دیکھو تو تم ساتھیوں سمیت کشتی میں سوار ہو جانا۔ یہ تنور حضرت آدم کا تھا یہ بات مولانا محمد نعیم مراد آبادی نے اپنی تفسیر میں لکھی ہے۔ تفسیر فتح القدیر اور حضرت ابن عباس کے اقوال کے مطابق بھی حضرت آدم کا تنور ہند

(سندھ) میں تھا جس کی تصدیق تاریخ طبری کے مصنف نے یوں کی ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ یہ تنور پتھر کا تھا جس سے طوفان نوح کے دوران پانی نکلا تھا اور یہ حوا کا تھا جو نوح کے زمانے تک قائم رہا۔بعض نے کہا ہے کہ ہندوستان (سندھ) میں تھا ابن عباس رضہ سے بھی یہی مروی ہے(ص113) -1

مذکورہ حوالہ جات کے بعد ہم جب مقامی محققین کی تحاریر پر غور کرتے ہیں تو ہمیں طوفان نوح واضح طور پر عظیم سندھ مملکت کی حدود میں نظر آتا ہے۔اس ضمن میں 2معارف سرائیکی کے مصنف لکھتے ہیں۔

وادی سندھ میں طوفان نوح کا سائنسی ثبوت

انہی ماہرین نے کہا ہے کہ جب پانچ ہزار سال پہلے خشک دور کا اوسط درجہ حرارت ایک حد تک چڑھ کر پہنچا تو برف سات ہزار فٹ کی بلندی کے اوپر کی طرف پگھلنا شروع ہوئی، جس کے نتیجے میں دریاؤں میں سیلاب آئے سمندر کی سطح 3 سوفٹ اوپر چڑھ گئی، غالبا یہی طوفان نوح تھا۔سوال ہوگا وادیسندھ میں طوفان نوح کیوں پہلے آیا اور کیوں زیادہ تباہی کی۔آپ نقشہ پر نظر ڈالیں کہ دریائے سندھ اور اس کے پانچ معاونوں کیمخارج آب کوہ ہمالیہ میں ہیں، جو تبت تک چلے جاتے ہیں اور ایک طویل وعریض وسیع رقبہ میں برما سے چترال تک پھیلے ہوئے ہیں۔اتنی وسعت نہ عراق کے دجلہ اور فرات کے مخارج آب کی ہے، اور نہ دریائے نیل کیمخارج آب کی جو خط استوا پر واقع ہیں۔طوفان نوح ہر وادی میں مختلف اوقات میں آیا۔لیکن قرآن کریم کا بیان کردہ طوفان نوح وادی سندھ میں آیا۔کیونکہ اس کا مخارج آب وادی عراق کے مخارج آب سے دو درجے عرض بلد خط سرطان کے زیادہ نزدیک ہیں، انہی وجوہ پر دریائے نیل کا طوفان جس کے مخارج خط استوا پر ہی ہیں سب سے پہلے آیا، چونکہ وہاں اولاد آدم ابھی تک آباد نہیں ہوئی تھی جب

---

(1) قرآن کریم سورت ہود آیت 40

وادی سندھ میں جو آدم کا پہلا مسکن تھا۔ طوفان نوح آیا برف پگھلنے اور پھیلنے لگی۔ اور دریا الٹ پلٹ ہو گئے، پرانے راستے چھوڑ کر نئے راستے اختیار کر لئے۔ (ص 46-45)1

مذکورہ ایک مقامی محقق کے بیان سے واضح ہو گیا کہ طوفان نوح کی ابتدا بھی سندھ سے تمام دنیا میں پھیلی، مذکورہ مصنف موصوف محکمہ آبپاشی میں ایڈیشنل چیف انجنیئر مغربی پاکستان 1958 رہے ہیں۔ انہوں نے اس محکمہ میں ایس ڈی او 1933 سے ابتدا کی اور مذکورہ آخری عہد سے 1966 میں ریٹائرمنٹ کی ایک تجربہ کار آبپاشی انجنیئر سائنس کی نسبت سے یہ حقیقت بیان کرتے ہیں تو یقیناً بہت بڑے حقائق سامنے آتے ہیں۔

اس کے علاوہ تفسیر فتح القدیر میں علامہ شوکانی نے لکھا ہے کہ آٹھواں قول یہ ہے کہ یہ ایک جگہ ہے جو کہ ہندوستاں میں ہے، صوبہ کیرالا کے ملاپورم ضلعے کے سمندر کے ساحل سے تنور گاوں اور تنور ریلوے اسٹیشن بھی ہے اور یہ ہندوستان کے مغربی کنارے پر ہے۔ جو کہ سندھی سمندر سے الگ ہوتا ہے۔ روایات کی روشنی میں کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں طوفان نوح ابتدا پذیر ہوا۔ اقوال و روایات کی روشنی میں یہ وہ مقام ہے جہاں طوفان نوح شروع ہونے کا تذکرہ قرآن پاک نے بھی کیا ہے؟ یعنی سمندر کے ساحل پر موجود مقام پر تنور ہے۔ وہاں سطح زمین سے پانی ابلنا / نکلنا شروع ہوا تھا اور یہ مقام حضرت آدم کا تنور کہلاتا ہے۔ حضرت آدم کا تنور ہند) سندھ (میں تھا جس میں سے عیاں ہوتا ہے کہ حضرت نوح طوفان سے پہلے بھی سندھ میں تھے۔

نوح سے متعلق دیگر محققین کی آرا

نرسنگھ اگروال اپنی تصنیف The Hindu muslim Question کے صفحہ 12 پر لکھتے ہیں: آریا جن کو ہندوستان میں فادر منو رنوح لے کر آئے بتوں کی پوجا نہیں کرتے تھے۔ 1

((1) تاریخ طبری مصنف علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری (ص 113) دارالاشاعت کراچی سنہ 2011 اردو مترجمین مولانا محمد اصغر و مولانا اعجاز احمد صمدانی

((2) معارف سرائیکی۔ مصنف سید نور علی ضامن حسینی) س 46 (45 سرائکی ادبی بورڈ رجسٹرڈ ملتان سنہ 2009 ایڈیشن دوئم۔

روزنامہ قومی جنگ میں گجرات کے قانوندان ومحقق ایم زمان کھوکھر برسوں کی تحقیق کے بعد انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ؛ گجرات کی خاک (مٹی) میں آدم ثانی حضرت نوح آرامی ہیں۔ 2

اس دعوی کی بنیاد حالیہ پنجاب کے گجرات سے 25 کلومیٹر دور گاوں بڑیلا شریف کے نزد صدیوں سے موجود 240 فٹ چوڑی ایک قدیم قبر بتاتے ہیں۔ بڑیلا شریف گاوں سے تقریبا کچھ سومیٹر دور جنوب کی طرف گھنے جنگلات کی جڑی بوٹیوں اور درختوں سے ڈھکی ایک 240 فٹ لمبی قبر کے متعلق عام تاثر یہ ہے کہ یہاں حضرت نوح کا بیٹا یا پوتا حضرت قبیط مدفون ہے۔لیکن ایم زمان کھوکھر صاحب نے علم کشف القبور کے دو علما کی روایات کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ یہ قبیط نہیں لیکن خود حضرت نوح ہیں۔دوسرے کتنے ہی کشف القبور کے علما و بزرگوں کے تائیدی حوالہ جات موجود ہیں۔

بڑیلا شریف سرحدی گاوں ہے، گجرات سے 5 میل شمال مشرق کی طرف ٹانڈا گاوں کے قریب ہے۔یہاں چھمب وادی کا علاقہ شروع ہوتا ہے چناب وتوی دریا ان کے نزدیک بہتے ہیں۔بٹوارہ سے پہلے ہندی لوگ مزار کو منومہرست کے نام سے پکارتے تھے۔منومہرست سنسکرت کا لفظ ہے اور اسکا مطلب کشتی والا ہے۔عبرانی لوگ لفظ نوح کے معانی بھی یہی نکالتے ہیں۔ آرین کتب میں طوفان نوح کا ذکر آیا ہے۔اس میں سے بھی عیاں ہوتا ہے کہ ابتدا میں ہی حضرت نوح کی اولاد سندھ و ہند میں پھلی تھی، گجرات، بڑیلا شریف، ٹانڈا وغیرہ اور وادی چھمب کے علاقے میں ان جانداروں کی باقیات مدفوں ہیں جن میں سے اکثر نوح کی کشتی میں موجود تھی اور وہ جانور جو اس دنیا سے ناپید ہو چکے ہیں گذشتہ دہائی میں پنجاب یونیورسٹی اور دیگر مقامی اور عالمی ماہرین کی ٹیموں نے گجرات کے آس پاس کے علاقوں سے بڑے بڑے جانوروں کے باقیات (فوسلز) کی شکل میں ڈھونڈ نکالی ہیں۔ایسے ناپید اور ابتدائی ارتقا کے دوران جنم لینے والے

(1) The Hindu Muslim Question Author Narsang Agrwal p#. 12

چھوٹے بڑے جاندار حضرت نوح کی آخری آرام گاہ بڑیلا شریف (گجرات) سے لیکر کھیر تھر، لکی، آمری، گجو، جھرک، ننگر پارکر، اور دیگر علاقوں میں فوسلز کی شکل میں زمین کے اندر موجود ہیں۔ بڑیلا شریف گجرات، کھاریاں سے لیکر اٹک، میاں والی، بکھر، تھل سے لیکر سندھو دریا کے دونوں کناروں کے آس پاس، جیک آباد، شکار پور، دادو سے ٹھٹھہ تک، بدین سے کچھ بھوج تک بڑے بڑے مٹی کے ٹیلے آج بھی طوفان نوح کی گواہی دیتے نظر آتے ہیں۔

آئینہ گجرات میں لکھا ہے کہ گجرات کے باشندے حضرت نوح کے بیٹے حام کی اولاد ہیں اور انہوں نے کشمیر کے گردونواح میں بڑی بڑی عمارتیں اور محل تعمیر کروائے تھے زمانے کی گردش کے باعث حضرت حام کی قبر کے آثار بھی مسمار ہو چکے ہیں۔ لیکن شہروں اور مزاروں کی شکل میں ان کی آمد کے نشانات یہاں کے وسیع وعریض علاقہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بڑیلا شریف کے آس پاس مٹی کے بڑے بڑے ٹیلے و بند اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہاں کبھی آدم کی اولاد کی عالیشان عمارتیں اور گاوں تھے۔

حضرت حام بن نوح کی 26 گز لمبی قبر کھیوڑہ سالٹ رینج کے باغان والی کے قریب رو ال گاوں کے نزدیک آج بھی موجود ہے۔ اور ابتدائی ارتقا سے متعلق لا تعداد دوسرے عجائبات اور طوفان نوح سے متعلق لا تعداد آثار قدیم کی نشانیاں اور شہادتیں موجود ہیں۔

ابوریحان البیرونی کا سندھ میں دنیا کا مرکز (Centre) قرار دینا۔

دنیا کے نامور سائنسدان ابوریحان البیرونی نے دنیا کی گولائی ناپ کر باغاں والی کے مقام پر ایک پہاڑ کی چوٹی پر بڑا گول دائرے کا نشان بنایا تھا اور اس کو دنیا کا بیچ (Center) قرار دیا تھا۔ یہی نشان آج بھی موجود ہے اور کھیوڑا کے پہاڑی سلسلہ باغاں والی سے میانوالی

---

2 ایم زمان کھوکھر روزنامہ جنگ راولپنڈی 13 مارچ 1988 وروزنامہ مصنف حیدرآباد۔

3 کلکی اوتار و نبی کریم ﷺ مصنف علامہ شمس نوید عثمانی (ص 54) احباب پبلیشر شاہ عالم لاہور 2012

اور کرک کوہاٹ تک 300 کلومیٹر کے رقبہ میں نمک کے پہاڑوں کے اندر کوئلہ جپسم، چونہ، سن اسٹون، گریوال، نمک وغیرہ کے علاوہ 920 فٹ بلند پہاڑی پر پانی کے لاتعداد چشمے موجود ہیں۔ باغاں والی سے کان جوتانہ تک 12 چشمے بہت بڑے چوڑے ہیں وہ سردیوں میں گرم اور گرمیوں میں ٹھنڈے ہوتے ہیں۔اور ہر ایک چشمہ کے نزد شیو کا مندر اور کسی بزرگ کا مزار بھی موجود ہے۔

جب کہ کھیوڑہ سے کرک وکوہاٹ تک چشمے ومندر موجود ہیں لیکن ان کے برعکس پہاڑ کیقریب میدانی علاقوں میں موجود زیرزمین اور چشموں کا پانی کھارا نمکین ہے۔ جب کہ جہلم دریا بھی اس سلسلہ سے 40 کلومیٹرز کے فاصلے سے بہہ رہا ہے۔ 300 کلومیٹر لمبے نمکین پہاڑ کی بنیاد میں ایک ہزار کلومیٹر ہم چورس رقبہ میں پانی کی زیرزمین سطح 3 سے 8 فٹ ہے اور زمین کے اوپر تقریبا پورا سال پانی ہوتا ہے اور یہی پانی مختلف مقامات پر جھیلوں کی شکل میں کھڑا ہوتا ہے۔اور اس رقبہ میں زمین عموما غیرآباد وبنجر ہے۔لیکن پہاڑوں کی بنیادی ساخت میں کیچڑ اور ریت والی مٹی ہے۔ جہاں قدیم لمبے 6 سے 8 فٹ چوڑے درخت بھی ہیں۔ان میں ہر قسم کا درخت ہے جڑی بوٹیاں بھی ہیں اور یہاں آباد زمین میں جوار، گندم کماند (گنہ) چاول، کپاس، دالیں اور سبزیاں وغیرہ ہوتی ہیں ہر قسم کے پرندے وچرندے بھی ہوتے ہیں، جبکہ کھیوڑہ کے میدانی علاقوں میں روال سے نزدیک حضرت حام بن نوح کلر کہار، میانی اور ملکوال میں 6 9 و 12 گز کی 15 لمبی قبریں اور 300 کلومیٹر پہاڑ کے رقبہ میں بھی مختلف مقامات پر 9 گز کی قبریں موجود ہیں اور اسی طرح کی قبریں لکی، آمری، جھمپیر، جھرک، بہاولپور، (پنجاب) بولان (بلوچستان) کچھ بھوج اور دوسرے علاقوں میں بھی موجود ہیں یہ عجیب اتفاق ہے۔لکی، گاجی شاہ اور بڈو جبلن کی ایریا میں قدیم جانداروں ڈائنوسارس اور دوسرے جانداروں کے فوسلز، معدنیات تیل گیس، نرم وسخت پہاڑ موجود ہیں اور یہی تمام چیزیں لکی آمری، جھمپیر، رنی کوٹ، کھیرتھر، ننگرپارکر اور دوسرے سندھ کے پہاڑی سلسلوں میں بھی موجود ہیں انسانوں کی ابتدائی رہائش گاہیں (غاریں) بھی موجود ہیں۔جبکہ کھیوڑہ کے نمکین پہاڑ 8 سو ملین برس قدیم ہیں۔

حضرت نوح کے متعلق آخری حقائق

حضرت نوح کا قدیم وعظیم مملکت سندھ سے گہرا تعلق ہے، اسی بنیاد پر ہمارے ایک مقامی محقق فقیر غلام نبی سہتو نے اپنی تحقیقی کتاب سندھ حضرت نوح جی نظر میں لکھی، جس میں انہوں نے مذہبی و تاریخی کتب خصوصا قرآن کریم، تاریخ طبری، تاریخ ابن خلدون سے ثابت کیا کہ حضرت نوح سندھ میں تھے۔ طوفان نوح بھی سندھ کی سرزمین پر اختتام پذیر ہوا، کشتی نوح سندھ کے پب جبل پر لنگر انداز ہوئی۔ اگر اب بھی نہ جاگے مع کلکی اوتار، میں قاضی اطہر مبارکپوری کی کتاب خلافت راشدہ و ہندوستان کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ؛

یاقوت حموی نے لکھا ہے کہ بوقیر بن یقطن بن حام بن نوح کی اولاد میں سندھ و ہند دو بھائی تھے جن کے نام پر یہ دونوں ممالک مشہور و منسوب ہوئے (ص 55)1

کیا یہ تمام روایات اور حقائق یہ ثابت نہیں کرتے کہ طوفان نوح سے پہلے اور بعد میں بھی حضرت نوح کا تعلق قدیم سندھ سے رہا ہے۔۔۔؟ 2

دنیا کے تمام علما اور محققین نے حضرت آدم و حضرت نوح کو قدیم سندھ میں دکھایا ہے، کسی نے بھی چین، روس، جاپان، افریقہ، عرب، یورپ یا امریکہ وغیرہ میں نہیں دکھایا سوائے سندھ (ہند) کے اس وقت کے انسانوں کے قد 60 60 گز لمبے اور عمریں ایک ہزار سال سے بھی زائد تھیں۔ حضرت موسیٰ کے دور میں عوج بن عنق کا قد 3 ہزار 3 سو 30 گز لمبا تھا، سمندر میں پانی ان کے پاؤں کے ٹخنوں تک آتا تھا ان کی عمر 3 ہزار 5 سو برس تھی۔ طوفان نوح میں سے صرف یہی لمبے قد کے باعث بچ گئے۔ ان کو حضرت موسیٰ نے قتل کیا چونکہ وہ اہل ایمان نہیں تھا۔

میں (مصنف) خود 10 برس مسلسل اس ضمن میں تحقیق کے لیئے ان تمام علاقوں اور ممالک کے مختلف حصوں میں جاتا رہا ہوں۔ گجرات، کھیوڑا، لاہور، بہاولپور، جھمپیر، لکی، جھرک، گجو، ننگر پارکر، جھنجھ، لکھپت، نکھڑانی، رامپور وغیرہ میں 10 -9 15 -13 -12 20 26 -22 گز تک کی تقریبا 79 قبریں دیکھ چکا ہوں۔

حضرت حام بن نوح کی قبر اور ابوریحان البرونی کا دنیا کی گولائی ناپ کر بیچ / مرکز (Center) قرار دی ہوئی ایریا باغاں والی درروال کے ایریا جو کہ اسلام آباد سے 160 کلومیٹر اور لاہور سے 250 کلومیٹر لہ انٹرچینج) موٹروے (سے تقریبا 73 کلومیٹر اور پنڈدادن خان سے 45 کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔

اس کی لاش 40 سال پہاڑ کی مانند پڑی رہی اور گوشت گلنے کے بعد یوشع بن نون نے انکے پیٹھ کی ہڈی کو مصر ملک کے نیل دریا کے اوپر پل کے طور پر استعمال کیا تھا جو کہ بہت عرصہ تک پل کا کام دیتا رہا یہ حضرت آدم کی بیٹی صفوراں کا بیٹا تھا۔اور باپ کا نام عنق تھا یہ حضرت آدم کے دور سے حضرت موسیٰ کے زمانہ تک زندہ رہے۔معارج النبوت میں
انکے والد کا نام شعبان اور ماں کا نام عنق لکھا گیا ہے۔

جبکہ صفوراں اور شعبان بھی خالص سندھی نام ہیں جو کہ اولا د حضرت سندھ میں مروج ہیں۔تفسیر تنویرالایمان کے مفسر مخدوم محمد عثمان نورنگزادہ نے بھی ان کا ذکر طوفان نوح کے طور پر کیا ہے۔

طوفان نوح کے حقائق کے متعلق مغربی مفکرین نہایت ہی شش و پنج میں رہے ہیں چونکہ وہ دین و مذہبی کتب سے دور رہے ہیں لیکن ان میں سے حقیقت پسند بھی ہیں جو اس ضمن میں متفکر ہیں، ان کے اس تفکر اور پریشانی کو بیان کرتے ہوئے ایک مقامی مورخ و محقق اپنی تصنیف تاریخ کا سفر میں لکھتے ہیں۔

جدید محقق اور سائنسدان بالخصوص مغربی مفکرین ایک عرصے تک طوفان نوح کے منکر رہے۔لیکن انیسویں و بیسویں صدی عیسوی میں ہونے والی تحقیق نے انہیں چونکا دیا کہ ہزاروں سال قبل ایک ایسا طوفان آیا تھا، جس نے روئے زمین کی ہر شے غرق کردی تھی۔قرآن مجید اور اسلامی تواریخ اس واقعہ کو طوفان نوح کے نام سے یاد کرتی ہیں، جو اللہ تعالی کے برگزیدہ نبی حضرت نوح کی سرکش قوم پر بصورت عذاب مسلط کیا گیا تھا۔قرآن مجید کی سورتوں الاعراف، ہود، مومنون، الشعرا، القمر اور نوح میں حضرت نوح اور انکے طوفان کا ذکر موجود ہے۔
لطف کی بات یہ ہے کہ بائیبل، توریت بھی طوفان نوح کی گواہی دیتے ہیں تاہم ان کے محققین طوفان کو بالاتفاق ایک روایت قرار دیتے رہے ہیں۔لیکن اگر بغور جائزہ لیا جائے تو روایات،

1۔خلافت راشدہ اور ہندوستان، مصنف قاضی اطہر مبارکپوری بروا لمصنفین دہلی 1972ع (ص55)
2۔اگر اب بھی نہ جاگے تو معہ کلکی اوتار، مصنف علامہ شمس نوید عثمانی (ص68) احباب پبلیشر لاہور۔

تخیلات سے جنم نہیں لیتیں بلکہ تجربات ہی روایات کی بنیاد بنتے ہیں۔اس لیئے بعض حقیقت پسند مغربی مفکرین اب بھی اسی شش و پنج میں ہیں کہ وہ اس طوفان کو کیا رنگ دیں۔(ص 9395)1

لہٰذا تاریخ و تحقیق کسی مغربی مفکر کا انتظار نہیں کرتی اور وہ وقت آنے پر تمام حقائق عیاں ہی کر دیتی ہے۔قرآن اور توریت کے یہ مفکرین اب نہ صرف اس موضوع پر درجنوں تحقیقی کتابیں اور سینکڑوں مقالے تحریر کر چکے ہیں بلکہ طوفان نوح کے اسباب، اس کے حقائق واقعات، زمین اور کائنات پر اس کے اثرات اور طوفان کے بعد انسانی زندگی کے ارتقا کے حوالے سے مسلسل تحقیق اور جستجو میں مصروف ہیں انیسویں صدی میں ارارات (کوہ جودی) دریافت ہوا، پھر نوح کی کشتی کا سراغ ملا جبکہ 12 ستمبر 2001ع کو ماہرین آثار قدیمہ نے بحیرہ اسود کی تہہ میں سطح سمندر سے 300 فٹ نیچے انسانی ہاتھوں کے بنے ہوئے ایک ڈھانچے کے کچھ حصے دریافت کر لیئے جس سے ان کے نظریات کو تقویت ملی کہ کم و بیش 7500 قبل مسیح میں ایک ایسا طوفان آیا تھا جس کا حجم اور تباہ کاریاں عقل انسانی سے بعید تھیں۔

باب پنجم

حضرت آدم کے متعلق مذہبی و تاریخی دستاویزات

جیسا کہ حضرت آدم تمام روئے زمین کے آدمیوں کے مورث اعلیٰ ہیں۔ سندھی میں اسے انسانن جو ابو عربی میں ابوالبشر فارسی میں جیومرث ہندی ہیں شیو شنکر خاص خطابات سے یاد کرتے ہیں۔ دنیا کے مذاہب وفرقوں میں ان کا ذکر انسانی ارتقا کے لیئے مسلمہ ہے۔ چونکہ آپ کے ذکر کے سوانسل انسانی اور آدم کی ارتقا بے معنی اور بیسود ہے۔ سوائے بے دین وملحدوں کے ان کے وجود انسانی کا کوئی بھی منکر نہیں، ملحدوں پر تو کوئی گلہ نہیں چونکہ وہ تو خود خدا تعالیٰ کے وجود سے ہی منکر ہیں۔ دین اور تاریخ سے منسلک کوئی بھی آدمی حضرت آدم کے وجود کا انکاری نہیں۔

ہندی مذہبی و تاریخی دستاویزات میں حضرت آدم

جیومرث آگاہ فارسی (مجوسی) کتب کی طرح ہندی کتب میں شوشنکر بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ ہندی لوگوں کا بھی یہ دعوی ہے کہ پرماتما (اللہ) نے سب سے پہلے شیوسنکر (آدم) کو گارہ ومٹی سے پیدا کیا اور ان میں سے شکتی ست روپا (حوا) بنا کر خفیہ طور پر رکھ دی۔ شیو (آدم) کی تنہائی والی اداسی ہونے کے وقت ان کے جسم میں سے ست روپا، پاروتی (حوا) نکالی۔ جس کو شکتی، پاروتی، اماں بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سندھی میں اماں ہے بقول انکے ویدوں کی زبانی کے کہ شیوشنکر (آدم) کو پرماتما (اللہ) نے اپنے ہاتھوں سے ناد کے علاقہ میں تخلیق کیا جسکو سندھی لوگ ادن کہتے ہیں یہ وہ ناد ہے جسکے معنی ادن (بہشت باغ) ہے جسکو انگریز ناڈ اور عرب لوگ عدن کہتے ہیں۔

بقول ایڈلنگ کہ پہلا انسان (آدم) مشرق میں پیدا ہوا جسے وادی سندھ کہتے ہیں۔ بھیرومل مہرچند آڈوانی نے اپنی تصنیف ،قدیم سندھ، میں بھی اسی طرح کا اظہار کیا ہے صفحہ 11-12

1 تاریخ کا سفر مصنف ذوالفقار ارشد گیلانی ص 95 -93 علم دوست پبلی کیشن لاہور سنہ 2003

میں مذکور ہے کہ شیو وشکتی وادی سندھ میں پیدا کیئے گئے۔ یہ ادن (ناڈ) پراچین سندھ ملک کا حصہ تھا جسے کشمیر کہتے ہیں۔ یہ عدن سندھو ملک کا وہ حصہ ہے جہاں 4 ورن (دریا) نکلتے ہیں جس میں سے سپت سندھو بھی ایک ہے۔ جسے عرب لوگ سیحون کہتے ہیں ان کی مزید تفصیل سندھو تہذیب انکے قبائل ابڑو تاریخ میں عنقریب آئینگے۔

حضرت آدم کی تخلیق رسالت ونبوت کے وقت دنیا کی زمین ودھرتی کو سرزمین سندھ کہتے تھے تمام انسان ساری دنیا میں سندھ ملک سے ہجرت کر کے گئے۔ اسطرح طوفان نوح کے بعد بھی حضرت نوح کی اولاد سندھ میں سے ترکی، عربستان، آفریکا، برطانیہ، یورپ اور ہندوستان (ہند) ہجرت کر گئی۔ ہندی سنسکرت و پراکرت ادب میں لکھا گیا ہے کہ شوشنکر (پہلا انسان) ہے جسے پرتھوی کی مٹی وگارے سے پرماتما (اللہ) نے خود اپنے ہاتھوں پرتھوی کے اس حصے میں بنایا جسکو ویدوں میں ناڈ لکھا گیا ہے۔ سندھی لوک اسے (عدن/ادن) کہتے ہیں (جو کہ دلمون دیش، امرت دیش یا سندھو دیش پکارا جاتا ہے) جسے اب کشمیر کہتے ہیں۔ واقعی یہ باغ عدن ہے جس کو یورپ میں ناڈ کہتے ہیں عرب لوگ ادن کو الف کے بجائے ع سے عدن کہتے ہیں۔

تخلیق آدم کے وقت عدن وعرب علاقے برف پوش تھے ان میں سے عیاں ہوا کہ آدم کے وقت عدن وعرب علاقے برف پوش تھے۔ ان میں سے عیاں ہوا کہ آدم کا مجسمہ پہلے والی مٹی سرزمین سندھ سے حضرت جبرائیل نے اٹھائی اور اس میں پاک روح Life Cell ڈالا، ہندی، بابلی، یونانی دھرمی کتب کے مطابق شیوشنکر (آدم) اور ست روپا (حوا) کو دس عدد جوڑے اور تنہا بیٹا سورج گنیش سیت (سندھ) شیش سرزمین سندھ پر پیدا ہوا۔ شیو شنکر نے سات پشتیں دیکھیں اور ان پر 21 صحیفے نازل ہوئے تمام ایک لاکھ بیس ہزار انسان تھے۔

سوریم بھو (قابیل/قابل/قائین) اور پریاورت ہابل (بابیل) کی قربانی بھی سندھ کے کھیر تھر جبل پر ہوئی۔ پہلا قتل ہابیل یعنی (پریاورت) کا سندھ کی سرزمیں پر ہوا۔ کوا جو کہ خالص سندھ کا پرندہ ہے اور جس کا ذکر آخری الہامی کتاب قرآن کریم میں بھی ہے، ہندی مفسر

کہتے ہیں کہ سوریم بھو یعنی قابیل کھیر تھر کے پہاڑ اور جھنگلات میں دوڑتے رہے وہاں کوے کو دیکھا کہ گڑھا کھودتے ہوئے دوسرے مرے ہوئے کوے کو دفن کررہا ہے، اسے دیکھ کر اپنے بھائی پریاورت (ھابیل) کو دفنا دیا اور فرار ہو گئے یہ جگہ لکی کے پہاڑی سلسلوں میں موجود ہے جسے کا سبوجبل کہتے ہیں اور اسے قاسبوبھی کہتے ہیں۔ کاسبے کا علاقہ جو ہی تحصیل ضلع دادو میں ہے۔ انسانوں کی پہلی قبروزیارت گاہ بھی سرزمین سندھ پر بنی (اب ہابیل کے مقتل کی جگہ عراق میں کہتے ہیں اور کچھ دمشق میں بھی کہتے ہیں) لکی کے پہاڑی سلسلہ میں شوآستان (یعنی آدم وشیش کی رہائش گاہ) حالیہ سہون کے نزدیک ہے ہندی روایات کے مطابق سوریم بھو قابیل دلمون کی طرف جا کر چھپجو کہ سندھ ملک کی مشرق میں تھا وہاں اس کی 6 نسلیں پیدا ہوئیں، پہلا بیٹا حنوک (ادریس) پیدا ہوا۔ ان سے تامیر (تلمبہ) ان سے مہا ایل ان سے متوسا ایل اور ان سے ایشور (لمک) نوح کا باپ پیدا ہوا۔ لمک کی دو بیویاں بتاتے ہیں ایک بیوی سے زلہ اور دوسری میں سے ادوان سے یوبل جو کہ خانہ بندوش کہلانے لگے۔ زلہ میں سے بل قائن اور نغمہ جس کی اولاد نے بانسری، الغوزہ، مرلی (بین) اور بوڑینڈو (سندھی ساز جو کہ آج بھی اسی شکل میں موجود ہے) بنائے بل قائن کی اولاد نے کلہاڑیاں، تیر کمان، تلواریں، نیزے اور گھوباٹے وغیرہ بنائے۔ آریہ ڈاکٹر لعل بخش ناٸج ناٸج نامہ قلمی میں لکھتے ہیں کہ یہ نسل طوفان منو (نوح) میں تباہ ہوگئی۔

شیوشنکر پہلا آریا یعنی وحدانیت کا پیروکار تھا جس نے پرماتما کے سیدھے الفاظ (وحی) اور احکام سنے آدم پہلا جاٹ گندم گون تھا جس نے زراعت کی، 7 پشتیں دیکھیں اور چالیس ہزار سال عمر گذاری اور کھیر تھر یعنی ڈاڑ ہیارو پہاڑ میں مدفون ہوئے۔ 1

ڈاڑ ہیارو پہاڑ موجودہ ضلع وتحصیل قمبر سندھ کے نزدیک ہے ڈاڑ ہیارو کو قیس بھی کہتے ہیں۔ جہاں ایک پہاڑی پر کتے کی مشہور قبر بھی ہے۔ اور وہ غار بھی ہے جہاں ایمان والے آکر چھپے تھے۔ اس لئے اس پہاڑی سلسلے کو لِک Lick (چھپنا) یا لکی Lickea (یعنی چھپنے کی جگہ) جو کہ موجودہ لکی (Lucky) کے پہاڑ بھی کہتے ہیں، ہوسکتا ہے یہ اصحاب کہف کی جگہ ہو (تحقیق

طلب ہے) واللہ عالم تخلیق، انسان (آدم) آخری مخلوقات میں شمار ہوتا ہے۔ معارف سرائیکی کے مصنف ضامن شاہ حسینی کے بقول اصحاب الرس سندھی تھے اس نے ثابت کیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ڈاڑ ہیاروہ پہاڑوں میں جہاں کتے کی قبر ہیوہاں غار بھی ہے وہ اصحاب کہف کا غار ہو تحقیق طلب مسئلہ ہے۔

یہ بات یہاں واضح ہوتی ہے کہ آریا لفظ کی سب سے پہلے بنیادی معانی ہے وحدانیت کا پیروکار، ایک خدا کی پرستش کرنے والا اس ضمن میں تاریخ حضرت سندھ کے مصنف لکھتے ہیں کہ؛

آریا کوئی قوم ونسل نہیں جیسے درباری مورخوں نے انہیں بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے۔ آریا سندھی (سریانی) قوم کا خطاب ہے۔ جس کی معانی ہے خدائے وحدانیت کا پیروکار یا مہذب آدمی۔ (ص135)

مذکورہ حوالہ جات سے ہندی مذہبی وتاریخی دستاویزات سے حضرت آدم کے نام اور جسم خاکی کے متعلق نشاندہی ہوتی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آدم محض ایک طبقے کا نام نہیں نسل انسانی کا نام ہے۔

کچھ لوگ خصوصا سردار (سندھی) کا خیال ہے کہ حضرت آدم کو سندھ نامی بیٹا علیحدہ بھی تھا۔ ان کا محض علامہ سیوطی پر انحصار ہے۔ جبکہ کسی بھی تاریخی کتاب میں ایسی روایات موجود نہیں۔ تاریخ طبری عرب تاریخ کی مستند کتاب ہے اس میں بھی سندل اور ہذر نام آئے ہیں سندھ وغیرہ نہیں، طبری نے (ص93) میں حضرت آدم کی مرد اولاد کے نام سے لکھا ہے (1) قین (2) ہابیل (3) شیش (4) آباد (5) بالغ (6) اثانی (7) تو بہ (8) بنان (9) شبوبہ (10) حیان (11) ضرارلیس (12) حذر (13) یجود (14) سندل (15) باروق اس میں سے شاید سندل کو (سردار سندھی) سندھ سمجھ بیٹھے ہیں اور اس پر کتھ لگا کر جم بیٹھے ہیں ان کی اولاد کی نشاندھی بھی نہیں کرتے۔ لہذا ان کا یہ محض خام خیال ہی ہے

1 ناتچ نامہ قلمی آریہ ڈاکٹر لعل بخش ناتچ

2 معارف سرائکی۔ ضامن شاہ حسینی

عربی دستاویزات

عربی اسلامی و تاریخی کتب میں آدم کے نام کی بڑی اہمیت ہے اصطلاحی زبان میں اسے ابوالبشر یعنی آدمیوں کے باپ کہتے ہیں۔ عربی کی تمام تاریخی دستاویزات نشاندھی کرتی ہیں کہ دادا حضرت آدم ہندوستان (سندھ) میں نازل ہوئے اس ضمن میں تاریخ طبری کی بہت اہمیت ہے تاریخ ابن خلدون کا مصنف علامہ عبدالرحمان بن خلدون گواہی دیتے ہیں کہ میں نے تاریخ طبری کو اس لیئے بہت مستند پایا ہے کہ اس کے حوالہ جات قرآن کریم، حدیث اور توریت شریف پر مبنی ہیں۔ لہذا تاریخ طبری کے اردو تراجم یہاں (سندھ پاکستان) میں بہت ہوئے ہیں کچھ کراچی اور کچھ لاہور سے دارالاشاعت اردو بازار کراچی، مئی 2011 میں دو مترجمین مولانا محمد اصغر مغل اور مولانا اعجاز احمد صمدانی نے مشترکہ ترجمہ کیا ہے۔ جلد اول (حصہ اول) میں حضرت آدم کے متعلق ص 49 سے 100 تک بہت بڑا ذکر ہے۔ لہذا وہ آدم کے سندھ میں اتارے جانے سے متعلق لکھتے ہیں کہ:

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے آدم کو زمین کی طرف اتارا اور اس کے اترنے کی جگہ سرزمین سندھ (ہند) تھی۔ حضرت علی سے مروی ہے کہ زمین میں سب سے عمدہ جگہ ہوا کے اعتبار سے سندھ (ہند) ہے اللہ تعالی نے یہاں آدم کو اتارا تھا اور یہاں کے درختوں کو جنت کی ہوا سے معلق کیا (ص 81)1

مذکورہ حوالہ میں دو معتبر راویوں سے تاریخ طبری نے حضرت آدم سے متعلق حقائق بیان کیئے ہیں۔ ان میں سے حضرت علی کی شخصیت نہ صرف دامادِ رسول ﷺ کی حیثیت سے عیاں ہے بلکہ شیر خدا کی نسبت سے دنیا میں جانی جاتی ہے۔

عرب تاریخی دستاویزات ہوں یا اسلامی روایات سندھ و ہند کی اصلیت سے متعلق

---

1 تاریخ نامہ، قلمی، مصنف آریا ڈاکٹر لعل بخش تاریخ سندھی۔

2 تاریخ حضرت سندھ (حصہ دوئم) مصنف جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی ص 135 فاران پبلی کیشن ہنگورجہ سندھ 2012

جس طرح واضح طور پر ان کتب میں لکھا گیا ہے وہ کسی دوسری کتب مثلاً یونانی یا دوسرے مغربی یورپی میں نہیں لکھا گیا۔ یونانی مورخین نے سندھ کی تاریخ پر اس وقت لکھا جب انکے فاتح الیگزینڈر Alexander سندھی میں عرف عام نام کے طور پر سکندر یونانی نے جب سندھ اور دنیا کے دوسرے ممالک پر اپنے فاتحانہ حملے کیئے۔ حضرت آدم کی تاریخ سے متعلق انہوں نے کوئی نشاندھی نہیں کی محض ہندوں کی طرح دیومالائی کہانیوں پر انحصار رکھتے ہیں۔

مجوسی فارسی مذہبی تاریخی دستاویزات

فارسیوں جن کا تعلق مجوسی مذہب زرتشت یعنی آتش پرستی بن گیا تھا۔ ان کی مذہبی کتاب زند اوستا ہے یہ مجوسی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہندوستانیوں کو گمراہ کر کے آتش پرستی سکھائی۔ اس ضمن میں تاریخ فرشتہ کے مصنف لکھتے ہیں کہ؛

چونکہ حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے (حضرت ہند) نے اپنے بزرگوں کو خدا کی عبادت اور اطاعت گزاری کرتے ہوئے سنا اور دیکھا تھا۔ لہذا وہ خود بھی اسی راہ پر گامزن رہا اور اس کی اولاد بھی کئی نسلوں تک اسی مشرب کی پیروی کرتی رہی۔ مہاراج کے زمانے میں ایران)فارس (کا ایک شخص ہندوستان آیا اور اس نے یہاں کے لوگوں کو آفتاب پرستی کی تعلیم دی اس کی تعلیم کو بہت فروغ حاصل ہوا یہاں تک کہ ستارہ پرست لوگ بھی آگ کی پرستش کرنے لگے۔ (ص35)1

مذکورہ حوالہ میں دو اہم باتوں کی نشاندھی ہوتی ہے پہلی یہ کہ حضرت نوح کا پوتا حضرت (ہند) اہل ایمان تھا، جسے آج کے مفہوم میں مومن یا مسلمان کہا جاتا ہے۔ لہٰذا اولاد ہند پہلے اہل ایمان تھے بعد میں فارس سے ان کو گمراہی آئی۔ اس کی مزید تفصیل شہرہ آفاق کتاب اگر اب بھی نہ جاگے تو مع کلکی اوتار۔۔۔ علامہ شمس نوید عثمانی کی تصنیف میں ہے اس سے مزید استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا تذکرہ ہے مجوسی کتب و تاریخ کا تو حضرت آدم سے متعلق ان کا کیا نام ہے یہ تاریخی طبری سے سنیئے وہ لکھتے ہیں کہ؛

تاریخ طبری: مصنف علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری (ص 81) مترجمین مولانا محمد اصغر مغل و مولانا اعجاز احمد صمدانی دارالا شاعت اردو بازار کراچی 2011۔

اکثر علمائے فارس کا کہنا ہے کہ جیومرث وہ آدم ہی ہیں، جیومرث کے بارے میں ان کے علاوہ بہت سے اقوال ہیں کہ دنیا جیومرث کے زمانے سے باقی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جیومرث دراصل آدم ہی ہیں ص 110- 93

مذکورہ حوالہ جات سے عیاں ہوا کہ مجوس کتب میں حضرت آدم کو جیومرث نام سے لکھا گیا ہے۔ چونکہ آدم کسی فرد واحد کا محض نام نہیں یہ نسل انسانی کی ارتقا کا بھی نام ہے۔

فارس کے لوگوں میں جب ہدایت کے بعد گمراہی کود پڑی تو وہ آتش پرست بن گئے، زرتشت ان کا سربراہ رہا۔

تاریخ فرشتہ: مصنف ملا محمد قاسم ہندوشاہ فرشتہ (ص 35) المیزان پبلشر لاہور 2004

باب ششم 6

ارتقائی مرکز سندھ اور حضرت آدم سے متعلق مشترکہ حقائق

سرزمین سندھ پر جب حضرت آدم کا نزول مبارک ہوا تب سندھ کی سرزمین ارتقا کا مرکز بن گئی، چونکہ آب و ہوا کی نسبت سے یا سائنسی نقطۂ نگاہ سے یہ سرزمین نہ صرف برف پوش تو دوں سے آزاد تھی بلکہ خشک (گرم) ہونے کے باعث انسان اور حیوانوں کی پیدائش ونشونما کے لیئے مناسب خطہ ارض تھا۔ اسی ضمن میں تاریخ طبری نے حضرت علی کی روایت سے جو بیان فرمایا ہے کہ:

حضرت علی سے مروی ہے کہ: زمین میں سب سے عمدہ جگہ ہوا کے اعتبار سے سندھ (ہند) ہے اللہ تعالی نے یہاں آدم علیہ السلام کو اتارا تھا اور یہاں کے درختوں کو جنت کی ہوا سے معلق کیا (ص 81) 1

اس شہادت سے ہی سندھ کی سائنسی طور پر دنیا میں ارتقائی عمل کا مرکز سامنے آجاتا ہے۔ ایک بڑی تاریخی سند کا حامل بھی ہے کہ ایک بڑی شخصیت جسے اللہ تعالی کے شیر خدا کے خاص خطاب سے دنیا جانتی ہے کی روایت سے سندھ کی عظمت اور ارتقا کا بیان فرمایا گیا ہے اور اسی طرح نامور سائنسدان ابوریحان البیرونی نے دنیا کی گولائی ناپ کر باغان والی وروال کی ایریا سندھ سرزمین کو دنیا کا بیچ قرار دیا تھا۔ یہ سب باتین وحقائق کیوں ملتے جلتے ہیں۔ ان سے متعلق مذہبی کتب اور تاریخی دستاویزات نشاندھی کرتی ہیں۔

سندھی (سریانی) زبان کے متعلق تحقیق

سریانی لفظ پر اب بہت بڑی تحقیق ہوئی ہے کہ یہ سندھی زبان سے پرانہ قدیمی نام ہے اس ضمن میں شہر آفاق کتاب تاریخ حضرت سندھ حصہ چہارم میں بیان کیا گیا ہے کہ:

تاریخ طبری: مصنف علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری ص 110 -93 مترجمین اردو مولانا محمد اصغر مغل و مولانا اعجاز احمد صمدانی دارالاشاعت کراچی 2011۔

دنیا کے گولے پر تین زبانین ایسی ہیں جو کہ کسی قوم، ملک سے منسوب نہیں وہ ہیں سریانی، عبرانی اور سنسکرت۔ یہ یا تو کسی زبان کے دوسرے عرف نام ہیں یا پھر کسی زبان کی شاخیں۔ان میں سے

سنسکرت سندھی اور ہندی زبانوں کا مکسچر ہے، جس کو ملاوٹی زبان کہتے ہیں۔انکے بعد عبرانی حضرت ابراہیم کے دریا عبور کرنے کی وجہ سے عبرانی کہلائی گئی جبکہ حضرت ابراہیم کی اصل زبان سریانی (سندھی) تھی۔اب رہی سریانی تو یہ سندھی زبان کا قدیم یا عرف نام ہے، چونکہ سریانی کا مفہوم سے خفیہ زبان اللہ تعالی نے حضرت آدم کو مخفی طور پر جن اشیا کے نام بتائے جن کا اشارہ قرآن کریم کی سورت البقرہ آیت 31 تا 34 میں ہے، جس کو فرشتے نہیں سمجھتے تھے۔سندھی زبان پر سریانی نام پڑنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے جیسا کے فارسی زبان کو عرف عام کے طور پر پہلوی بھی کہتے ہیں جسے فارس کا بادشا رضا شاہ پہلوی کہلاتا تھا۔(ص203)1

مذکورہ حوالہ کے بعد ہم جب اور علما کی تحاریر پر نظر ڈالتے ہیں تو بہت سے علما کا خیال ہے کہ آدم اور حوا عربی زبان کے الفاظ بلکل نہیں۔قصص القرآن کے صفحہ 22 پر حافظ ابن حجر کے مطابق:۔

آدم وحوا سریانی (قدیمی سندھی) کے الفاظ ہیں نا کہ عربی کے،سندھی علما کا دعوی ہے کہ آدم وحوا سندھی سرائیکی کے الفاظ ہیں۔

سریانی سے متعلق تاریخ طبری اور تاریخ ابن خلدوں میں اسطرح شہادتیں موجود ہیں۔ ابن خلدوں کا کہنا ہے کہ سریانیوں (سندھیوں) کی نسبت سے مسعودی کہتا ہے کہ طوفان نوح کے بعد دنیا میں سب سے پہلے سریانیوں (سندھیوں) نے بادشاہت کی ہے۔ان کے نو (9) حکمرانوں کے نام عجمی ناموں میں تحریر کئے گئے ہیں شوشان (شیر خان) کے بارے میں وہ تحریر کرتا ہے کہ چونکہ سریانی (سندھی) سب سے مقدم ہیں اسی وجہ سے تمام پرانی چیزیں مثلاً لغت، جادو،

تاریخ طبری: مصنف علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری (ص 81) مترجمیں اردو مولانا محمد اصغر مغل ومولانا اعجاز احمد صمدانی در الاشاعت کراچی 2011

خط وغیرہ ان کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں۔3 (ص 205 - 104)

مذکورہ حوالہ جات سے عیاں ہوتا ہے کہ عرب تاریخ کی دو مستند کتابیں طبری وخلدون سندھی (سریانی) کی نسبت سے ثبوت فراہم کرتی ہیں چونکہ سندھی سب سے مقدم اس لیئے ہے کہ دنیا کا مرکز بھی سندھ میں ہے۔ آدمیوں کا ابا حضرت آدم بھی سندھ میں نازل ہوا۔ حضرت نوح نے بھی سندھ میں جودی پر کشتی ٹھہرنے کے بعد بودوباش اختیار کی۔

اور یہ جوعندیہ ہے کہ پرانی (قدیمی) چیزیں مثلاً لغات (ڈکشنری) جادو اور تحریری خط بھی سندھیوں کی نشانیاں ہیں اگر یہ نشانیاں دوسری قوم سے نہیں ملتی تو یہ جان لینا چاہیئے کہ (سریانی) لفظ بھی سندھی زبان اور سندھی قوم سے منسوب ہے۔ اگر کسی کے پاس اتنے واضح ثبوت ہوں تو وہ عیاں کریں، نہیں تو سریانی کو سندھی ہی فرض کر لینا چاہیئے۔

آدم لفظ کی یا آدمیت کی درست معانی بھی سندھی سے عیاں ہوتے ہیں: آد = مٹی + مت =پانی اس میں سے عیاں ہوتا ہے کہ آدم مٹی اور پانی سے بنا ہوا ہے مطلب کہ آدم اور حوا دونوں خالص سندھی زبان کے الفاظ ہیں۔ عبرانی میں بھی آدم کا مطلب مٹی کا بنا ہوا کہتے ہیں۔ عبرانی کی خالق بھی سندھی زبان ہے۔ عرب آدم کو آدیم العرض کہتے ہیں جس کے بھی معنی ہیں زمین سے تخلیق شدہ۔ آدم جس سرزمین پر عارضی مہمان تھے وہ (ادن) باغ عدن بہشت کہلاتی تھی۔ عام طور پر لوگ ومفکران کو جنت الماوی کہتے ہیں یہ سرزمین سندھ کا ایک ٹکڑا کشمیر تھا جس کو سندھ میں ادن کہتے ہیں۔ سمیری تحاریر کے مطابق اور توریت کی زبانی آدم کا بوتا مجسمہ سرزمیں سندھ میں بنا اور پاک روح بھی اس سرزمین سندھ میں ڈالی گئی۔ سرزمین سندھ مشرق میں ہے جہاں بارش بہت ہوتی ہے۔

آدم نے فرشتوں سے سندھی (سریانی) زبان میں بات کی جو نہ سمجھ سکے مسلمان

تاریخ حضرت سندھ (حصہ چہارم) مصنف جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی ص203

قصص القرآن: حافظ ابن حجر ص 22

تاریخ حضرت سندھ مصنف جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی ص 205 حضرت سندھ اکیڈمی کندھ کوٹ 2011

یہودی و نصرانی علماء کے مطابق آدم کو غلطی کرنے پر سراندیپ سندھ، حوا کو کوہ عرفات شیطان کو ہندوستان، مور کو فارس و سندھ میں اتارا گیا۔ ایک روایت کے مطابق آدم و حوا 500 برس کے بعد عرفات پر ملے لیکن ہم اس پر اتفاق نہیں کرتے چونکہ حضرت آدم کے کتنے ہی بیٹوں پوتوں نواسوں کی قبریں حیدرآباد سندھ کراچی کے جزائر قدیم سندھ (حالیہ پنجاب کے گجرات) نزد بڑیلا شریف، روال کھیرتھر کے پہاڑوں، لکی شاہ صدر کی غاروں جھمپیر ہندوستان کی سندھ کی سرحدوں سے ملحقہ شہروں آیودھیہ / فیض آباد جہاں بابری مسجد ہے گجرات صوبے کے شہر منڈا، بہاولپور ،دادو، لاڑکانہ، قمبر شہدادکوٹ، اضلاع میں اور قدیم سندھ کے دوسرے علاقوں میں موجود ہیں۔

مذکورہ تمام علائے قدیم سندھ کے حصے رہے ہیں۔

لکی، سہون، گورکھ، لاہوت کی طرف، کھیوڑا، کوہاٹ، سوات، مٹھ تھرپاکر اور دوسرے علاقوں میں شیو شنکر (حضرت آدم) کے مندر شیش کے یادگار موجود ہیں۔

سندھی (سریانی) سے متعلق تاریخ طبری و ابن خلدون کی شہادت سندھی زبان کی قدیم پہچان سریانی نام سے بھی ہے۔ اس ضمن میں اب جدید سائنسی تحقیق ہوئی ہے۔ ان کے حوالہ جات تاریخ طبری و ابن خلدون میں بخوبی دیکھے جا سکتے ہیں۔ اور واضح کرتے ہیں کہ سندھ و ہند علحدہ ملک تھے۔ ہند کے بادشاہ ریبل کی بھی نشاندھی کرتے ہیں۔ اس ضمن میں طبری لکھتے ہیں کہ؛

ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر رسولوں میں چار رسول سریانی (سندھی) ہیں 1 حضرت آدم 2 حضرت شیش 3 حضرت نوح 4 حضرت اخنوخ یعنی حضرت ادریس جنہوں نے سب سے پہلے قلم سے لکھائی کی۔ (ص195) 1

یہاں طبری نے چار بنیادی رسولوں و پیغمبروں کی نشاندھی سریانی یعنی سندھی کے طور پر کی گئی ہے۔ سریانی لفظ صرف اور صرف سندھی سے منسوب ہے اور اس کی شہادت یوں ہے کہ تاریخ ابن خلدون کے مصنف نے مسعودی کے حوالہ سے سریانی سندھیوں کے مقدم ہونے کے دلائل یہ دیئے ہیں کہ وہ تمام پرانی قدیم چیزوں کے خالق ہیں۔ اور ساتھ یہ بھی نشاندھی کرتا ہے کہ

1 تاریخ نامہ قلمی آریہ ڈاکٹر لعل بخش تاریخ سندھی

اس سے متصل علاقہ ہند ہے جب سندھیوں کے کچھ نامور بادشاہ شیر خان کے بعد ہوئے اس دور میں ہند کا بادشاہ رتبیل تھا اور درست ہے کہ یہ ہندی نام ہی ہے۔ لہٰذا وہ لکھتے ہیں کہ:

دنیا میں سب سے پہلے سریانیوں (سندھیوں) نے بادشاہت کی ان کا پہلا حکمران شوشان (شیر خان) تھا چونکہ سریانی (سندھی) سب سے مقدم تھے۔ اس وجہ سے تمام پرانی چیزیں مثلاً لغت جادو وغیرہ ان کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں۔ (ص 104)2

ان دو شہادتوں سے واضح ہوتا ہے کہ سریانی سندھی قوم اور اولاد حضرت سندھ کا قدیمی نام ہے اسی نسبت سے جہاں سریانی ہے وہ سندھی کا ذکر سمجھنا لازمی امر ہے چونکہ مستند عرب تاریخوں نے ان کی نشاندھی کی ہے۔

جب بابل میں ایک ہی زبان بنی تو ان سے پہلے تمام انسانوں کی زبان سریانی سندھی تھی۔

یہ ایک بڑی حقیقت ہے کہ سریانی (سندھی) ہی حضرت آدم سے مروجہ زبان ہے۔ تمام تاریخی کتب یا پھر الہامی صحائف نشاندھی کرتے ہیں ان میں بائبل، تورات اہم ہے کہ جس میں واضح طور پر نشاندھی کی گئی ہے کہ بابل شہر میں اکٹھے ہونے کے بعد دنیا بھر میں نسل انسانی کا بکھرنا ہوا اور وہاں سے ہی ان کی زبانوں میں اختلاف ہوا، اس سے پہلے سب کی زبان ایک ہی تھی۔ توریت نے اس زبان کے نام کی نشاندھی نہیں کی البتہ تاریخ طبری نے واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ ایک ہی زبان سریانی (سندھی) تھی۔ تاریخ طبری کے مصنف علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری یوں رقم طراز ہیں کہ:

اس وقت گھبراہٹ کی وجہ سے لوگوں کی زبانیں ہڑ بڑا گئیں اور وہ مختلف بولیاں بولنے لگے، اس وقت 73 زبانیں وجود میں آئیں۔ اس لیے اس جگہ کا نام بابل رکھا گیا۔ اس سے پہلے وہاں کے لوگوں کی زبان سریانی (سندھی) تھی۔ ص 1 (126

مذکورہ بیان پر جب ہم غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بابل شہر بھی قدیم سندھ کی

حدود میں تھا تو عراق بھی قدیم سندھ کا ایک حصہ تھا۔عراق کو طوفان نوح کے بہت عرصہ بعد جب عرب و عجم کی حدود قائم ہوئیں تو انہیں عرب میں شامل کر دیا گیا، اس سے پہلے عرب بھی قدیم سندھ کی حدوں میں تھا۔اس ضمن میں تحف الکرام اور قدیم سندھ کے مصنفین نشاندھی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ؛

دنیا کے سات بڑے حصے بنائے گئے ہیں، جن کو ہفتِ اقلیم کہتے ہیں۔ان میں سے سندھ دوسرے اقلیم میں داخل ہے، جس میں عربستان بھی ہے۔اس لیئے سندھ کا عرب سے خاص تعلق بتاتے ہیں۔کسی زمانہ میں عرب و سندھ کا آپس میں سیدھا راستہ تھا۔لیکن بعد میں پہاڑوں و سمندر کے حائل ہونے سے یہ راستہ پیچیدہ ہو گیا (ص58)2،2،3

دیکھا آپ نے کہ سندھ و عرب کبھی ایک تھے جس کی نشاندھی خود عرب تاریخیں کرتی ہیں اورنسل کے لوگ ہی اظہار کرتے ہیں۔اب جبکہ عرب ملک بھی سندھ کی قدیم حدود میں شامل تھا تو عراق یا بابل شہر کیا معانی رکھتا ہے؟

سریانی (سندھی) تمام انسانوں کی پہلی زبان ہے یہ بات مستند عرب تاریخ طبری سے ثابت ہے سندھ ارتقا کا مرکز اس لیئے ہے کہ تمام دنیا کے لوگوں کا پھیلنا یہاں سے شروع ہوا ان کو کچھ لوگ بابل کا نام دیتے ہیں تو کچھ سراندیپ، تمام سندھ کی حدود میں آتے ہیں۔لیکن کچھ موقعہ پرست لوگ اسے ہند یا ہندوستان بنا کے سندھ کی عظمت کو چھپانا چاہتے ہیں۔جو کہ نہ صرف تنگ نظری ہے بلکہ علم دشمنی بھی ہے، چونکہ ہندوستان کی اتنی اہمیت نہیں جو دنیا کی عظیم تہذیب کے خالق ملک سندھ کی ہے۔

چونکہ ہندوستان میں موہن جو دڑو جیسی عظیم تہذیب کی نشاندھی کرنے والا آثار قدیمہ کا کوئی عنصر موجود نہیں۔نہ ہی ان کی شاخیں ہڑپہ، مہر گڑھ، گندارا، ہمیران کی جغرافیائی حدود میں آتے ہیں البتہ یہ تمام قدیم سندھ کی حدود میں شامل ہیں۔

---

1 تاریخ طبری: مصنف علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری (ص195) دارالاشاعت پبلشر کراچی 2011

2 تاریخ ابن خلدون مصنف علامہ عبدالرحمان بن خلدون (ص104) الفیصل کتب لاہور 2004 مترجم حکیم احمد حسین الہ

حضرت ابراہیم سے موسیٰ تک تمام انبیاء کی سندھ سے واقفیت وابستگی۔

حضرت موسیٰ اور دوسرے نبی بھی سندھ سے وابستگی اور واقفیت رکھتے تھے۔ حضرت ابراہیم کا جنم بھومی توریت کے مطابق اور یہ سندھی میں اروڑ کے مترادف ہے۔ اسرائیلی پیغمبروں کا جداعلیٰ تو حضرت ابراہیم ہے ان کی اپنی پیدائش سندھ کی سرزمین قدیم میں ہے۔ وہ چاہے "ار" (اروڑ) ہو یا فلسطین یا کوئی اور علاقہ لیکن حقائق سے بھاگنے کے لیئے مورخین ومفسرین نے بہت سے اختلافات ڈالنے کی کوشش کی ہے، جس کی نشاندھی ایک مقامی مصنف یوں کرتا ہے۔

حیرت کا مقام ہے اور افسوس کا بھی کہ راسخ العقیدہ مفسرین قرآن نے انبیاء کرام کی تلاش جزیرہ نما عرب کے اندر تک محدود رکھی یا وہ صرف عراق تک گئے۔ حالانکہ اللہ تعالی کا نور ہدایت ہر وادی دریا میں پہنچا اور وادی سندھ تو سب وادیوں سے وسیع تر اور طویل وعریض ہے۔ 1 ص 37

مندرجہ بالا حوالہ میں ایک حقیقت پسند مصنف نے جس طرح قدیم سندھ کی عظمت کو چھپانے والے مفسرین کے رویوں کا ذکر کیا ہے یہ ایک ٹھوس ثبوت ہے کہ سندھ کی عظمت کو سیاسی یا مذہبی اجارہ داری کے تحت نظر انداز کرنے کی کوششیں کی گئیں ہیں جو کہ اب اس سائنسی اور جدید تیکنیکی دور میں مزید نظر انداز کرنے کی کوشش کامیاب نہیں ہوسکتیں، چونکہ اب ایسے بھی حقیقت پسند علماء واسکالر پیدا ہوئے ہیں جو کہ تاریخ وجاگرافی کی درست نشاندھی کرتے ہیں۔ بلکہ قرآن کریم کے آفاقی پیغام کو دنیا کے لیئے قرار دیتے ہیں۔ اس ضمن میں علامہ شمس نوید عثمانی اپنی شہر آفاق تصنیف کلکی اوتار اور نبی کریم ﷺ میں رقم طراز ہیں کہ؛

محققین کو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اہل عرب بودھ کو ہی بوذاسف کہتے تھے۔ اس دور کے ایک نامور عالم مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم کو مہاتما بدھ میں نبوت کا پرتو نظر آتا تھا اور وہ

---

1 تاریخ طبری: مصنف علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری (ص 126) دارالاشاعت پبلشر کراچی (2011)
2 تحف الکرام مصنف میر علی شیر قانع ٹھٹوی مخدوم امیر احمد (ص 58) سندھی ادبی بورڈ
3 قدیم سندھ مصنف مرزا قلیچ بیگ (ص 2) سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سنہ 1966

کلام مجید کے ذوالکفل اور کپل وستو کو ایک ہی شخصیت قرار دیتے تھے۔ کننگھم نے اجودھیا میں ان تودوں کی تفصیل بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ منی اور کبیر پربتوں کے درمیان مسلمانوں کا ایک مذہبی مقام ہے جو مشرق سے مغرب تک 24 فٹ ہے اور 47 فٹ چوڑا ہے اور اس میں 2 مزار ہیں جنہیں حضرت شیث اور حضرت ایوب سے منسوب کیا جاتا ہے۔ ایم زمان کھوکھر نے مزار نوح یا فرزند نوح کے مرقد کے علاوہ وسیع و عریض قبروں کی نشاندھی کی ہے۔ ان کے بقول موضع چوگانی میں حضرت طانوع کنعانی تھے اور وہ حضرت یوسف کے بیٹے تھے، آئینہ گجرات میں درج ہے کہ قاضی سلطان محمود نے علم کشف القبور کے ذریعہ گجرات کے آس پاس متعدد مزارات کی نشاندھی کی ہے ان کا دعویٰ ہے کہ یہ تمام قبریں ان تمام انبیاء بنی اسرائیل کی ہیں جو اولاد موسیٰ و عمران میں سے تھے۔ رواں شریف کے مقام پر ایک مزار موجود ہے جس کی لمبائی عام قبر سے کئی فٹ زیادہ 75 فٹ ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہاں آدم کے بیٹے شیث کی اولاد میں سے ایک بزرگ دفن ہیں۔ بسر نگر میں ہسالان کی ایک تربت ہے، بخت نصر کے حملے کے دوران اپنے بیٹے سمیت قید ہو گئے تھے۔ اور بابل میں اسیری کے 70 برس گذارنے کے بعد سندھ کی طرف چلے آئے تھے۔ ان کے جد امجد حضرت ہارون ہیں۔ قصبہ ٹانڈہ میں ایک اسرائیلی سردار نقیب خوشی کی قبر ہے۔ دریائے تومی کے کنارے سلطان فینوس اور فانوس کی قبریں ہیں۔ یہ دونوں بزرگ حضرت ابراہیم کے بیٹے افراہم کی اولاد میں سے بیان کیے جاتے ہیں۔ سلطان سنیادوش کے بارے میں مشہور ہے کہ کہ وہ حضرت داؤد کے فرزند ہیں ایک نوگزی قبر موضع رنگڑہ میں بھی ہے۔ یہ صدیوں قرنوں پرانی قبریں اپنا تقدس قائم رکھے ہوئے ہیں، تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ پیغمبروں کے معجزات ہیں حضرت موسیٰ کے بارے میں ہندو ویدک کے فرقے جین مت کی روایات میں ملتا ہے کہ وہ سندھ تشریف لائے تھے۔ ص 56-57 -58

1 معارف سرائیکی مصنف سید نور علی ضامن حسینی ص 37 سرائیکی ادبی بورڈ ملتان سنہ 2009

حضرت عیسیٰ کا سندھ میں آنا

حضرت عیسیٰ کے ہند اور سندھ میں آنے کے سلسلے میں کشمیر، لداخ اور تبت میں بہت سی روایات موجود اور مشہور ہیں، روسی انگریز، ہندو اور مسلم محققوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ہندی زبان کے مشہور رسالے کادمنی مارچ 1973 میں آچاریہ رجنیش ایک آرٹیکل عیسیٰ کی نامعلوم زندگی میں لکھتے ہیں کہ؛

ہندوستان کے پاس یقین کرنے کیلئے بہت زیادہ ثبوت ہیں کہ عیسیٰ کشمیر کے ایک بدھ مٹھ میں ٹھہرا تھا، کشمیر میں کہانیاں مشہور ہیں کہ عیسیٰ وہاں موجود تھا مراقبے میں غرق تھا بعد میں وہ یروشلم میں ظاہر ہوا اس وقت وہ تیس سال کا تھا۔

ایک فرانسیسی مصنف اپنی کتاب The serpent of paradise جنت کا سانپ میں کہتے ہیں کہ؛

کوئی نہیں جانتا کہ 30 سال کا ہونے تک اس (عیسیٰ) نے کیا کیا اور کہاں رہے ایک روایت کے مطابق وہ کاشیر میں رہا تھا

روسی سیاح نکولاس فیروچ جو تقریباً 1878 میں ہندوستان گیا اور لداخ میں بیمار ہو کر مشہور غار ہمیس میں رہا جہاں وہ بہت سی بدھ گرنتھیں پڑھ گیا، ان گرنتھوں میں حضرت عیسیٰ کی تعلیم اور لداخ کے سفر کے بارے میں کافی بیان موجود تھے بعد میں اس نے کتاب لکھی جس میں حضرت عیسیٰ کے لداخ اور دیگر مشرقی ممالک کے سفر وغیرہ کے کافی بیانات موجود ہیں۔ نکولاس فیروچ لکھتا ہے کہ لداخ میں عیسیٰ بڑے پہاڑی دروں سے گذر کر برفانی راستوں اور گاؤوں کو عبور کرتے ہوئے کشمیر کے پھلگام پہنچ گیا وہ پھلگام میں اپنی بھیڑ بکریوں کی دیکھ بھال کرتا رہا۔ عیسیٰ کے رہنے کی وجہ سے اس گاؤں کا نام پھلگام پڑا تھا۔ بعد میں سرینگر جاتے ہوئے آرام کرنے کیلئے اسمکم کے مقام پر رکے اور اپنے واعظ کیئے اسمکم گاوں کی معنی ہے عیسیٰ کے آرام کرنے کی جگہ۔

اسی ہندی رسالے کادمنی کے دسمبر 1978 کے شمارے میں شانتی کج ہریدوار کا ایک مضمون تبتی لاما کی قربت میں عیسی کے عنوان سے چھپا ہے جس کے مطابق یہ 30 سال عیسی نے کہاں اور کیسے گذارے یہ جاننے کیلیئے عالموں نے بہت تحقیق کی ہے، ان میں سے روسی محقق نوروچ نے لگاتار 40 سال تک مختلف ممالک کے سفر کر کے ریسرچ کی، 1898 میں اپنی تحقیق کے نتائج کو سامنے رکھ کر کتاب Unknown life of jesus عیسی کی نامعلوم زندگی شایع کروائی نکولس نورووچ تبت بھی گیا اور وہاں بدھ وھار میں گذارے ہوئے عرصے کا بیان لکھتا ہے کہ؛

جب میں ایک گفا میں گیا تب وہاں ایک لامانے مجھے ایک پیغمبر کے بارے میں بتایا، لامانے ان پیغمبر کا نام عیسی بتایا۔نورووچ نے وہان ایک قدیمی گرنتھ دیکھی اور اس کی تصویریں اتاریں اس گرنت میں 14 باب 244 اشلوک ہیں۔گرنتھ میں عیسی کیلیئے لکھا ہے کہ عیسی گیان لینے کیلیئے ھندوستان آیا تھا ان دنوں یروشلم سے بیوپاریوں کے قافلے یہاں آتے تھےعیسی بھی سوداگروں کے ایک قافلے کے ساتھ سندھ سے ہوتا ہوا ہندوستان آیا تھا۔کرائسٹ ان کشمیر میں عزیز قریشی لکھتے ہیں کہ ان دنوں یھودیوں کی بڑی تعداد ھندوستان میں آ کر آباد ہوئی تھی۔

Long missing links and discoveries about arians.

میں درائی سوامی آئنگر نے کتاب میں جیمس کی لکھی کتاب کی تصاویر دیں ہیں ان میں سے بہت سی ایسی تصویریں ہیں، جن میں سندھو تہذیب اور ہندوستانی تہذیب کا عکس موجود ہے۔

بھوشیا پراں کے پرسنگ 3 ادیا 22 کے 21 سے 26 اشلوک تک ہمالیہ میں عیسی کی شکادیش سے ملاقات کا بیان ملتا ہے کہ ایک مرتبہ شکادیش ہمالیہ سے آگے ہوڑ دیش گیا، جہاں انہوں نے ایک سفید پوش، بھوری رنگت والے سنت کو پہاڑوں میں گھومتے دیکھا، شکادیش نے تعارف کروایا تو سنت نے بتایا کہ میرا نام عیسی ہے، میں نے کنواری ماں کے پیٹ سے جنم لیا ہے اور غیر ملک سے آیا ہوں مجھے مسیح کہتے ہیں۔

1۔اگر اب بھی نہ جاگے تو مع کلکی اوتار، مصنف علامہ شمس نوید عثمانی ص 58-56 احباب پبلشرز شاہ عالم لاہور سنہ

اس کے علاوہ رمیش چندر وت کی کتاب تہذیبوں کی تاریخ کے حوالوں سے بھی حضرت عیسیٰ کا ہند اور سندھ آنا ثابت ہوتا ہے۔

مذکورہ حوالہ جات سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت براہیم سے موسیٰ تک انبیا و پیغمبران کا تعلق سندھ سے رہا، یہاں سے ہی انہوں نے اپنی تبلیغ اور وحدانیت کا پیغام دوسرے علاقوں میں عام فرمایا۔ بقول علامہ شمس نوید عثمانی کہ ان حقائق کو نہ ماننے کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے۔ لہٰذا انبیاء کرام کے وحدانیت کا پیغام کسی ایک علاقہ کے لیئے نہیں تھا بلکہ تمام عوام الناس کے لیئے تھا۔ ہاں البتہ ان کے پیغام کا مرکز سندھ کی سرزمین تھی چونکہ دین حضرت آدم سے ہی ابتدا پذیر ہوا جو کہ سندھ کی سرزمین پے اتارے گئے۔

حضرت نوح کی ملت صائبیں سندھ میں

قرآن کریم میں جن بڑی بڑی مذہبی ملتوں کا ذکر ایک ساتھ آیا ہے وہ مسلمان، عیسائی، یہودی اور صائبیں ہیں۔ صائبین عجمی یعنی غیر عرب نام ہے عربی نہیں، جس کے معانی یہی ہیں سیدھے راستے والے یا وحدانیت کے پیروکار، سندھی میں اسے آریا کہتے ہیں۔ آریا کی بھی معانی ہے مہذب سیدھے راستہ والا سدھرا ہوا، سدھیریل (Sudhril) چونکہ حضرت نوح طوفان نوح سے پہلے بھی سندھ میں تھے طوفان کے بعد بھی سندھ میں تھے آپ نے طوفان سے پہلے قابیل قاتل کی سرکش اولاد کو تبلیغ کی جو سیدھے راستے پر نہیں آئے جس کی پاداش میں طوفان نوح آیا۔ ان کے بعد جو اولاد نوح اور اہل ایمان تھے اسے صائبین کہا گیا۔ اس ضمن میں علامہ شمس نوید عثمانی صاحب اپنی تصنیف میں رقم طراز ہیں کہ؛

تفسیر ابن کثیر میں عبدالرحمان بن زید کا یہ قول درج ہے کہ صائبین اپنے آپکو حضرت نوح کے دین پر بتاتے تھے۔ حضرت ابراہیم کے مقام پیدائش ''ار'' (اروڑ) سندھی تہذیبوں ہڑپا ور موہن جو دڑو کے کھنڈرات کی کھدائی سے بھی بات ثابت ہو چکی ہے کہ دونوں تہذیبوں کے

درمیان بہت قریبی روابطہ تھے، اہل کتاب تھے ویدک سندھو دین کا کلمہ بھی لا الہ الا اللہ ہے (ص 41)

مفسرین وعلما کے صائبین سے متعلق آراء اور روایات سندھی قوم اور ہندی ملت پر آن پڑتے ہیں۔ رسالہ الفرقان کے ایک مضمون میں حضرت مولانا عبیداللہ سندھی فرماتے ہیں کہ ایران اس زمانہ میں آرین یعنی صابی ملت کا مرکز بن چکا تھا۔ اس سے پہلے ہندوستان (سندھ) کو یہی مرکزیت حاصل تھی۔ صائبین سے متعلق نامور عالم و اسکالر قاضی اطہر مبارکپوری نے بھی اپنی تصنیف عرب و ہند عہد رسالت میں لکھتے ہیں کہ:

السندھ والہند واکثرھم علی مذہب الصائب

ترجمہ: سندھ و ہند کے اکثر باشندے صائبہ کے مذہب پر ہیں۔ (ص 149) قاضی صاحب کی ایک شہرہ آفاق تصنیف رجال سندھ و ہند ہے جسکے اردو ترجمے بھی ہوئے ہیں اور حال ہی میں سندھی ترجمہ حافظ عبدالستار کوریجو نے کیا ہے۔ یہ سندھی ترجمہ اردو اور اصل عربی کتابوں کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے۔ لہٰذا آپ واحد عالم ہیں جو سندھ و ہند کو الگ الگ ممالک مانتے ہیں اور اسی طرح ہر ایک کی حیثیت علیحدہ بیان کرتے ہیں۔ سندھ سے مراد تمام برصغیر و ایشیاء براعظم ہے۔ ہند، ہندوستان، بنگلہ سے برما تک ایک محدود ملک ہے۔

قرآن پاک میں شریعت لانے والے پیغمبروں میں خاص اہمیت رکھنے والے پیغمبرو ں کا ذکر متعدد بار آیا ہے، ان میں سے حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد ﷺ ہیں۔ قرآن پاک کی سورہ احزاب کی آیت کے مطابق کہ جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور محمد ﷺ سے نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ بن مریم سے پختہ عہد لیا۔

سور شوریٰ کی آیت 13 میں اللہ پاک فرماتے ہیں کہ ترجمہ: اللہ نے تم لوگوں کیلئے وہی دین مقرر کیا جس کا حکم نوح کو دیا تھا اور جس کو آپ ﷺ کے پاس وحی کے ذریعے کیا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی حکم دیا تھا۔

قرآن پاک میں بڑی بڑی قوموں کا ذکر ایک ساتھ آیا ہے وہ مسلمان، عیسائی، یہودی اور صائبین ہیں اور شریعت لانے والے جن بھی رسولوں کا ذکر مختلف جگہوں پر آیا ہے وہ حضرت محمد ﷺ، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت نوح ہیں، ان میں سے مسلمان حضرت محمد ﷺ کو اپنا آخری پیغمبر تسلیم کرتے ہیں، عیسائی حضرت عیسیٰ سے اور یہودی حضرت موسیٰ سے وابستہ قومیں ہیں، مگر صائبین؟ صائبین کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے۔۔۔!

حضرت محمد ﷺ کے امتی مومنین ہیں۔

حضرت عیسیٰ کے ماننے والے عیسائی۔ حضرت موسیٰ کی قوم یہودی اور حضرت نوح کی قوم۔۔۔؟ کسی کو بھی پتہ نہیں کیا کہیں؟ حضرت نوح کی قوم کو تو صائبین نہیں کہا گیا؟ صائبین سے متعلق مختلف عالموں کے اقوال اور تشریحیں موجود ہیں۔ تفسیر ابن کسیر میں عبدالرحمان بن زید لکھتے ہیں کہ صائبین خود کو حضرت نوح کے دین پر بتاتے تھے۔ صائبین سے متعلق حضرت عمر رضہ، امام ابوحنیفہ، امام اسحاق، ابوالزناد، قرطبی، علامہ ابن تیمیہ، امام غزالی، امام راغب، محالم ابن حریر ابن کثیر، امام سہیلی، علامہ شوکانی، قاضی بیضاوی، عبدالماجد دریابادی اور سید سلمان ندوی کے مختلف قول اور روایات موجود ہیں جن میں سے کچھ کی نقل بیان کرتے ہیں۔

صائبین عراق کے اس علاقے کے رہنے والے تھے، جہاں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے، حضرت ابراہیم کی پیدائش کی جگہ ار (ارور) اور سندھو تہذیب کے ہڑاپا اور موہن جودڑو کے کھنڈرات کھودنے سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ عراق بھی سندھو تہذیب کا حصہ رہا ہے اور سندھ کے باشندوں نے عراق کی تہذیب کی بنیاد ڈالی تھی۔ میسوپوٹیما سے ملنے والی تختیاں اور مہریں موہن جودڑو کے دور کی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ موہن جودڑو کے زمانے سے سندھ کے باشندوں نے موجود عراق کی تہذیب کی بنیاد رکھی تھی۔ موہن جودڑو کے باشندے فن تعمیر،

---

1 کلکی اوتار نبی کریم ﷺ مصنف علامہ شمس نوید عثمانی ص 41 احباب پبلشرز لاہور 2012

ایران: سندھی آرین علاقوں کو کہتے ہیں چونکہ یہ تمام قدیم سندھ کے اقلیم علاقے تھے۔ اسکے پڑوس میں فارس ملک تھا، جن کی حدود میں روس داخل ہو گیا۔ اب جغرافیائی لحاظ پر فارس کو ایران کہا جانے لگا ہے۔ مترجم۔

اریگیشن ، زراعت ، کمیونی کیشن ، ڈرینج ، میسٹری ، شپنگ ،فلکیات ، کپڑا سازی اور دیگر علوم کے ماہر اور سائنسی ذہن کے حامل تھے ، شاید موہن جودڑو تباہ ہونے سے پہلے ان کو پتا چل گیا تھا اس لیئے وہ عورتوں ، بچوں ، بوڑھوں ، جوانوں اور اپنے چوپایوں وغیرہ کو لیکر اپنا سامان اٹھا کر بحری بیڑے بھر کر اور کچھ لوگوں کو بطور چوکیدار چھوڑ کر عراق اور سمیر کی طرف چلے گئے ، جہاں پر انہوں نے تہذیب کی دوبارہ بنیاد ڈالی ، کیوں کہ موہن جودڑو کی تباہی دریا کے سیلاب یا زلزلے کی وجہ سے نہیں بلکہ مٹی کے تیز طوفان کی وجہ سے ہوئی کیونکہ اگر پانی کا سیلاب آتا تو ہر چیز کو تہس نہس کر دیتا اور زلزلہ بھی ہر چیز کو اکھاڑ دیتا ، مٹی کے طوفان کی وجہ سے گھروں کی چھتیں مٹی کے وزن سے گر گئیں اور دیواریں اسی طرح موجود رہیں اور مٹی کی وجہ سے شہر دب گئے ۔ موہن جودڑو کی کھدائی سے زیادہ سے زیادہ سو کے قریب انسانی ڈھانچے ملے ہیں ان میں کوئی بھی عورت اور بچے شامل نہیں ہیں اور نہ ہی جانوروں کے ڈھانچے ملے ہیں ، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ موہن جودڑو کے لوگ تباہی آنے سے پہلے ہی نکل گئے تھے ۔ اور انہوں نے عراق اور سمیر میں بودو باش اختیار کی ۔ عراق اور سمیر کی تہذیبوں کی کھدائی کے دوران ملنے والے مہریں اور پلیٹیں سندھو تہذیب کی ہیں اور وہی مہریں موہن جودڑو میں بھی موجود ہیں ۔ موہن جودڑو کے لوگ دنیا کے مختلف ممالک میں بیوپار کرتے تھے اور دنیا سے واقف تھے ۔ موہن جودڑو کی تہذیب کے ایک ہزار سے زائد شہر موجود تھے ، اور سندھو تہذیب ساڑھے بارہ لاکھ مربع میل میں پھیلی ہوئی تھی ۔

صائبین اہل کتاب تھے ۔ قرآن پاک میں صائبین کا ذکر آسمانی کتاب رکھنے والی قوموں کے ساتھ آیا ہے ، صائبین کے پاس حضرت نوح کونسے صحیفے لائے اور کہاں ہیں ؟ ۔

لا الہ الا اللہ کہتے تھے مگر مشرک تھے یمن کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے ۔ یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ سندھو مذہب کی بڑی تعداد میں لوگ یمن میں آباد تھے ، وہاں شیام اور ھند قلعہ بھی موجود ہیں ۔ صائبین عرب نام نہیں ہے عجمی (غیر عرب) نام ہے ۔ صائبین فرشتوں کے پجاری تھے ۔ علم نجوم اور ستاروں کے معتقد تھے ۔ ستاروں اور آگ کی پوجا کرتے تھے ۔ آگ کی

پوجا ہوں شادی، ارتھی وغیرہ ہندو اور سندھی قوم میں رائج ہے۔ مذہبی طور پر بہت مرتبہ غسل کرنے والے، ایک دین سے نکل کر دوسرے دین میں داخل ہونے والے یہی قوم دین اسلام قبول کرے گی اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سندھی قوم نے دین اسلام قبول کیا اور کر رہے ہیں۔ مفسرین اور عالموں کے صائبین کے بارے میں دی گئی سب آراء، روایتیں سندھی اور ہندو قوم پر جچتے ہیں۔ رسالہ الفرقان میں ایک مضمون میں مولانا عبیداللہ سندھی لکھتے ہیں کہ ایران اس زمانے میں آرین جنی صابی قوموں کا مرکز بن چکا تھا، اس سے پہلے ہندوستان کو یہ مرکزیت حاصل تھی۔

مولانا سید سلیمان ندوی کی گواہی بھی ملتی ہے کہ مغضوب اور ضال جس طرح اہل کتاب میں ہیں، اپنی اپنی ذات کی کیفیت کی صورتیں ایک جیسی اہل کتاب میں بھی ہیں، جن کی دو جماعتیں ہمیں قرآن پاک نے بھی بتائیں ہیں اور وہ مجوسی اور صائبین ہیں جن میں ایران اور قدیم ہند (سندھ) کے لوگ بھی شامل ہیں ان کی تھوڑی تعداد عراق اور شام میں بھی موجود جو خود کو صبی کہتے ہیں اور حضرت یحیٰ کے بعد کسی نبی کو نہیں مانتے۔

بائبل میں ہے کہ اعلیٰ مرتبے والے صائبین تمہارے پاس آئیں گے اور وہ تمہارے ہو جائیں گے، تیرے بعد آئیں گے زنجیروں میں بندھے اور تمہارے سامنے جھک جائیں گے، اور نہایت عاجزی سے کہیں گے بیشک خدا کے سوا دوسرا کوئی خدا نہیں۔

اوپر والے تاریخی اور مذہبی حوالے دینے کا مقصد یہ ہے کہ زندگی کی ارتقاء کا عمل سندھ سے شروع ہو کر دنیا تک پھیل گیا، انسان، جانور جن میں کیڑے، مکوڑے، چوپائے، جراثیم، درخت، پتھر، معدنیات، لوہا، پیتل، سونا وغیرہ سب ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایک دوسرے کی ضرورت اور جینے کا وسیلہ ہیں، ان میں سے کسی ایک چیز کو نکالنے سے زندگی ادھوری اور نامکمل رہ جائے گی۔

انسان نے کب جنم لیا اس کے بارے میں کوئی بھی حتمی رائے قائم نہیں ہو سکی ہے، قرآن پاک، انجیل، توریت، وید، شاستر، صحائف اولا بھی صرف آدم کی پیدائش کا ذکر کرتے ہیں مگر یہ نہیں بتاتے کہ کب پیدا ہوئے؟ مذہبی کتابوں میں انسان کی پیدائش سے متعلق اور سائنس کی

دی ہوئی تھیوریوں (نظریات) میں بہت فرق اور تضاد ہے۔ مذہب انسان کی عمر ہزاروں سال بتاتا ہے، جب کہ سائنس لاکھوں کروڑوں سال بتاتی ہے یہ تضاد آج بھی جاری ہے۔ سائنس مذہب سے انکاری ہے اور مذہب سائنس کی ارتقاء کے نظریئے کو ماننے سے انکاری ہے۔ صدیوں سے یہ لڑائی جاری ہے۔ مگر ایک بات ماننی ہوگی کہ قرآن پاک اور دیگر مذہبی الہامی کتب میں مکمل سائنس ہے، اس کو سائنسداں بھی مانتے ہیں، سائنسدانوں نے قرآن پاک میں موجود ارتقا اور زندگی سے وابستہ چیزوں پر تحقیق کر کے جدید زندگی کی چیزیں ایجاد کی ہیں معدنیات سے فلکیات اور کائنات، بری سے بحری رازوں تک پہنچے ہیں، کائنات کی تخلیق کے عمل تک کے تجربات اور مشاہدات کیئے ہیں۔ دنیا میں سائنسدانوں کے دو گروہ ہیں اور دونوں کے نظریئے الگ، الگ اور ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ اسی طرح انسان کی پیدائش کے سلسلے میں بھی ان کے دعوے میں ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف ہے اور بڑا تضاد ہے۔

باب ہفتم

سندھ مرکز میں انسانی وحیوانی ارتقا دین وسائنس کی رو سے

1 حیا تیاتی کیڑا Life Cell سے کیا مراد ہے؟

حیا تیاتی کیڑا سائنس کی رو سے وہ جراثیم ہے جو کسی بھی انسان یا حیوان میں زندگی کی تحریک پیدا کرتا ہے۔ دین کی اصطلاحی معنی میں اسے روح یا سانس کہتے ہیں۔ LifeCell دراصل ایک جینیاتی عمل کی ایک شکل Fertrilized ovum ہے۔ اب آیئے دیکھیں کہ سائنسدان انسانی ارتقا کے متعلق کیا کہتے ہیں اور یہ علم کس طرح انسان کے ذہن میں آیا۔

سائنس کی ابتدا اور انسانی ارتقاء سے متعلق جانکاری

جب انسان (آدم، حوا) کی تخلیق ہوگئی تو بعدازاں انسانی نسل کی افزائش اللہ تعالی نے نطفے سے جاری رہنے کا حکم صادر فرمایا۔ طب، انسانی زندگی کے لوازمات میں سے ہے اور یہ بھی طے ہے کہ انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کی ابتداء بھی ہوگئی۔ طب میڈیکل سائنس کی بنیادی شاخ ہے یہ علم آدم سے شروع ہوا جسکو انکے جانشین بیٹے حضرت شیث نے استعمال کیا بعدان سے حضرت ادریس نے پروان چڑہایا اور آپ پہلے طبیب حکیم (ڈاکٹر) کہلائے گئے۔ سائنس انسانی ارتقاء سے متعلق کہتی ہے؟۔

Science of embryology tell us that the sex of the human being is determined by god (Allah) at the time of fertilization. (p # 7)

ترجمہ: جنیاتی سائنس ہمیں بتلاتی ہے کہ انسانی شہوت کا تعین اللہ تبارک وتعالی نے آبادی وزرخیزی بڑہانے کے لیئے کیا۔

یہی۔ ائنس الہامی کتب صحائف آدم وشیث سے لیکر اللہ تعالی نے اپنی آخری الہامی

کتاب قرآن کریم میں بھی منتقل کردی یعنی ان کا تسلسل قائم رکھا اس ضمن میں قرآن کریم کہتا ہے:

وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ

ترجمہ: ہم نے زمین کو ہچکولوں سے محفوظ رکھنے کے لیئے اس پر پہاڑ ڈالے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ؛ یہ جو پہاڑ گاڑ دیئے ہیں وقت آنے پر یعنی قیامت میں یہ تو روئی کے گالوں کی طرح اڑینگے۔ اس پر ایک مغربی سائنسداں آئن اسٹائیں نے نیوکلیئر انرجی ڈھونڈلی۔ یہ اور بات ہے کہ وہ قرآن کریم پر کتنا اعتماد رکھتے ہیں۔ اس ضمن میں دو سال گذرے ایک سائنسدان Elexon نے ایک کتاب لکھی Eienstine in search of god 2 جس میں Eienstine کا ایک بیان درج کرتا ہے۔

آئن سٹائن کا کہنا ہے کہ میں خدا پر ایمان نہیں لاتا مجھے نہیں معلوم قرآن خدا کی بھیجی ہوئی کتاب ہے کہ نہیں لیکن قرآن کو پڑھنے کے بعد میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ قرآن جھوٹ نہیں بولتا۔ جب میں نے قرآن میں پڑھا کہ یہ جو پہاڑ ہم سمجھتے ہیں کہ گاڑ دیئے گئے ہیں یہ تو روئی کے گالوں کی طرح اڑینگے مجھے یقین ہوگیا کہ کوئی ایک انرجی (طاقت) موجود ہے جو پہاڑوں کو بادلوں کے گالوں کی طرح اڑا سکتی ہے، میں نے نیوکلر انرجی ڈھونڈلی (ص3)1

ان حقائق کو جان کر ایک مقامی مورخ و محقق علامہ عطاء اللہ ضیا صاحب نے اپنی تصنیف میں سائنس اور خدا سے متعلق یا ان کے الہامی کتاب قرآن کریم سے متعلق لکھا۔

The words of god (The Holy Quran) and the Act of god (Science) can not differ with each other. (p# 60) 2

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے الفاظ قرآن پاک اور ان کا حکم سائنس ہے، دونوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔

مذکورہ حوالہ جات سے عیاں ہوا کہ سائنس اللہ تعالیٰ کا کن فیکون حکم عمل ہے جو صرف یہ اشارہ کرتا ہے کہ ہو جا وہ چیز ہو جاتی ہے۔ اب آیئے کہ دیکھیں کہ سائنس کی رو سے سائنسدان انسان کے متعلق کیا کہتے ہیں۔

---

1 Haqaiq ul- Quran Author Dr, Abdul rauf Soomro P. #7

انسان کی ارتقاء کے متعلق سائنسدانوں کے بیانات

سائنسدان مختلف انسانی ڈھانچوں، کھوپڑیوں اور فوسلز کے متعلق دعویٰ کرتے ہیں کہ آج کا انسان 25ہزار یا لاکھوں برس قدیم ہے وغیرہ۔کیا سائنسدانوں ان میں سے کوئی ہیرا پھیری تو نہیں کر رہے۔ضروری نہیں کہ انسانی جسم سے مماثلت و مشابہت رکھنے والے کسی اور ڈھانچوں کو انسان سے مترادف بنادیا جائے، وہ ڈھانچے یا فوسلز انسان سے ملتے جلتے کسی جانور یعنی بن مانس یا بندر کے ہوں مثلاً بندر یا بن مانس بلکل انسانوں جیسے یا ریچھ (ببر شیر) بھی انسان سے مشابہت رکھتا ہے، جبکہ دو ٹانگوں پر چلنے والے بہت سے جانور (حیوان) اس وقت بھی دھرتی (زمین) پر موجود ہیں۔ان حیوانوں کے مرنے کے بعد ان کے ہڈیوں کے ڈھانچے انسانی ڈھانچے سے مماثلت رکھنے کی وجہ سے سائنسدان ان کو انسان کہتے ہوں۔

میرے تجربے و مشاہدہ ہے کے مطابق تمام جانداروں کی تخلیق کا مرکز محض ایک حیاتیاتی کیڑا (جراثیم)Life Cell ہی ہے یعنی صرف ایک طاقت Force ہے اور بقیہ ان کے چھوٹے چھوٹے حصے ہوں۔بلکل ایٹم Atom کی طرح لاکھوں جزیات کا مجموعہ ہے۔یہی چھوٹے جزیات ایٹم سے الگ ہونے کے بعد مختلف صورتوں و توانائیوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ کائنات میں اس دھرتی سرزمین کا اور جانداروں کا ایک دوسرے سے تعلق ضرور ہے اسی طرح ایک لائیف سیل کے اندر ایک دوسرے سے لاکھوں جاندار سمائے ہوتے ہیں جو کہ مرکزی جراثیم حیات سے الگ ہو کر اپنا ارتقائی سفر جاری رکھتے ہیں۔اور الگ ہونے والے (Cells) کی بناوٹ، شکل، قد جسم وغیرہ میں فرق ہوتا ہے۔لیکن مرکزی جراثیم Cells کی بناوٹ، شکل، قد

---

1 قرآن کریم و فرقان حمید سورۃ الانبیا آیت 31

2 Eienstine in serch of god Ahouther Elexon

مکتوب عطا اللہ ضیا

3 The valley of Mehran A. Attaullah Zia P. # 60 Hamida Effet Zia publications Karachi Lahore Year 2012

سائنس الہامی کتب و صحائف سے اخذ ہوئی

جسم وغیرہ میں فرق ہوتا ہے۔لیکن مرکزی جراثیم Cell اصل صورت میں برقرار ہوتے ہیں۔
مرکز جراثیم سے الگ ہونے والے کتنے ہی جراثیم ایک دوسرے سے میلاپ کرنے کے بعد زندگی حاصل کرتے ہیں۔مثلاً انسان، جانور، پرندے، کیڑے وغیرہ نر و مادہ کے میلاپ سے جنم لیتے ہیں لیکن کچھ کیڑے مکوڑے درخت وغیرہ کے Life Cell ایک دوسرے کے جسموں سے ٹکرانے سے جنم لیتے ہیں۔تجربے کی خاطر آپ دیکھیں کسی جاندار کے گوشت کے ٹکڑے یا پھر جسم کے پیٹ سے خارج مادہ وغیرہ کو کسی کھلی یا بند جگہ پر رکھیں کچھ عرصے کے بعد ان کا جائزہ لیں تو ان میں آپکو مختلف قسم کے جراثیم، بیکٹریا اور کیڑے نظر آئیں گے کیوں کہ اس جاندار کے جسم میں پہلے سے موجود مرکزی جراثیم حیات کا کمزور سیل موجود تھا۔ہوا پانی اور زمین پر موجود کسی اور Life Cell کے کمزور سیل (جراثیم) میلاپ کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں ٹھوس وجود کسی نہ کسی صورت میں جنم لیتے ہیں۔آپ تجربے کے طور پر کسی مٹکے یا پھر مٹی کے برتن میں گائے یا بھینس کے خارج شدہ مادہ (گوبر) ڈالیں اور ساتھ ہی گدھے کا پیشاب ڈالی ایک ہفتہ بند رکھیں اور ہفتے کے بعد آپ اس کو کھول کر دیکھیں گے تو اس مٹکے میں کتنے ہی تعداد میں بچھوں پیدا ہو جاتے ہیں گوبر میں موجود گھاس دانے وغیرہ سے بچھو کے جسم جنم لیتے ہیں۔انسانی جسم میں کروڑوں اربوں زندہ جاندار (جراثیم) موجود ہیں۔

ڈی۔این۔اے۔کیا ہے؟

جسطرح کمپیوٹر کے برازر پر نظر آنے والے صفحہ کے پیچھے HTML کے کوڈز Codes کارفرما ہوتے ہیں، اسی طرح زمین پر چلتی پھرتی زندگی کے پیچھے DNA کے کوڈز ہوتے ہیں۔یعنی کسی جاندار کی ظاہری شکل وصورت اور رویہ (phenotype) دراصل اسکے خلیات میں موجود ڈی این اے کے اندر پوشیدہ وراثی کوڈز (جینیٹک کوڈ) سے بنتا ہے، ڈی این اے میں لکھا گیا پوری زندگی کا یہ افسانہ طرز وراثی genotype کہلاتا ہے۔طرز ظاہری اور طرز وراثی کے فرق کی وضاحت ایسی ہے کہ جیسے ایک ٹی وی کی اسکرین پر نظر آنے والا ڈرامہ ہو جو مکمل طور پر اپنے لئے

لکھے گئے اسکرپٹ پر چلتا ہے، گویا ڈرامہ خود طرز ظاہری کی مثال ہو اور اسکے لئے لکھا گیا اسکرپٹ طرز وراثی کی مثال ہو۔ ہر انسان کا مکمل ڈی این اے دوسرے انسان سے مختلف ہوتا ہے۔ ہاں کچھ نمبرز اپنے والدین سے مل جاتے ہیں۔ جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کس کی اولاد ہے۔ مغرب میں ڈی این اے کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ امریکہ میں ہر مجرم کے ڈی این اے کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ اور اگر ایک ہی مجرم دوبارہ جرم کرے اور کسی وجہ سے اس کے ڈی این کے شواہد مل جائیں۔ جیسے اس کا بال یا تھوک یا خون وغیرہ تو اس کی چند دن میں ہی شناخت ہو جاتی ہے۔

DNA دراصل Deoxyribonucleic acid کا مخفف ہے اور اس کے نام کے اجزا کے معنی اور انکے اردو متبادل یوں ہیں۔

De = کم ہو جانا، نکل جانا،

oxy = آکسیجن

ribo = رائبوز (ایک قسم کی شکر کا نام)

nucleic = مرکزہ (خلیہ کا)

acidd = ترشہ (تیزابی خاصیت رکھنے والا)

تمام ذی حیات کی تخلیق ماں اور باپ کے ایک ایک خلیے (جن میں ہر ایک کیتیئس تیئس کروموسومز ہوتے ہیں) کیمل کر بننے والے ایک خلیے سے ہوتا ہے۔ یہ ایک خلیہ جسے زائی گوٹ کہا جاتا ہے۔ تقسیم ہوتا رہتا ہے۔ یعنی ایک سے دو، دو سے چار، چار سے آٹھ اور اس طرح خلیوں کی تعداد اور اقسام بڑھتی رہتی ہیں۔ ان خلیوں کا سائز انسانی تصور سے باہر ہے۔ مثلاً ایکپن کے سر یعنی ہیڈ جتنی جگہ پر دس لاکھ خلیے با آسانی سما سکتے ہیں۔ حد تصور سے بالاتر ان خلیوں میں سے ہر ایک خلیے میں ایک دنیا آباد ہوتی ہے۔

ڈی این اے جو خون کے سرخ خلیوں کے علاوہ جسم کے ہر خلیے میں پایا جاتا ہے۔ ڈی این اے

دراصل خلیے کی پراسرار مملکت کا ڈکٹیٹر ہے۔ یہ سخت گیر منتظم تمام خلیوں کو اپنے حکم پر چلاتا ہے۔ ڈی این اے ہی خلیوں کے تمام نظاموں کو حکم دیتا ہے۔ کسے کیا کرنا ہے۔ کیا بننا ہے۔ اس کے علاوہ کہاں سے اور کس قدر حاصل کرنا ہے۔ ڈی این اے کو اگر آرکیٹیکٹ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ جس طرح آرکیٹیکٹ کا کام عمارت کی تعمیر سے پہلے نقشہ یا بلیو پرنٹ تیار کرنا ہوتا ہے۔ جو نقشہ بعد میں ٹھیکیدار کے حوالے کردیا جاتا ہے۔ جو نقشے کے مطابق تعمیر کا کام شروع کردیتا ہے۔ لیکن آرکیٹیکٹ کا کام عمارت کی تعمیر ہونے تک کام کی نگرانی کرنا ہوتا ہے۔ وہ خلیہ یا زائی گوٹ جس کے ذریعے ایک نئے انسان کی تخلیق کا آغاز ہوتا ہے۔ وجود میں آتے ہی اپنے جیسی کاپیاں بنانا شروع کردیتا ہے۔ ایک سے دو، دو سے چار، چار سے آٹھ، آٹھ سے سولہ، سولہ سے بتیس اس طرح نو ماہ یا اس سے کم عرصے میں ایک مکمل انسان وجود میں آجاتا ہے۔ یہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو کم و بیش پچاس ٹریلین خلیوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔

ڈی این اے ایک دوسرے سے لپٹی ہوئی دو ڈوریوں کی مانند ہوتا ہے۔ بچے کے مستقبل کے لامحدود امکانات، ناقابل شمار اطلاعات، معلومات اور پروگرام ڈی این اے میں اسٹور ہوتے ہیں۔ اسی کی مدد سے ایک ننھا سا غیر مرئی خلیہ اپنے اندر معلومات کا سمندر چھپائے ہوتا ہے۔ ڈی این اے پر موجود معلومات کو اگر لفظوں کی شکل دے کر لکھا جائے تو کتابوں کی بہت بڑی لائبریری وجود میں آسکتی ہے۔ بچے کے جسم کی تعمیر اور تاحیات اسے قابل استعمال رکھنے کیلئے جس نقشے کی ضرورت ہوتی وہ نقشہ یا بلیو پرنٹ ڈی این اے کی شکل ہر خلیے میں موجود ہوتا ہے۔ اعضا کی تیاری، بناوٹ تعمیر تنصیب کارکردگی سروس کوالٹی سے سب تفصیلات پہلے ہی سے ہر خلیے کے ڈی این اے میں کوڈز کی شکل کی موجود ہوتی ہے۔ مثلاً جسم کا سب سے اہم اور مرکزی کیمکل پلانٹ جگر کس طرح تعمیر ہوگا کب مکمل ہوگا اور کب کام شروع کرے گا۔ اس کی تعمیر کس قسم کا خام مال درکار ہوگا یہ مال کہاں سے آئے گا یا یہ کہ بچے کے بالوں اور آنکھوں کا رنگ کیسا ہوگا۔ کون سے عضو کی تعمیر کا کام کب اور کس مقام پر روک دیا جائیگا۔ بڑے ہونے کے بعد انسان کا مزاج

کیسا ہوگا؟ کون سی بیماری اسے پریشان کرے گی یا یہ کہ بچے میں ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کی کون سی خصوصیات پائی جائیں گی۔

خلیے میں ٹھیکیدار کا کردار آر این اے یعنی ریبو نیوکلیک ایسیڈ سرانجام دیتا ہے۔ تعمیر کے بارے میں تمام تفصیلات ڈی این اے کی ڈوریوں پر موجود ہوتی ہے۔ آر این اے انہیں اچھی طرح سمجھتا ہے۔ اور ڈی این اے کی زیرنگرانی نقشے کے مطابق تعمیر کا ابتدائی کام شروع کر دیتا ہے۔ مثلاً سب سے پہلے وہ ایک پروٹین کی تیاری شروع کرتا ہے۔ اس مقصد کیلئے اسے امائنو ایسڈ کے مختلف اجزاء کو جمع کرنا ہوتا ہے۔ آر این اے ان تمام اجزا کو موتیوں کی مانند پرونا شروع کر دیتا ہے۔ اس طرح جو پروٹین وجود میں آئے گی ممکن ہے وہ انسان کے دل کا پٹھا ہو یا ممکن ہے اس سے ٹانگوں کو سکیڑنے اور پھیلانے والا پٹھا بن جائے لیکن اس نے وہی چیز بنانی ہوتی جس کیبارے میں ڈی این اے نیا سے ہدایت دی ہو۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ آپ کی آنکھ کے ستائیس کروڑ چالیس لاکھ خلیوں میں ہر ایک میں موجود ڈی این اے وہ تمام فنی معلومات اور صلاحیتیں رکھتا ہے۔ جن کے ذریعے ایک مکمل انسانی بچہ دنیا میں آتا ہے۔

یہ سن کر حیرت ہوگی کہ اگر ایک انسان کے خلیوں میں سے ڈی این اے کے دونوں دھاگوں کو نکال کر ایک قطار میں رکھ دیا جائے تو یہ قطار زمین سے چاند کے فاصلے سے کئی ہزار گنا زیادہ بڑی ہوگی۔ ڈی این اے کے ایک دوسرے پر لپٹے ہوئے ان نادیدہ دھاگوں کو اگر تخلیق کا بلیو پرنٹ یا نقشہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ تخلیق کا یہ بلیو پرنٹ آج سے ساٹھ ستر سال پہلے تک بھی انسانوں کیلئے غیب کا درجہ رکھتا تھا اور آج بھی عام انسانوں کو نظر نہیں آتا لیکن ہم اور ہمارے اردگرد موجود تمام ڈی این اے حیات تخلیق کے اسی بلیو پرنٹ کے سبب عالم وجود میں آئے ہیں۔

انسان کے جسم میں جو خون گردش کرتا ہے وہ بھی لاتعداد سرخ اور سفید ذرات Red and white blood corpus پر مشتمل ہے۔ جو غذا ہم سبزیوں یا گوشت کی صورت

میں کھاتے ہیں ان میں لاکھوں جاندار جراثیم Bacteria موجود ہوتے ہیں۔ ان جراثیم کی بڑی تعداد سبزی یا گوشت پکانے کے بعد بھی زندہ رہتی ہے جو دودھ، انڈے، شہد یا پھر دوسری غذائیں کھاتے ہیں ان میں بھی یہی صورتحال ہوتی ہے۔ حدتو یہ ہے کہ جو سادہ پانی ہم پیتے ہیں اس میں بھی ہم روزانہ لاکھوں کروڑوں جاندار (جراثیم) کو اپنے جسم میں داخل کرتے ہیں یہ تمام غذائیں انسانی جسم کے کارخانہ میں داخل ہوکر مختلف تغیر کے عمل Process میں سے گذر کر خون بنتی ہیں یا پھر پیشاب پاخانہ اور دوسرے فضلوں کی شکل میں خارج ہو جاتی ہیں۔

باپ کی پیٹھ میں سے جو زندگی کے کیڑے (جراثیم حیات Life Cell) اکٹھے ہوتے ہیں ان میں سے ایک ایسا بھی ہوتا ہے جو کہ ماں کے بدن میں داخل ہوکر پرورش پاکے ایک نئی انسانی شکل اختیار کر لیتا ہے، جو جراثیم حیات ہمارے پیشاب پاخانہ اور دوسرے فضلات کے ذریعہ سے جسم میں سے خارج ہوتے ہیں وہ کبھی یوریا میں شامل ہوکر مختلف درختوں، پودوں کے جسم میں پہنچ جاتے ہیں جہاں سے وہ چوپایوں، بھیڑ، بکریوں وغیرہ غذا کی شکل میں عیاں ہوتے ہیں۔

انسان وحیوان (جانور) کے ٹھوس جسموں میں داخل ہونے والے جراثیم حیات Life Cell میں سے ایک سے مزید دو، پانچ، سات یا اس سے بھی زیادہ جراثیم الگ الگ یا پھر ایک جیسی صورتوں میں جنم لیتے ہیں، لیکن ان کی تعداد کم ہوتی ہے، اس عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ جراثیم حیات بھی دو حصوں پر مشتمل ہے۔

پہلا جرثومہ Cell سفر کرتے دوسرے جسم میں موجود ٹھرے (Still) جراثیم حیات سے اکٹھے ہوکر طاقت حاصل کرتے ہیں، جیسا کہ بجلی کا ارتھ اور کرنٹ اکٹھے ہوتے ہیں تو طاقت و توانائی بڑھتی ہے، بلکل اسی طرح مٹی، پتھر، درخت جانور انسان کے جسم میں پہلے سے موجود بیجان جراثیم دوسرے بیجان جراثیم Cell سے مل کر ایکٹو ہو جاتا ہے اور ان کی نشونما کا عمل خودکار طریقے سے شروع ہو جاتا ہے۔

لائف سیل کا سفر

جرثومہ حیات Life Cell مسلسل سفر کرتا ہے اور یہ کبھی نہیں مرتا ایک جرثومہ حیات ایٹم Atom کی طرح اپنے اندر کروڑوں جراثیم حیات کو سمو کر رکھتا ہے جس طرح نیوکلیئر (یورنیم) کو توڑتے ہیں بلکل اس طرح لائف سیل خودکار طریقے سے ٹوٹتا ہے اور مرکزی سیل سے جڑے جراثیم حیات اپنی مقررہ یا اپنی نسل کے دیگر جراثیم حیات سے ملک کر جسمانی (ٹھوس) شکل میں جنم لیتے ہیں، کسی بھی نسل کے ایک مرکزی جرثومہ حیات کے ساتھ ہر نسل اور ہر قسم کے انسان، جانور، کیڑوں، مکوڑوں، گھاس، پودوں، درختوں وغیرہ کے جراثیم حیات منسلک ہوتے ہیں اور جب یہ ٹوٹ کر یا اجتماعی سفر کرتے ہیں تب کسی بھی جسم (انسان، درخت، پودوں، جانوروں، کیڑوں، مکوڑوں وغیرہ) میں اپنی نسل کے موجود دوسرے سیل سے ملکر جنم لیتے ہیں۔ اور بقیہ جراثیم حیات اپنا سفر جاری رکھتے ہیں باپ کی پیٹھ میں موجود لاکھوں، کروڑوں جراثیم حیات Life Cell جمع ہوتے ہیں اور ان میں سے ماں کے پیٹ میں جا کر صرف ایک ہی جرثومہ انسانی شکل میں جنم لیتا ہے اور اس ایک مرکزی جرثومہ حیات کے ساتھ لاکھوں دیگر نسلوں جانوروں، پودوں، درختوں، گھاس، کیڑوا، مکوڑوں وغیرہ کے جراثیم حیات اس جسم سے پیشاب، پاخانہ، پسینہ آنسوؤں کی شکل میں خارج ہو کر زمین میں موجود کسی اور جسم، پودے، درخت، گھاس، وغیرہ کی خوراک بن کر داخل ہو جاتے ہیں، جہاں سے وہ گائے، بھینس، بھیڑ بکریوں وغیرہ کی خوراک بنتے ہیں اور ان جانوروں کے پیٹ میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور ایسے بھی جراثیم حیات ہوتے ہیں جو کہ ان جانوروں کے بچوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور دیگر نسل کے جراثیم حیات ان جانوروں کے پیشاب، گوبر، رال، پسینہ وغیرہ کی شکل میں خارج ہو جاتے ہیں، جو کہ چیونٹیوں، مکھیوں، کیٹروں وغیرہ کی غذا کی شکل میں ان کے جسموں میں داخل ہوتے ہیں۔

بہت سے جانور دوسروں جانوروں کو کھاتے ہیں۔ مثلاً درندے (شیر، بھیڑیا گیدڑ، کتا وغیرہ) جب ان چوپاوں کو کھا جاتے ہیں، تو یہ جراثیم Life Cell ان کے جسموں میں منتقل

ہوتے ہیں اور کچھ ان کی رتوبت (فضلات) کے ساتھ خارج ہوکر زمین میں ملکر دوبارہ پودوں اور درختوں میں پہنچتے ہیں اوران کی غذا بنتے ہیں۔

اور اسی ذریعے سے پھر کسی اور جگہ کسی دوسرے انسان یا جانور وغیرہ کی غذا کی شکل میں ان کے جسم میں منتقل ہوجاتے ہیں اسطرح یہ ایک (لامتناہی) نہ ختم ہونے والا حیاتی کا سلسلہ ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔ زندگی کے کیڑے (جراثیم حیات) Life Cells مختلف شکلوں اور جسموں سے گذرتے اور سفر کرتے رہتے ہیں۔ اور سفر کی اس اسٹیج پر لاکھوں جراثیم Life Cells میں سے صرف کوئی ایک کسی انسان، جانور، درخت یا پودے وغیرہ کی شکل میں اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔

جہاں اس کا سفر ختم ہوجاتا ہے۔ باقی جراثیم اس انسان جانور، درخت اور پودے وغیرہ کے جسم سے گذر کر کسی دوسرے جسم کی طرف منتقل ہونے کا اپنا عمل جاری رکھتے ہیں۔

جب تک ان کی منزل نہ آجائے ایسا سمجھیں کہ ایک انسان کی پیٹھ سے صرف ایک جرثومہ حیات Life Cell رحم مادر میں داخل ہوکر بچے کی شکل میں پیدا ہوا تو یہ جراثیم اپنی منزل تک پہنچ چکا مگر اس انسان کے جسم سے خارج ہونے والے لاکھوں کروڑوں جراثیم کو مختلف جگہوں پر مختلف شکلوں میں نمودار (ظاہر) ہونا ہے۔ ان کے فضلاتوں (رتوبتوں) کے ذریعے زمین میں ملکر ایک پودے میں بہت سے جاندار (جراثیم حیات) پہنچتے ہیں، ابھی ان میں سے بھی ایک کی منزل آئی جو اس پودے کی شکل میں ظاہر ہوا باقی دیگر جراثیم اس پودے کی شاخوں اور پتوں میں مختلف شکلوں میں موجود ہیں۔ ان کی منزل ابھی نہیں آئی۔ وہ کسی بکرے کی غذا بنتے ہیں اب بکرے کے جسم میں داخل ہونے والے زندہ جانداروں Lief Cells میں سے بھی ایک کی منزل آئی جو کسی بکری کے جسم میں داخل ہوکر اس کے بچے کی شکل میں ظاہر ہوا۔ باقی جاندار بکرے کو کھا جانے والے (انسان درندے وغیرہ) کے جسم میں داخل ہوئے، یہاں بھی صرف ایک کی منزل آئی باقی کسی دوسری جگہ منتقل ہوئے۔ بکری کا دودھ پینے والے انسانوں اور جانوروں کے

جسم میں داخل ہونے والے چند جراثیم کی منزل آئی اور دوسرے کسی اور جگہ پر انسان کے فضلات کی شکل میں منتقل ہو گئے اس طرح یہ سلسلہ مسلسل چلتا رہتا ہے، جراثیم حیات زندہ اور مردہ پھر زندہ جسموں میں سے گذر کر اپنی منزل کی طرف سفر جاری رکھتا ہے۔ ایسے جیسے ہم کسی سفر کرنے کیلئے مختلف سواریاں بدالتے ہیں۔ رکشہ، کار، بس ٹیکسی جہاز وغیرہ میں بیٹھ کر مختلف علاقوں مقامات وغیرہ سے گذر کر اپنی مطلوبہ منزل پر پہنچتے ہیں اور ان سواریوں میں سے کوئی بھی ہماری منزل نہیں ہوتی، اس طرح مختلف جاندار مختلف سواریوں (جسموں) سے گذر کر اپنی آخری منزل (جنم لینے) تک پہنچتے ہیں۔ پچھلے سارے جسم اس کی سواریا Carriers تھے ان Lief Cells جراثیم جانداروں کا مختلف پودوں، درختوں، جانوروں، شیروں، بھیڑیوں، کتوں، خنزیروں، گائیوں، بھینسوں، بکریوں، چیونٹیوں، کیڑوں مکوڑوں وغیرہ اور انسانوں کی شکل میں نمودار (ظاہر) ہونے یا ان کےجسموں میں سے گذرنے کا عمل تسلسل سے جاری ہے۔

کوئی جرثومہ حیات لاکھوں جسموں میں سے گذر کر اپنی مطلوبہ منزل تک پہنچ کر کسی نہ کسی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور نہ جانے کتنے ہی آج تک اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکے اور یہ تسلسل جاری ہے۔ ایک بار جنم لینے والے کو کسی دوسرے جاندار کی شکل میں اس دنیا میں جنم نہیں لینا، ہاں مگر اس انسان کے جسم سے جو جاندار (جراثیم حیات) گذرے ہیں اور ان کا سفر ابھی ختم نہیں ہوا ہے اور وہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں (عازم سفر) ہیں۔

لفظ جرثومہ یا جراثیم مطلب Life cell/Cell ہماری مقرر کردہ اصطلاح ہے اس کی کوئی سائنسی حقیقت نہیں ہے یہ صرف محض ذاتی مشاہدہ، تجربہ اور غور وفکر کے بعد آپکے آگے پیش کیا ہے واضح رہے کہ سائنس کی ارتقاء کا نظریہ Theory of Evolution اور جینیاتی نظریہ Genetic Theory دونوں ابھی تک نامکمل ہیں اور خود سائنس انکو نظریہ تھیوری ہونا تسلیم کرتی ہے۔ اللہ تعالی کا قائم کردہ نظام حیات ایسا ہے جسکی گہرایوں اور پیچید گیوں پر جتنا غور کرتے ہیں تو عقل کی حیرانی بڑھ جاتی ہے۔ قرآن کریم کی تنبیہوں کی آواز کانوں میں گونجتی ہے

کہ کیا تم غور نہیں کرتے؟ کیا تم شعور نہیں رکھتے؟ کیا تم بصیرت نہیں رکھتے؟

حضرت انسان کتنا قدیم ہے۔ حضرت آدم کو دنیا میں آئے کتنا عرصہ گذرا ہے اس بحث میں نہیں جاتے کیوں کہ بقول حضرت سچل سرمست مذاہب نے یہاں پر لوگوں کو الجھایا ہمارا موضوع ہے کہ سندھ کی سرزمین انسانوں وحیوانوں کا مرکز ہے یہاں ہی انسان وحیوان نے جنم لیکر پرورش پائی پھر تمام دنیا میں پھیلے یہ تو آج کی سائنس بھی تسلیم کرتی ہے۔

دنیا میں براعظموں کی حالت وتحرک اور سندھ

کروڑوں برس پہلے زمین ایک تھی اور پانی اس کے گرد ونواح میں تھا بعد میں زمین ٹکڑوں کی شکل میں ٹوٹنے کے وقت جب سات بڑے براعظم بنے اس وقت بھی سندھ کی سرزمین والا ٹکڑا اپنی موجودہ حالیہ جگہ پر تھا۔ عرب آسٹریلیا، افریقہ، امریکہ اور ہندوستان کے ٹکڑوں نے پانی پر تیرتے اور سفر کرتے ہوئے اپنا ارتقائی سفر کیا۔ ہندوستان کی دھرتی کا ٹکڑا ایشیا کی مشرق میں سندھ کی سرزمین سے مل گیا تھا۔ اور اب وہ (ہند) سندھ اور ایشیا براعظم سے دور ہو رہا ہے۔ کچھ صدیوں سے زلزلوں اور سیلاب کی تباہی کی اصل وجہ بھی یہی ہے۔ ابھی شدید زلزلے آئیں گے اور بڑے برفانی گلیشر بھی ٹوٹ کے پگھلنا شروع ہونگے۔ کیوں کہ ہند آفریکا سے جب ٹوٹا اور ایشیا سندھ سے جڑا تھا تو اس ٹکر کی شدید طاقت کے نتیجے میں ہمالیہ، کے ٹو، ماؤنٹ ایورسٹ اور دوسرے بڑے پہاڑ سندھ کی بکھری ہوئی مٹی کے فرش والے ٹیلوں کی شکل ہیں اور اب جبکہ ہند (ہندوستان) ایشیا (سندھ) میں پیوست ہونے سے بیزار ہو کر مشرق کی طرف تیرنے لگا ہے اس کے نتیجے میں دوبارہ کروڑوں برس سے پہاڑوں کی شکل لینے والی مٹی بکھر رہی ہے اور تمام دنیا کی زمین کا توازن بگڑ رہا ہے۔ سندھی سمندر سے پیسفک بحراوقیانوس اور دوسرے سمندروں کی چوڑائی میں اضافہ ہو رہا ہے اور انکی رفتار میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ جس کے نتیجے میں سندھ امریکا، افریقہ اور دوسرے براعظموں کے ممالک کی دھرتی سمندر کے اندر دھنس رہی ہے اور داخل ہو رہی ہے یہ سلسلہ تیز رفتاری سے جاری ہے۔

جس کا ثبوت سندھ کے ٹھٹہ، بدین اضلاع ہیں جن کی کئی کلومیٹر کی دھرتی سمندر میں غرق ہو چکی ہے۔ سندھی و عربی سمندر کی چوڑائی بڑھ رہی ہے۔ امریکہ و آفریکا کے بھی کتنے ہی علاقے سمندر میں غرق ہو رہے ہیں امریکہ کے 400 سے بھی زائد علاقوں اور سندھ کے کراچی، حیدرآباد، میر پور خاص اضلاع کو بھی سمندر غرق کرنے کے لیئے بڑھ رہا ہے۔ پاکستان، افغانستان، ایران، انڈیا، نیپال، جاپان، چین اور دوسرے ممالک میں آنے والے اس صدی کے زلزلے دن بہ دن شدید ہو رہے ہیں۔ 26 اکتوبر 2015 کے 8.1 کی طاقت اور 2005 میں 7.6 کی طاقت کے زلزلے ایک ہی دہائی میں آئے ہیں۔ لیکن اب بھی بڑے طاقتور زلزلے آئیں گے۔ 2050 تک میں برف کے پہاڑ ٹوٹنا شروع ہونگے اور امریکہ کی جنوبی منجمد سمندر کی برف پگھلنا شروع ہوگی۔ جس کی وجہ سے امریکی شہر نیو آرلینس، میامی، کیلیفورنیا، نیویارک، فلوریڈا ریاستوں کے تقریبا 414 شہر ڈوب جائیں گے۔

دنیا کی گرمی پد میں اضافہ ہوگا۔ برف پگھلنے کی وجہ سے سیلاب آئیں گے، زراعت تباہ ہوگی۔ سمندروں کی چوڑائی بڑھ جائی گی۔ علم طبقات الارض کے ماہرین کی جدید تحقیق کے مطابق دنیا کے تمام براعظم (کھنڈ) ایک جگہ کھڑے نہیں ہیں بلکہ مسلسل تحرک میں رہے ہیں۔ 20 کروڑ برس پہلے زمین کے تمام خشک خطے (براعظم) ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔ اس خشک زمین کے چاروں اطراف سمندر تھا۔ مختلف براعظم کھنڈر خطے اس عظیم زمین کے مختلف ٹکڑے الگ ہو کر تیرتے ہوئے حالیہ شکل تک پہنچے ہیں اور ابھی تک تحرک میں ہیں۔ اس موضوع پر رونلڈ شیلر کتاب Earth Continent are Adrift لکھا تھا اور یہ مضمون جولائی 1971 کے ریڈرس ڈائجسٹ کے انگریزی شمارے میں بھی شایع ہوا ہے، جس میں لکھتے ہیں کہ دنیا کی چار ارب 60 کروڑ برس علم طبقات الارض کی تاریخ میں سمندر ایک اکارڈین باجے کی طرح سکڑتے اور پھیلتے رہے ہیں اور براعظم طوفانی سمندر میں ایک پرانے جہاز کی طرح ہچکولے کھاتے رہے ہیں۔ یقیناً اس معمے کے کچھ حصے ابھی تک غائب ہیں اور سائنسدان تمام تفصیلات سے متفق نہیں

ہو سکے ہیں، لیکن ایک عمومی خاکے (نقشہ) سے سائنسدانوں کی اکثریت اس حیثیت سے اتفاق کر چکی ہے کہ یہ اب محض نظریہ نہیں رہا بلکہ اس کو سائنٹیفک سچائی تسلیم کیا گیا ہے۔

سمندری علوم کے ماہر سائنسدان مورس ایونگ کے الفاظ میں یہ تحقیق سائنس اور نسل انسانی کے لیئے اتنی اہم ہے، جتنی کہ سائنسدان آئن اسٹائن کے تحرک وقوت کے اصول۔ زمین کے تمام براعظم آپس میں ملے ہوئے تھے 20 کروڑ برس پہلے یہ زبردست براعظم ٹوٹنا شروع ہوئے، یہاں تک کہ آج کی موجودہ شکل یعنی 7 براعظم اور مختلف جزائر وجود میں آئے اور یہ تمام براعظم ایک زبردست طاقت کے ذریعہ جس کا مرکز نامعلوم ہے، مختلف اطراف میں بہہ رہے ہیں اور ان کی رفتار ایک سینٹی میٹر سے 15 سینٹی میٹر سالیانہ ہے، جو کے علم طبقات الارض کے مطابق یہ ایک بڑی رفتار ہے۔ اس کے بہت سی مثالیں ہیں مثلا سائنسدانوں کو یہ خبر ملی کہ بحر اوقیانوس کی چوڑائی بڑھ رہی ہے یورپ وامریکہ ایک دوسرے سے ڈھائی سینٹی میٹر سالیانہ کی رفتار سے دور ہو رہے ہیں۔

سمندر کی تہہ فرش کے تحرک کی رفتار کا حساب لگانے کے بعد سائنسدان یہ جان سکے ہیں کہ خشکی کے تمام براعظم پہلے کس شکل میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے مشرق ومغرب میں ایک بڑی دراڑ پڑی جس کی وجہ سے آفریقہ اور جنوبی امریکہ الگ ہوئے، انٹارکٹیکا اور آسٹریلیا الگ ہوئے۔ ہندوستان آزاد ہو کر شمال کی طرف تیرنا شروع ہوا۔

20 کروڑ برسوں میں زمین موجودہ شکل میں آئی۔ سب سے حیران کن کیس ہند کا ہے جو کہ افریقہ وانٹارکٹیکا سے الگ ہونے کے بعد شمال کی طرف 8 ہزار 8 سو کلومیٹر کا فاصلہ 18 کروڑ برس میں طے کیا اور ایشیا کے منہ میں سندھ کے مشرقی طرف اتنی قوت وطاقت سے داخل ہوا کہ اس کے آگے والی زمین ہمالیہ پہاڑ کی شکل میں اونچی ہو کر اٹھ گئی حالیہ اطراف میں زمین کے ٹکڑوں کا بہنا جاری رہا تو ہمالیہ اس سے بھی اونچا ہوگا اور پھر ہندوستان ایشیاء میں داخل ہونے سے تھک کر مشرق کی طرف بہنا شروع کریگا۔

ہندوستان پہلے آفریقہ براعظم سے جڑا ہوا تھا۔

جیسے کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ہندوستان (ہند) ملک آفریقہ براعظم سے جڑا ہوا تھا پھر وہاں سے ٹوٹا، براعظم ایشیاء (سندھ) عظیم ملک سے آ کر ملا رونلڈ شیلر کی کتاب میں دی گئی تصاویر بھی ریڈرس ڈائجسٹ میں دی گئی ہیں۔ ان تصاویر میں 4 نقشے بھی دکھائے گئے ہیں، جن میں واضح کیا گیا ہے کہ ہندوستان پہلے آفریقہ براعظم سے جڑا ہوا تھا۔ ہندوستان کا ان سے الگ ہونے کے بعد اور کروڑوں برسوں کی تبدیلیوں کے بعد ان کی جگہ موجودہ عرب خطہ کی شکل اختیار کی ہے۔

ان حقائق سے عیاں ہوا کہ ہندوستان (ہند) کا عظیم سندھ مملکت سے تعلق طوفان نوح سے پہلے ہوا۔ ابو ریحان البیرونی کی تحقیق میں سے ثابت ہوتا ہے کہ سندھ دنیا کا مرکز ہے اور ارتقا کا گھر بھی کیونکہ نیچرل سائنس، زولوجی، باٹنی، بایولوجی، کیمسٹری، آرکیالوجی، جیولوجی وغیرہ کے حساب سے بھی ہمارے پاس سندھ میں دنیا کی تمام اشیا موجود ہیں، دنیا کے تمام اقسام کے جاندار درخت پودے، فصل، بیج اور ہر قسم کی ٹھوس اور مایعہ پر مشتمل معدنیات اور زمین کی ہر قسم موجود ہے۔

اوائلی قدیم ارتقاء کے متعلق اور انسانی تہذیب کے تمام آثار سندھ میں موجود ہیں لیکن ارتقاء سے متعلق نظریہ Theories دینے والے تمام سائنسدان و محققوں کی تحقیق محض امریکہ، افریقہ اور یورپ کے جزائر اور سمندری ساحل مرکز رہے ہیں۔ اور سائنسدان تمام دنیا کی سرزمین کو سمندر سے نکلا ہوا تصور کر رہے ہیں، جبکہ اصل حقیقت اسطرح نہیں ہے۔ سمندروں سے کچھ جزیرے نکلے ضرور ہیں، لیکن ساری دھرتی نہیں نکلی۔

دھرتی، جانداروں اور انسانوں کی ارتقاء سے متعلق ابھی تک ایسی کوئی تحقیق نہیں ہو سکی ہے جو کہ ان کی تہہ (بنیاد) تک پہنچے۔ عالم، دانشور اور سائنسدان بھی اندازوں پر کام کر رہے ہیں جو کہ حقیقت کے کچھ قریب پہنچے ہیں مگر اب بھی اس پر تحقیق کی ضرورت ہے۔ اوپر دیئے ہوئے

تاریخی، مذہبی اور سائنسی حوالوں سے سندھ کی ارتقائی اور ارضیاتی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ یہاں اربوں سال پہلے لکی، کھیرتھر، ننگر پارکر، قلات اور دیگر پہاڑی سلسلے بنے اور بعد میں یہاں (سندھ میں) جانداروں کا جنم ہوا۔ یہاں پر ہی پرورش ہوئی جس کے بہت سے سائنسی ثبوت بھی ملے ہیں۔ فرانسیسی، آمریکن اور دیگر ملکوں کے سائنسدانوں کو کھیرتھر کے پہاڑی سلسلے قلات، لکی، آمری، جھرک، جھمپیر، ننگر پارکر کے علاقوں سے قدیم جانوروں (ڈائنوسارس وغیرہ) کے فوسلز ملے ہیں۔ آج بھی گاجی شاہ، بڈو جبل (پہاڑ) اور کاچھو کے علاقوں میں ایسے فوسلز بڑی تعداد میں موجود ہیں جبکہ ٹھٹہ ضلع کے جھمپیر، جھرک، جاتی تحصیلوں اوران کے آس پاس بھی یہ عجائبات زمین کے اندر دبے ہوئے ہیں کچھ دہائیوں سے ماہرین ان علائقوں سے فوسلز نکال رہے ہیں جبکہ ابوریحان البیرونی کے کھیوڑہ کے دشوار پہاڑی کی چوٹی کے اوپر دنیا کا سینٹر (مرکز) قرار دیئے گئے دائرے پر بھی ریسرچ کی ضرورت ہے، مذہبی تنگ نظری سے ہٹ کر اس پر جدید سائنسی اوزاروں اور تیکنک کے ذریعے عام کرنے سے نئے انکشافات ہونے کی توقع ہے۔

ابوریحان البیرونی جو کہ دنیا کا مانا ہوا جاگرافیدان، عالم اور سائنسدان تھا جس نے دنیا کی گولائی ناپ کر سندھ کو دنیا کا بیچ (مرکز) Center قرار دیا ہے اس کی تحقیق سے بھی ثابت ہوتا ہے اور یہاں ہر قسم کی معدنیات، نباتات، جاندار اور زندگی سے وابستہ ہر قسم کی چیزیں موجود ہیں، دنیا کے ہر قسم کے قدر رکھنے والے انسان بھی یہاں موجود تھے۔ یہاں ہر قسم کا موسم بھی موجود ہے تو پھر کیا یہ کہنے میں مبالغہ ہوگا کہ سندھ ہی دنیا کی ابتدائی ارتقاء کا مرکز ہے؟۔ ڈارون کی تھیوری ابھی تھیوری ہی ہے سائنس نے بھی ڈارون کے انسان کی پیدائش والے نظریے کو ابھی تک تسلیم نہیں کیا۔ جو سائنسدان انسان کی عمر کروڑوں سال بتاتے ہیں کیا وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ اس انسان کے جنم کی جگہ اور رہائش کہاں تھی؟ مذہب اور سائنس کے کچھ مشترکہ ماننے والے جو کہتے ہیں کہ حضرت آدم بہت بعد میں آئے ہیں ان سے پہلے بھی آدم گذر چکے ہیں !اگر اس آدم سے پہلے آدم تھا تو اس کی اولاد کہاں ہے؟ وہ اس دھرتی سے کہاں چلے گئے؟ بہر حال ایسی بہت سی مثالیں

ہیں مگر ہماری تحقیق کا مرکز سندھ ہے جو کہ کائنات میں زندگی کی تخلیق میں ماں کا کردار ادا کر رہی ہے۔ اس پر مزید تحقیق کی سخت ضرورت ہے۔ میں کوئی سائنسدان یا دانشور نہیں ہوں ایک عام انسان کی طرح مختلف ملکوں کے مختلف علاقوں اور جزیروں پر جا کر وہاں کے انسانوں، جانوروں، پرندوں پہاڑوں، میدانی اور برفانی علاقوں، پودوں درختوں وغیرہ کے ذاتی مشاہدات کے تحت اور سائنس، مذہبی و تاریخی کتابوں کے مطالعے کے بعد اپنے خیالات کو قلمبند کیا ہے۔

یہ صرف میرے خیال نہیں ان میں مختلف راز پوشیدہ ہیں جو اوپر دیئے گئے مضامین سے تعلق رکھنے والے ماہرین کی تحقیق کے منتظر ہیں، بغیر کسی سائنسی اوزاروں اور سہولتوں کے بغیر کسی کی مالی یا اخلاقی مدد کے، اکیلے 15 سال مسلسل سفر کر کے اپنی طاقت کے مطابق چھوٹے چھوٹے سائنسی تجربات کر کے مختلف زرعی بیجوں، پودوں اور درختوں کی نرسریاں لگا کر، بیج سے کونپل اور پودے سے درخت بننے، پھولوں سے دوبارہ بیج کی شکل لینے تک کے ذاتی مشاہدات، مختلف جانوروں، گائیوں، بھینسوں، بکریوں، بلیوں، کتوں وغیرہ کے حمل سے پیدائش تک کے مشاہدات، سانپوں، مینڈکوں، مچھلیوں وغیرہ کے انڈوں سے بچے نکلنے کے مشاہدات ذاتی طور پر کیئے ہیں۔ ان جانداروں، نباتات وغیرہ کے قد، رنگ، وزن، بناوٹ وغیرہ کے ذاتی مشاہدات کیئے ہیں۔

(قدیم سندھ) موجودہ پاکستان ہندوستان کے گجرات، مہاراشٹر، راجستان، افغانستان، ایران وغیرہ کے میدانی اور پہاڑی سلسلوں اور علاقوں کے مشاہدات ان کی بناوٹ، عمر، ان پہاڑوں میں موجود گھاس، پودوں، درختوں، جانداروں، معدنیات وغیرہ کے مشاہدات کر کے اپنی ناقص عقل کے مطابق ارتقاء کے عمل میں زندگی کو پڑھنے کی اور سمجھنے کی کوشش کی ہے۔

جس سے جراثیمی حیات (Life Cell) کو سمجھنے اور پڑھنے کی کوشش کی ہے۔ دھرتی پر ارتقاء کے سلسلے میں ڈارون ڈرائیو پیتھی کس اور اسٹرالوپتھی کس بن مانس کو انسان کا جدامجد کہتا ہے۔ بن مانسوں کی وہ نسل کروڑوں سال پہلے دنیا سے مٹ چکی ہے ! مگر میرا مشاہدہ تو یہ بھی ہے

کہ ڈالفن Dolfan مچھلی جو کہ انسان دوست بھی ہے۔ ہر بات کو سنتی اور سمجھتی بھی ہے مگر بول نہیں سکتی، اس میں بھی وہی انسانوں والی خصلتیں موجود ہیں۔ وہ اداس بھی ہوتی ہے، روتی بھی ہے، خوش ہو کر ہنستی بھی ہے، کھیلتی بھی ہے، یعنی جذبات وہ احساسات بھی رکھتی ہے ! آپ نے ایک چھوٹا جانور نیولا بھی دیکھا ہوگا وہ درختوں وغیرہ پر بھی چڑھ جاتا ہے۔ پچھلے پاوں پر کھڑا ہوتا ہے۔ آگے والے دونوں پاوں ہاتھوں کی طرح استعمال کرتا ہے۔ اپنے چھوٹے پنجوں میں چیزیں پکڑ کر کھاتا ہے۔ ریچھ، بھی بلکل انسان سے مشابہت رکھتا ہے، دونوں پاوں پر چلتا بھی ہے، انسان کے الفاظ سمجھتا اور ان پر عمل بھی کرتا ہے اور یہ نسل آج بھی ویسی ہی موجود ہے، تو پھر انسان سے اس کا تعلق کیوں نہیں ہے؟ میرے خیال میں ان کا تعلق انسان کے لائف سیل سے ضرور ہے، قدیم انسانوں جن کے قد میٹروں میں ہوتے تھے کے کمزور جراثیمی حیات Life Cell سے مذکورہ جانداروں کی نسل کے طاقتور جراثیم حیات سے ملاپ کے نتیجے میں ایسی شکلوں میں ٹھوس جسم بن کر وجود میں آئے ہیں۔ یعنی انسان ان جانداروں وغیرہ سے پیدا نہیں ہوا ہے، انسان کے جراثیم حیات کے ساتھ اس کے کمزور اور فالتو جراثیمی Cell کسی فالٹ کی وجہ سے اس شکل میں جنم لینے کے بجائے دوسرے جانداروں کی شکل میں پیدا ہوئے (جراثیم حیات بھی ایک دوسرے کو کھا جاتے ہیں) اور کبھی کبھی یہ دونوں ایک ہی ٹھوس جسم میں جنم لیتے ہیں جس کے نتیجے میں دو دھڑ، تین ہاتھوں یا ٹانگوں وغیرہ والے بچے انسانوں اور جانداروں میں پیدا ہوتے ہیں اور اس جاندار کے جسم میں طاقت و توانائی حاصل کر کے پرورش پا کر ایک نئی نسل نئی شکل میں ظاہر ہوئے ہوتے ہیں؟ ارتقاء سے متعلق نظریات Theories دینے والے سب سائنسدان اور محققین کی سوچ اور تحقیق کا بنیادی مرکز سمندر رہے ہیں اور سائنسدان ساری دنیا کی دھرتی کو سمندر سے نکلی ہوئی بتاتے ہیں، جبکہ اصل حقیقت اس طرح نہیں ہے، سمندر سے کچھ جزیرے ضرور نکلے ہیں، مگر ساری دھرتی نہیں نکلی، ہاں مگر یہ ضرور ہوا ہوگا کہ دھرتی کی سطح پر سیلابوں اور سونامیوں کے نتیجے میں

سمندر کا پانی اوپر چڑھ آیا ہوگا اور دھرتی کے اوپر کچھ عرصہ رہا ہوگا، جس کے نتیجے میں کروڑوں، لاکھوں سال بعد دھرتی کے خشک حصوں پر اپنے نشانات چھوڑ گیا ہے، بڑے بڑے ریگستان، ریت کے صحرا، کوہستان اور تھر اور عام میدانی علاقے جو کہ سمندری سیلابوں کے بعد خشک ہوئے تو ان کی سطح کے اوپر سپیاں، سبز کائی (لیسدار سبزہ) اور دوسرے سمندری نشان وہاں رہ گئے۔ سمندری سیلابوں کا پانی جو واپس سمندر میں نہیں جا سکا وہ دھرتی کے نیچے موجود بڑی جھیلوں، کھڈوں اور چشموں کی شکل میں ذخیرہ ہوگیا اور کچھ پانی دھرتی کے بلند مقامات پر بخارات کی شکل بن کر جم گیا اور اونچے پہاڑوں پر پہنچ کر برف اور گلیشئرز کی شکل میں تبدیل ہوگیا ہوگا، اس وجہ سے آج سائنسدان یہ سمجھ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ دھرتی (زمین) سمندر سے ظاہر ہوئی ہے، موجودہ صدی کے سائنسدان خود بھی مانتے اور کہتے ہیں کہ دھرتی (زمین) خشک تھی اور اس کے چاروں طرف پانی تھا اور بعد میں دھرتی میں دراڑیں پڑیں اور زمین 7 ٹکڑوں میں تقسیم ہوئی اور کچھ چھوٹے ٹکڑے بھی بنے جو پانی کے اندر ڈوب گئے اور بعد میں دھرتی کے چاروں طرف موجود پانی بھی ان دراڑوں میں آگیا جنہوں نے بڑے سمندروں کی شکل لے لی۔ اس طرح براعظم سمندروں کی وجہ سے ایک دوسرے سے دور ہوگئے یہ سمندر بڑھتے اور گھٹتے رہے اور سمندر کا پانی دھرتی کے اوپر بھی جاتا رہا، ان سب سمندروں کا مرکز نامعلوم ہے بعد میں کوہ کاف کا میگنیٹک (چمق) کا سلسلا بنا اور سب کا مرکز شمال یعنی 360 ڈگری بنا یہ سلسلہ دھرتی کا ٹوٹنا، سمندروں کا بننا۔ میگنیٹک سسٹم بننا وغیرہ 20 کروڑ سال پہلے ہوا تھا۔ دھرتی پر پہاڑ وغیرہ اربوں سال سے موجود تھے، جب دھرتی میں دراڑیں پڑیں اور 7 براعظم اور سمندر بنے اس وقت سمندروں میں طغیانی اور جوش تھا، میگنیٹک سسٹم کے وجود کے بعد سمندروں کا جوش ٹھنڈا ہوا، میرے خیال میں جب دھرتی کی سطح ایک تھی تب اس کے چاروں طرف موجود پانی نے سمندروں کی شکل اختیار کی تو اس سے پہلے بڑے اور نہ ناپے جانے والے گھرے کھڈے یا بلیک ہولز بنے جن میں بھی

میگنیٹک Magnatic Force موجود ہے، جس کا رابطہ 360 ڈگری پر موجود میگنیٹک سسٹم سے جڑا ہوا ہے۔ قرآن پاک میں دھرتی کی تھرلنگ (کپکپی) کو روکنے کیلئے جن کلوں (کیلوں) کا ذکر ہے وہ شاید یہ بلیک ہولز ہیں جو دھرتی کے چاروں طرف ہیں اور دھرتی پر موجود ان دیکھی ایک بڑی میگنیٹک قوت Force سے جڑی ہوئی ہے۔ اور دھرتی کو ساکن اور برابر رکھنے میں مصروف عمل ہیں۔ جب ان میگنیٹکس کی طاقت Energy بڑھتی ہے تب وہ باہر نکلنے کیلئے طاقت سے سفر کرتی ہے اور دھرتی کے اندر اپنے مقررہ مرکز سے الگ ہو کر کسی ایک طرف یا مرکز کے چاروں طرف دھرتی کے اندر سفر کر کے زمین میں دراڑیں ڈال کر باہر خارج ہوتی ہے اور زمین کے اندر سے باہر نکلنے کا راستہ نہ ملنے کی صورت میں واپس اپنی مقررہ جگہ کی طرف آتی ہے، توانائی کے طاقت سے نکلنے کی پہلی شکل دھرتی پر زلزلے کی اور خارج ہونے سے بچ کر واپس آنے والی توانائی آفٹر شاکس کی شکل لیتی ہے۔

سندھ میں کراچی کے نزدیک کارلس برگ نامی سمندری پہاڑ کے نیچے، کشمیر کے مظفر آباد، خیبر پختون خواہ کے افغانستان کے سرحدی علاقوں میں کئی سو ایٹم بموں جتنی توانائی موجود ہے اور اس توانائی کو باہر آنا ہے، اس سے کروڑوں سال پہلے لکی کے پہاڑی سلسلے میں سہون اور لکی کے نزدیک بھگوتوڑھو پہاڑ کے نیچے بھی طاقتور توانائی موجود تھی جو اس پہاڑ میں اپنے مرکز سے بہت سست رفتاری سے خارج ہوتی رہی ہے اور اب اس کی قوت (Force) ختم ہوگئی ہے، اب صرف بغیر طاقت والی گئس موجود ہے۔ پہاڑوں کا یہ سلسلہ دنیا میں سب سے پہلے بنا ہے اور اب پہاڑ کمزور ہو کر اپنی طاقت کھو رہا ہے۔ لکی کے پہاڑوں کا یہ وہ سلسلہ ہے جہاں دنیا کے پہلے جانداروں، نباتات وغیرہ نے جنم لیا اور پرورش حاصل کی ہے۔ پہلے کی نسبت اس وقت سائنس اپنی ترقی کے عروج پر پہنچی ہوئی ہے جدید سائنسی اوزار اور پیمانے موجود ہیں۔ جینیٹک سائنس نے ترقی کی ہے اب سائنس کو اصل حقیقتوں کو سچائی سے عیاں کرنا پڑے گا، ارتقاء سے متعلق سندھ کو

تحقیق کا مرکز بنانے سے بہت سے نئے انکشافات ہوں گے بہت سے پیچیدہ راز کھلیں گے اور دنیا کے سات بڑے براعظموں، انسانوں جانداروں وغیرہ کی ساری ارتقائی تاریخ ظاہر ہوگی، زلزلوں سے موسمی تبدیلیوں اور تباہیوں سے متعلق بھی گذرے اور آنے والے وقتوں کی معلومات ملیں گی۔

ہندوستان (ہند) اور سندھ کے زمینی ٹکڑوں کا آپس میں ملنا اور ٹکرانے کے نتیجہ میں ہمالیہ پہاڑوں کا سلسلہ وجود میں آیا۔ اس وقت جب دوبارہ ہندوستان مشرق کی طرف بہنے کے لیئے تحرک میں ہے تب مختلف خطوں میں موجود ایک دوسرے سے جڑی پلیٹیں تحرک میں ہیں، جس کے نتیجے میں دراڑ پیدا ہو رہی ہے۔

زمین کے اندر ہچکولے پیدا ہو رہے ہیں، ہندوسندھ کی زمینی پلیٹس میں تحرک کی وجہ سے جو کھسکنے کا عمل ہوا ہے اس کی رفتار 37 ملی میٹر سے چالیس ملی میٹر سالیانہ ہے۔ سندھ و عربستان (متحدہ عرب امارات، سعودی عرب اور دوسرے ممالک) یو ای اے اور کراچی کے بیچ میں سمندر کے اندر کارلس برگ نامی پہاڑ کے نزدیک جڑا ہوا ہے اور رن کچھ والا علاقہ بھی ان سے جڑا ہوا ہے اور ان سے یوریشن پلیٹ بھی جڑی ہوئی ہے۔ اب جبکہ ہندوستان حرکت کر رہا ہے تو ان پلیٹوں پر دباو بڑھ رہا ہے اور ایک بہت بڑے طاقت والے زلزلہ آنے کا امکان ہے، جس کی طاقت 50 سے 80 کلوٹن ایٹم بم کی طاقت کے برابر ہو سکتی ہے۔ جس کی وجہ سے سندھ (پاکستان کے تمام علاقے) چین، افغانستان، نیپال، امان، عرب امارات وغیرہ شدید متاثر ہوں گی۔ کراچی سے قدیم سندھ کے علاقے جو کہ اس وقت ہندوستان میں شامل ہیں اور اس کے حصے کہلاتے ہیں۔ رن کچھ، گجرات سے سریلنکا تک اس کے نتیجہ میں شدید متاثر ہونگے اور ان علائقوں کے موسم بھی تبدیل ہو جائیں گے۔

ماہرین کے مطابق دنیا میں زمینی پلیٹوں کی تعداد 8 ہے لیکن تازہ تحقیق اور مشاہدہ کے مطابق ان کی تعداد 8 پلیٹوں سے زائد ہے، اگر ہندوستان کے مشرق کی طرف سرکنے کا عمل

شروع ہونے میں تیزی آئی تو ہمالیہ والے پہاڑ بھی تیزی سے حرکت کرنا شروع کریں گے اور زمین کی تھرتھراہٹ وبچکولوں والا عمل شدید ہچکولوں کی شکل بھی اختیار کرسکتا ہے۔

مترجم کی طرف سے ضمیمہ

سرزمین سندھ کی قدامت اور تہذیبی اولیت کے کچھ حقائق

سندھ ارتقاء کا گھر شاہد علی ابڑو کا یہ کتاب جب عظیم سندھی زبان میں آئی تو فاضل مصنف نے خیر سگالی کے طور پر کچھ حضرات سے تاثرات لیکر شامل کیئے جن حضرات نے اپنی ایمانداری سے تبصرے لکھے وہ کتاب کی اہمیت سمجھ کر لکھے گئے لیکن ایک حضرت نے اپنی تنگ دلانہ سوچ، محدود علمی قابلیت، مخصوص قسم کے نظریات پر جس رائے کا اظہار کیا ہے۔

سندھ کی سرزمین، قدامت اور تہذیبی اولیت اس سائنسی و کمپیوٹرائز دور میں تمام دنیا میں مقبول ہوچکی ہے۔ اسی ضمن میں آمریکا کی خاتون محققہ اومیل کی تحقیقی کتاب بعنوان Danaing Shadows جس کا سندھی میں ترجمہ سندھو تہذیب ائیں سندھو دھرم جا یورپ میں قدیم آثار کے عنوان سے عطا محمد بھنبھرو نے کیا ہے جس میں انہوں نے سندھ کی تہذیب کو دنیا کی تہذیبوں مثلاً مصر، میسوپوٹیما، عراق، دجلا فرات کی تہذیبوں سے بالاتر کہا ہے اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ یہ تمام مذکورہ تہذیبیں سندھو تہذیب کا مقابلہ کسی بھی صورت میں نہیں کر سکتیں۔ لیکن سردار سندھی نامی ایک مصنف اپنی محدود سوچ اور کم علمی کے باعث ابھی تک دجلا فرات کی تہذیب میں پھنسا ہوا ہے کہ: دجلا فرات میں پرانے گاؤں ملے ہیں اور زراعت بھی وہاں شروع ہوئی۔ سندھی میں کہاوت ہے کیڈا نہن منہ مریم جو کیڈا نہن ٹنڈو الہیار یعنی کسی طرف منہ مریم توب کا کہاں رہا ٹنڈو الہیار، دجلا فرات والی تہذیب کا تو جنازہ بھی اس طرح نکل چکا ہے کہ اس تہذیب نے بھی سندھو تہذیب سے سبق سیکھا پھر تہذیبی عمل میں داخل ہوئے اس پر بحث کرنے سے پہلے آیئے کے محترمہ اومیل کا سندھو تہذیب سے متعلق تازہ تحقیق اور بین الاقوامی آرا کو دیکھیں کہ کس طرح دنیا میں سندھ کی عظیم تہذیب پر تبصرے ہورہے ہیں۔

وہ لکھتی ہیں کہ سندھ کی تہذیب بابل، سمیر (دجلا فرات) اور مصر کی تہذیبوں سے بہت پرانی ہے، جس کو ہڑاپہ کی تہذیب بھی کہا جاتا ہے۔ دنیا کے تمام مورخ اور علما کو یقین ہے کہ سب سے قدیم

تہذیب نا میسو پوٹیما (دجلا فرات) نا ہی مصر کی تہذیب قدیم ہے، لیکن دنیا کی پہلی قدیم ترین تہذیب سندھ والی ہے جس کی اراضی ان دونوں تہذیبوں کی مشترکہ پھیلاؤ سے بھی وسیع ہے۔ یعنی تمام تہذیبیں مقابلہ نہیں کر سکتیں۔1 ص 20

اب مذکورہ مصنف سے سوال ہے کہ آپ کس دور کی بات کر رہے ہیں دجلا وفرات والی تہذیب جو کہ میسو پوٹیما کہلاتی ہے۔ جب میسو پوٹیما یا مصر کی تہذیبیں ابھی بالغ بھی نہیں ہوئی تھیں تو ان سے کئی عرصہ پہلے سندھو تہذیب اپنے عروج اور کمال پر تھی۔ یہ سندھو تہذیب حضرت آدم کی تہذیب کہلاتی ہے۔ اس وقت سے جب حضرت آدم کا سندھ کی سر زمین پر نزول ہوا۔ سندھو تہذیب کی قدامت تو حضرت آدم سے شروع ہے جب آپ نے یہاں بود و باش اختیار کر کے تہذیب کی بنیاد ڈالی اور زراعت کھیتی باڑی کا رواج مروج کیا کہ آپ بتائیں کے دجلا وفرات میں کسی آدم نے زراعت کی؟ اس کا نام ونسب تو بتائیں جس نے دجلا وفرات میں زراعت کا شاہکار تعمیر کیا ہو؟ حضرت آدم تو سندھ میں تھا، کیا فرعون یا نمرود نے دجلا فرات کی تہذیب کی بنیاد تو نہیں ڈالی؟ جس کی قدامت سردار سندھی بیان کرتا ہے۔ جب آخری وفائینل آرا آ گئی ہے کہ:

سندھو تہذیب کا کوئی تہذیب مقابلہ نہیں کر سکتی جیسے مذکورہ حوالہ میں بیان کیا گیا ہے تو پھر اس دوسری آرا کی کیا اہمیت ہے اور کس دور میں اس پر تحقیق کی گئی تھی؟ یہ تو تازہ تحقیق ہے جو تمام علما اور مورخین کے حوالہ سے دی گئی ہے۔ نامور عالم حکیم حکمت نیاز ہمایونی صاحب لکھتے ہیں کہ:

اہل سندھ کی تاریخی عظمت کا اقرار ایک ایسی اہم حقیقت ہے جسکو مشرق ومغرب کے مدبر نہایت فراخدلی و دیانتداری کے ساتھ دنیا کے آگے پیش کرتے رہتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ کچھ مصلحت پسند قسم کے قلمکار کسی حضور شرمی یا بزدلی کے باعث اصل معاملات کو نظر انداز کرتے ہوئے نہ صرف اپنے تمدن سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں، بلکہ درست حقائق ومسائل کو گھما پھرا کر

---

1 سندھو تہذیب آئیں سندھو دھرم جا یورپ میں قدیم آثار مصنف آ میل مترجم عطا محمد بھنبھرو۔ ص 20 کویتا پبلی کیشن حیدرآباد 2009

ہاں آ کے بٹھاتے ہیں جہاں محض ویرانہ ہی ویرانہ ہو۔ حالانکہ خود اسلامی علمانے بھی اپنی تصانیف میں واضح الفاظ میں ان حقائق کا بخوبی اعتراف کیا ہے۔1 ص 64

دنیا کے سب سے پرانے گاؤں اور شہر تو سندھو تہذیب موہن جودڑو ہے جو علمائے مشرق و مغرب نے بیان کیا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ حوالہ میں نیاز ہمایونی صاحب نے نشاندھی کی ہے۔ ہل اور بیل گاڑی تو سندھ میں دریافت ہوئے وہ بھی حضرت آدم کے زمانہ سے ہیں پھر دجلا فرات میں زراعت کا پہلا رواج کیسے مروج ہوا، مذکورہ چیزیں جو زراعت کے لیئے اہم ہیں وہ ملتی سندھ کی سرزمین سے ہیں۔ عمل دجلا وفرات میں ہوتا ہے؟۔

حضرت آدم اور بیل گاڑی کی نسبت سے ایک مقامی مورخ وہ محقق علامہ عطا اللہ ضیا صاحب تو اپنی تصنیف میں یوں رقم طراز ہیں۔

When Adam (A.S) and his followers left the Indus valley (Sindh) they moved out in groups carring at their belongings on the back of their domesticated animals. A Vedic belived to be 12 karors years old carving of a bullic cart have been discovered in kherther range of Sindh, wich actually is much older and depicts the great historical human migration. (p. No, 145)

ترجمہ:۔ جب آدم اور انکے پیروکاروں نے وادی سندھ کو چھوڑا (ہجرت کی خاطر) تو وہ گروہوں میں تقسیم ہو کہ اپنے تعلق والے سامان کو جانوروں کی پیٹھ پر لدا۔ ایک تبرک جو کے بارہ کروڑ برس قدیم تھا بیل گاڑی کا نقشہ جو کہ سندھ میں دریافت کیا گیا جس میں انسان کی بہت بڑی تاریخی ہجرت کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔

اس حوالہ سے عیاں ہوا کہ بیل گاڑی جو کہ زراعت کی اہم پہچان ہے وہ زمانہ آدم

1۔ قدیم سندھ جی عظیم تہذیب مصنف نیاز ہمایونی ص 64 سہ ماہی الرحیم شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد سنہ 1966

سے سندھ میں دریافت ہوئی۔ اس وقت تو دجلا وفرات کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ نہ ہی عراق منظر عام پر تھا۔ پھر اس میں پرانے گاؤں کہاں سے پیدا ہوئے یا دریافت ہوئے۔ سردار سندھی کو دنیا کی تاریخ اور سندھی علوم کو اچھی طرح پڑھنا چاہیے پھر دجلا وفرات کے گاوں کا محاسبہ کریں۔ ان کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ دجلا وفرات کی بیچ میں قدیم تہذیب سمیر سے متعلق خود جدید تحقیق میں یہ واضح ہوا، انگریز مورخ ٹی ٹی والٹر آرنلڈ شیر۔ ڈونا ماری، گوئیر یز سمتھ اپنی نئی شہرآفاق تصنیف اقوام کی عالمی تاریخ کے صفہ 26، 29- 28 پر لکھتے ہیں کہ:

دنیا کی قدیم ترین تہذیبیں اندازاً 3500ق م میں عراق، 3100ق،م مصر سندھ 2500ق م میں اور چین میں اندازاً 700ق م میں شروع ہوئیں اس میں عراق کی سمیر تہذیب کو 3500ق م میں شمار کیا گیا ہے (ص26) آگے چل کر ص 29 پر لکھتے ہیں کہ: دجلا فرات میں تہذیب کی بنیاد ڈالنے والے سمیری سندھی تھے آج تک ملی ہوئی معلومات کے مطابق تمام دنیا میں سمیری ہی وہ پہلے لوگ تھے جنہوں نے 3000ق م میں تحریر کا فن ایجاد کیا۔ سمیری تحریر کی ایسی تختیاں 9000ق م جیسے قدیم زمانہ میں سے ایسی رسید کے طور پر استعمال ہوتی تھیں۔ 1

چھان بین اگر وہ اتنی قدیم تھیں تو ان کی الفابیٹ پڑھی و سمجھی گئی ہے۔ سندھو تہذیب کی کیوں نہیں جب کہ سمیری عراق میں آئے 3500ق م میں پھر 9000ق م وہ تحریریں سمیریوں سے کیسے منسوب ہوسکتی ہیں۔ آگے صفحہ 28 پر لکھتے ہیں 3500ق م سمیری جنوب مشرق سے ہجرت کر کے آئے۔ عراق کے جنوب مشرق میں کون سا ملک ہوگا؟ سیدھی بات یہ ہوئی کہ وہ وادی سندھ ملک تھا، جہاں سمیری ہجرت کر کے عراق میں ٹھیک 3500ق م پہنچے، جہاں انہوں نے لاجواب تہذیب کی بنیاد ڈالی جو کے وہ سندھ کے اصل باشندے ہونے کی وجہ سے سیکھ گئے تھے۔ وہ اپنے تعلقات پھر بھی بہت عرصہ اپنے آباواجداد سندھیوں سے قائم رکھتے آئے، جس کو وہ میلوھا

Hamida Effeet The Valley of Mehran, Author Athaullah Zia P. No. 145
Zia Publication Karachi & Lahore, year 2014, 2nd Edition)

اقوام کی عالمی تاریخ مصنفیں ٹع ٹع والٹر آرنلڈ شیر۔۔۔) ص(26- 29

نامی ملک سے پکارتے تھے جس کا اصل نام موہن ہے جو کے بعد میں موہن جو دڑو نام سے پہچانا جاتا ہے۔ آخر میں مذکورہ کتاب کے صفحہ 26 پر موہن جو دڑو والی تصویر کے نیچے یہ سنہری لفظ خود لکھتے ہیں اور سندھ کی عظمت کو عظیم قرار دیتے ہیں کہ:

دنیا کی مہذب ابتدائی تھذ یبوں میں موھن جو دڑو کی حیثیت سب سے بالاتر قرار دی جاتی ہے، اوپری حصہ میں اس عہد کی سیبولک مہر (نشان) حیرت کی حد تک انفرادی و مثالی ہے۔

پھر شاھد علی صوف ابڑو نے سچ لکھ کر کونسا غضب کیا اب تو یہ بات دجلا فرات پر لکھنے والی کتب سے بھی ثابت ہوگئی کہ سمیری سندھی لوگ تھے جو دجلا فرات جا کر سندھو تہذیب کی ایک شاخ سمیر کی بنیاد ڈالی۔

سردار احمد سندھی کو واضح کر کے بتاتے چلیں کہ دجلا فرات میں تہذیب کی بنیاد ڈالنے والے سمیری اصل میں سومرا قبیلے میں سے تھے جو وہاں جا کر سومرا کے بجائے سمیر کہلانے میں آئے اس ضمن میں ایاز بھاگت اپنی تصنیف سندھ جی تاریخ حصہ دوئم میں لکھتے ہیں کہ؛

ماہرین کی تحقیقات میں سے عیاں ہے کہ سمیری سندھی تھے جو کہ ایران سے ہوتے ہوئے عراق کے مغربی کونے میں آباد ہو گئے۔ میری تحقیق کے مطابق سندھ کے سومرے اور عراق کے سمیری ایک نسل ہیں۔ غالباً سومرا میں سے تبدیل ہو کے سمیری کہلائے گئے۔ سمیری سندھیوں کی طرح گندمی رنگ کے ہیں۔ یہ تو میری رائے ہے لیکن مہر عبدالحق سومرو کو پکا یقین ہے کہ سمیری و سومرا ایک نسل کے آدمی ہیں۔ ایچ جی ویلز نے لکھا ہے کہ سندھی و عراق کے سمیری دونوں ہم نسل ہیں۔ سیدنی سمتھ لکھتے ہیں کہ بابل کے سمیرین اور سندھ کے باشندوں کے درمیان خونی رشتہ ہے۔ 1 ص۔ 64-624

مذکورہ حوالہ میں مصنف نے مقامی مورخوں اور ودیشی لیکھاریوں کے حوالہ جات سے عیاں کیا ہے کہ میسوپوٹیما عراق میں ہجرت کر کے آنے والے سمیرین، سندھی سومرے تھے۔ جنھوں نے سندھو تہذیب کی ایک شاخ سمیر کی بنیاد عراق کے دجلا فرات میں ڈالی۔ ایاز بھاگت،

سردار احمد چنہ سندھی کا پڑوسی ہے، مزید اس سے تصدیق کر لے اگر ان کو اس حوالہ پے یقین نہیں آئے تو۔۔۔ ! سردار سندھی کو معلوم نہیں۔لیکن ان کی معلومات میں اضافہ کے لیئے واضح کیا جاتا ہے کہ دجلا فرات کے دوآبہ (عراق) میں موجود سمیر سندھو تہذیب کی ایک ادنی شاخ ہے اب آیئے کہ وہ کس طرح۔۔۔؟

دجلا فرات (عراق) میں موجود سمیر سندھو تہذیب کی ایک شاخ سمیر کے علاقہ کو میسو پوٹیما کہا جاتا ہے۔جس کا مفہوم ہے دو دریاؤں کی سرزمین (دوآبہ) درحقیقت یہ ایک یونانی مرکب لفظ ہے میسوس کی معانی ہیں درمیان پوٹامس کی معانی ہیں دریا یعنی دریاؤں کے درمیان کی زمین سے مل کر بنا ہے۔یہ نام موجودہ عراق اور شام کے کچھ حصوں پر مشتمل اس علاقے کے لیئے استعمال کیا جاتا ہے، جو دریائے دجلا و دریائے فرات اور اس کی شاخوں سے سیراب ہوتا ہے۔ بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ نام کسی خاص تہذیب سے متعلق نہیں بلکہ کسی بڑی تہذیب کی شاخ میں سے ہے اس بڑی تہذیب کا نام ہے سندھو تہذیب میسوپوٹیما کوئی خاص علاقہ نہیں اس ضمن میں تاریخ کا سفر کے مصنف لکھتے ہیں۔

میسوپوٹیما کی چونکہ قدرتی سرحدیں نہیں اس لیے اسے کسی خاص علاقے تک محدود رکھنا یا بتانا مشکل ہے۔کھلا خطہ ہونے کی وجہ سے پڑوسی ممالک کی ثقافت اور رنگ اس پر اثر انداز ہوتا رہا ہے۔جبکہ اس کی پوری تاریخ تجارتی روابط غیر ملکی قبائل کی آمد اور عسکری تصادم سے بھری پڑی ہے۔1 ص 193

مذکورہ حوالہ میں سے عیاں ہوا کہ دجلا فرات میں مقامی قبائل نے کوئی تہذیبی عمل اختیار نہیں کیا بلکہ غیر ملکی قبائل اسے بساتے رہے ہیں۔ان میں سمیری سندھی قبیلہ بھی ایک ہے جس نے دجلا فرات کو ایک شاہکار تہذیب کا وارث بنایا اس سے پہلے وہ کوئی خاص علاقہ نہیں تھا۔سندھو تہذیب جو میسوپوٹیما کی خالق ہیاس کو ترجیح دینا ایک قسم کی احساس کمتری ہے۔

1۔سندھ جی تاریخ (حصہ دوئم) مصنف ایاز بھاگت ص 64-462، ایاز اکیڈمی لاڑکانہ 2013

دجلا فرات میں سندھو تہذیب کی ایک ادنی شاخ سمیر کی بنیاد ڈالنے والے سومرہ سندھی جو کہ آگے چل کر سومیر کہلانے میں آئے سے متعلق ایاز بھاگت کی تصنیف کا حوالہ پہلے آچکا ہے لیکن تاریخ کا سفر کے مصنف کا مزید حوالہ یہاں درج کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ؛

5000 قبل مسیح وسطی ایشیا (سندھ) کے سومیریوں نے شینار کے جنوبی حصے کے میدانوں میں رہائش اختیار کی۔ دو ہزار سال بعد اسی کا نام بابل رکھا گیا۔2 ص 467

مذکورہ حوالہ جات میں سے عیاں ہوا کہ دجلا فرات والے علاقے کو سندھیوں نے ہی آباد کیا اور وہیں سندھو تہذیب کی ایک شاخ سمیر کی بنیاد ڈالی۔ میرے خیال میں دجلا و فرات کی تہذیب کو سمجھنے کے لیئے یہ دلائل کافی ہیں۔ مزید مشورہ ہے کہ وہ محترمہ اومیل کی تصنیف کا بغور مطالعہ کیا جائے۔

حضرت آدم کے بیٹے حضرت شیش (سندھ اول) کہ سوا کسی دوسرے بیٹے کی اولاد نہیں ہے۔ اب آتے ہیں ان کے نوشتہ ص 36 پر جس میں علامہ جلال الدین سیوطی کے ایک حوالے پر انحصار کیا ہے کہ بس یہی اصل حقیقت ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی اور شہید مخدوم بلاول دونوں ہم عمر عالم تھے۔ اگر ایک نامور عالم سے ابن اسحاق کی قدیم روایت ملتی ہے تو پھر 1956 میں شایع شدہ کتاب آئینہ قدیم سندھ کی غلط قیاسی رائے کے مطابق کتاب حضرت سندھ میں جان بوجھ کر حضرت شیش کو سندھ اول بنایا گیا ہے اس کتاب میں بھی اس کی تقلید کی گئی ہے۔

سردار سندھی کے علم میں اضافہ کے لیئے جواباً عرض ہے کہ؛ اگر علامہ جلال الدین سیوطی ابن اسحاق کی قدیم روایت کو مضبوط دلیل جان کر اس پر انحصار کرتے ہیں تو اس کے برعکس ابن عربی نے اپنی تصنیف فتوحات مکیہ میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ؛

اِن اللہ خلق ماءالف آدم۔ ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالی نے ایک لاکھ آدم پیدا فرمایا۔1

اب اگر سیوطی و ابن اسحاق کی ان روایات کو مکمل سمجھ کر عمل کریں تو پھر کیا اتنے بڑے

---

1 تاریخ کا سفر مصنف ذوالفقار ارشد گیلانی (ص 193) علم دوست پبلیکشنز لاہور 2003

2، ایضا۔۔۔

بلند پایہ عالم اور حدیث سے کیسے منہ پھیریں، جب کہ قرآن مجید میں محض ایک آدم کا ذکر ہے

اب آتے ہیں اس سوال پر کہ حضرت آدم کی اولاد میں سے سوائے حضرت شیش (سندھ اول) اور قابیل قاتل کی کفار اولاد کے اور دوسرے بیٹوں کی نشاندھی کسی بھی تاریخی ماخذ یا پھر حدیث یا شجرہ نسب سے ثابت نہیں۔ اس ضمن میں عرب تاریخ کی مستند کتاب تاریخ طبری کے مصنف علامہ ابن جعفر محمد بن جریر طبری فرماتے (لکھتے) ہیں کہ:

اس وقت تمام بنی آدم کا نسب حضرت شیش سے ہی ملتا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ شیش کے علاوہ باقی سب اولاد آدم کی نسل ختم و فنا ہوگئی، ان میں سے کوئی نہ رہا صرف شیش کی نسل چلی، لہذا اب یہ سب شیش (سندھ اول) کی اولاد سے ہیں (ص 96)

مذکورہ تاریخ طبری کے اس حوالہ اور جامع وضاحت سے عیاں ہوا کہ حضرت آدم کے بیٹوں میں سے حضرت شیش (سندھ اول) کے سوا کسی بیٹے کی باقی اولاد قائم نہیں، تمام فنا ہو گئے تو سردار سندھی کس طرح حضرت آدم کے دوسرے بیٹے سندھ کی اولاد کو جنم دینگے؟۔ جبکہ تاریخ طبری کے متعلق تاریخ ابن خلدون کا مصنف علامہ عبدالرحمان بن خلدون کہتا ہے کہ میں نے تاریخ طبری کو مستند پایا ہے چونکہ ان کے حوالہ جات قرآن کریم، احادیث، توریت شریف پر مشتمل ہیں۔ اتنے بلند پایہ عالم نے تاریخ طبری کی مستندیت سے متعلق ایک بڑا بیان فرمایا ہے۔ اور اسے کیسے رد کریں؟ آئینہ قدیم سندھ کے مصنف نے توریت شریف کے حوالہ سے سب کچھ لکھا ہے۔

جہاں تک آئینہ قدیم سندھ کے مصنف کا تعلق ہے تو اس ضمن میں معلومات دیتے چلیں کہ شمس الدین قریشی نامور ادیب جمال ابڑو کے سسر ہیں۔ جمال کے والد گرامی علامہ علی خان ابڑو صاحب بھی بلند پایہ عالم تھے اور قرآن کریم کی سندھی تفسیر بھی آپ نے لکھی ہے۔ علامہ علی خان ابڑو کے تعلقات شمس الدین قریشی کے ساتھ کیسے تھے یہ تو ان کی رشتیداری سے بھی عیاں

---

1 التجر بات الابراہمیہ مصنف محمد ابراہیم جکھرانی (ص 382)

1 تاریخ طبری: مصنف علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری (ص 96) حصہ اول اردو مترجمین مولانا محمد اصغر مغل و مولانا اعجاز احمد صمدانی، دارالاشاعت پبلشرز اردو بازار کراچی (2011)

ہوتا ہے۔شمس الدین صاحب بھی کوئی کم آدمی نہیں تھے انہوں توریت شریف سے تمام حوالہ جات اخذ کیئے ہیں، اپنے ہاتھ کے کوئی حوالے نہیں بنائے کہ اس کی تحریر کو قیاسی کہا جائے۔

آئینہ قدیم سندھ کے مصنف نے صاف واضح طور پر توریت شریف کی نسبت سے حضرت شیش عرف سیت عرف عام حضرت سندھ اول کا حوالہ دیا ہے

سردار احمد سندھی کے پاس تاریخ طبری کے برعکس کونسی پکی و سچی سند ہے۔جس کی وہ وضاحت کرنا چاہتا ہے۔طبری جیسا عالم کہتا ہے کہ حضرت آدم کے بیٹوں میں سے حضرت شیش عرف سیت عرف عام حضرت سندھ اول کے سوا کسی اور دوسرے بیٹے کی اولاد اللہ تعالی نے اس سر زمین پر نہیں چھوڑی، حتی کہ قابیل قاتل کی کفار اولاد کو بھی جہاد ادریس اور طوفان نوح میں غرق کر دیا گیا۔اب اس کی بھی اولاد نہیں تو حضرت شیش عرف سیت عرف عام حضرت سندھ اول کے دوسرے بیٹے سندھ نامی کی اولاد کہاں سے ٹپکی۔جس کی سند میاں سردار سندھی کے پاس ہے اگر کوئی ایسی سند ہے تو انہوں نے 2004 سے لیکر اب تک تقریبا 15 برسوں میں کیوں عیاں نہیں کی؟ حضرت سندھ کتاب تو 2006 میں سندھی ایڈیشن اور 2008 میں اردو ایڈیشن میں شایع ہوئی اب تک اس کے متعدد ایڈیشن آچکے ہیں۔

آئینہ قدیم سندھ پر نقاد کو کیا اعتراضات ہیں۔؟

میاں سردار احمد خان چنہ سندھی صاحب آئینہ قدیم سندھ اور ان کے مصنف پر آپ کو اعتراض اس لیئے ہے کہ انہوں نے عظیم سندھ کی تاریخ و جغرافیہ کو الہامی کتب خصوصا توریت شریف سے نشانبروعیاں کیا۔اس جیسا کام علامہ جلال الدین سیوطی کا تو کسی کو نظر نہیں آتا جو کہ انہوں نے عظیم سندھ سے متعلق کیا ہو۔آئینہ قدیم سندھ کے مصنف کا کام سندھ کی نسبت سے علامہ سیوطی سے بلکل شاندار قابل قدر قابل تحسین اور قابل اعتماد ہے۔ایک عالم توریت شریف جیسی الہامی کتاب کا حوالہ دیکر سندھ کی تاریخ و جاگرافی کی نشاندھی کرتا ہے جس کا تحسین اظہار

سردار سندھی کے ساتھ شایع شدہ تبصرہ قاضی مقصود احمد کا شاہد علی ابڑو کی اس تصنیف سندھ ارتقا کا گھر میں دیا گیا ہے۔ آئینہ قدیم سندھ ایک جامع دستاویز ہے جس سے آنے والے مورخ و محقق استفادہ کرر ہے ہیں۔ علامہ سیوطی کی ذکر کردہ کتاب سندھ کی تاریخ و جاگرافی کی نسبت سے کوئی رہنمائی نہیں کرسکتی تو پھر آئینہ قدیم سندھ کے بجائے انکو اہمیت کیوں دیں؟

حقیقتاً سندھو تہذیب ہی دنیا کی اول نمبر تہذیب ہے دجلا و فرات انکے بچڑے ہیں۔ ان کی اتنی قدامت نہیں کہ وہ اپنے اباواجداد کے قد و قامت کا سامنہ کریں۔

مذکورہ تاریخ و جغرافیہ سے ثابت کیا ہے کہ تمام براعظم ایشیا (کھنڈ) سندھ ملک کی حدود ہیں یہ بات انہوں نے توریت شریف سے ثابت کی ہے جس کی نشاندھی تاریخ طبری کا مصنف کرتا ہے کہ حضرت آدم کے بیٹوں میں سے کسی اور بیٹے کی اولاد دنیامیں اب باقی نہیں تاریخ طبری تو آئینہ قدیم سندھ سے پہلے لکھی گئی ہے۔

پھر آئینہ قدیم سندھ کی طرف آئیں۔ تاریخ طبری کا یہ بیان قیاسی ہے کہ اولاد حضرت آدم میں سے حضرت شیش (سندھ اول) کے سوا کسی بھی آدم کے بیٹے کی اولاد باقی دنیا میں نہیں رہی۔ کیا اس ضمن میں تمام دستاویزات قیاسی ہیں۔؟ "آئینہ قدیم سندھ "اور تاریخ طبری نے بھی ان دستایزات سے استفادہ کیا ہے اپنے ہاتھ سے حوالہ جات نہیں بنائے۔ میں یہاں موقعہ کی مناسبت سے حضرت علی المرتضی رضہ کے اقوال میں سے ایک قول نقل کرتا ہوں آپ نے فرمایا؛

خاموشی عالم کے لیئے زینت کا باعث اور جاہل کے لیئے جہالت کی۔ پردہ پوشی ہے۔

(ص140)1

آئینہ قدیم سندھ کے مصنف کا سندھ کے متعلق کام علامہ سیوطی سے بڑاا وراہم ہے۔

سردار چنہ کے لیئے واضح ہو کے آئینہ قدیم سندھ کے مصنف مقامی آدمی ہیں جنہوں نے سندھ کی تاریخ و جغرافیہ کو مشاہدہ کے طور پر خود دیکھا پرکھا ہے۔ جس کی نشاندھی ان کا تعارف لکھنے والے ایک قلم کار آغا محمد نواز خان نے یوں کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ؛

اس کتاب کے لیئے آئینہ قدیم سندھ کے مصنف ادیب قریشی صاحب کے خیالات ہیں کہ تاریخ کے بیانات ہمیں حضرت آدم سے لیکر ملتے ہیں۔ جس سے جغرافیہ کا تعلق ہے جو کہ اس دنیا کی ہے۔ ایسا نہیں کہ وہ آدمی اور تھے اور زمین بھی اور تھی لیکن وہی لوگ تھے جس کی ہم نسل ہیں۔ اور یہی دنیا ہے جس پر ہم بود و باش اختیار کیئے ہوئے ہیں۔ ان ہی لوگوں کا تذکرہ مختلف مذہبی کتب میں آیا ہے۔ جو کے وقت کی تاریخ و جاگرافی

ہے، لیکن ہم نے اس کتب کی جڑ میں جا کر انکو تلاش کرنا اور سمجھنے کی کبھی بھی کوشش نہیں کی ہے۔ جس وجہ سے گمراہی و اندھیروں میں رہے ہیں۔ میاں شمس الدین صاحب نے وہ کام کیا ہے جس کی قدر صاحب قدردان کریں گے اور صاحب قدردان ہی ان کی افادیت سمجھتے ہیں: ص 14-13

مذکورہ حوالہ میں آئینہ قدیم سندھ کے مصنف کے کام کی اہمیت بیان کی گئی ہے، جو کہ علامہ سیوطی کی نسبت سے کہیں زیادہ اور اہم ہے، چونکہ وہ تو حضرت آدم کے اس بیٹے کی محض نشاندھی کرتا ہے جس کی اولاد دنیا میں نہ ہی پیدا ہوئی نہ ہی فروغ پایا اور نہ ہی کوئی مذہبی و تاریخی دستاویز ان کی نشاندھی کرتی ہے۔ اسی ہی کتاب کے صفحہ 18- 20 تک میں حضرت شیش عرف سیت عرف عام سندھ اول اور آئینہ قدیم سندھ کتاب کی اہمیت اور عظمت پر یوں تبصرہ کیا گیا ہے:۔ مقصود قاضی لکھتے ہیں کہ،

میرا تعلق بھی مصنفین کے اس گروہ سے ہے جو کہ حضرت شیش کو سندھ کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور پہلے انسان کے طور پر جانتے ہیں اور سندھ ملک پر یہ نام حضرت شیش کی نسبت سے پڑا تسلیم کرتے ہیں۔ جب برصغیر میں انگریزوں کے دور میں تاریخ کو تحقیقی اصولوں کے مطابق لکھنے کا رواج پڑا، تب شاید شمس الدین رکن الدین قریشی پہلا آدمی تھا جس نے آئینہ قدیم سندھ نامی کتاب لکھ کر قدیم ماخذات میں دیئے گئے اشاروں و آثار قدیمہ کے حوالے سے کی گئی جدید تحقیق کی مدد سے تفصیل کے ساتھ سندھ کے اس قدیم تشخص کو عیاں کرنے کی کوشش کی گئی

(1) مخزن اخلاق: مترجم (سندھی) نور حیدر سومرو (ص140) محمد عظیم کتب خانہ شاہی بازار شکار پور۔
1۔ آئینہ قدیم سندھ مصنف شمس الدین قریشی (ص13- 14) احمد بک سیلر حیدرآباد 1956

ہے۔یہی کاوش آج تک جاری ہے اور سندھ کی عظمت کے قائل علما نئے حوالوں سے سندھ کے اس قدیم تشخص کو عیاں کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ بھائی شاہد علی ابڑو بھی ان میں سے ایک ہیں۔ص 20- 18

مندرجہ بالا حوالے میں ایک مقامی محقق نے حضرت شیش عرف عام سندھ اول کی واضح نشاندھی کرنے کے ساتھ کتاب، آئینہ قدیم سندھ، اور انکے مصنف کی عظمت بیان کی ہے۔

---

2 سندھ ارتقا جی جا، مصنف شاہد علی صوف ابڑو ص 20 -18 اپل ابڑو پبلی کیشنز میہڑ سنہ 2016

ماخذات وحوالہ جات

1 قرآن کریم فرقان حمید

2 رگوید بھٹارو (بھلارو)

3 توریت شریف

4 تاریخ طبری۔ مصنف علامہ ابوجعفر محمد بن جریر طبری

5 The Vally of Mehran: Attaullah zia

6 تاریخ حضرت سندھ (حصہ چہارم) مصنف جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی

7 تاریخ کا سفر مصنف ذوالفقار ارشد گیلانی

8 مادہ پرستی ائین خدا جو وجود مصنف علی نواز جمال شاہ

9 میری آخری کتاب مصنف ڈاکٹر غلام جیلانی برق

10 سندھو ماتھر کی سبھتا مصنف محمد ادریس صدیقی

11 بلوچستان میں سندھی بولی۔ مصنف ڈاکٹر داد محمد بروھی

12 ام الکتاب مفسر مولانا ابوالکلام آزاد

13 معارف سرائیکی مصنف سید نور علی ضامن حسینی

14 اگر اب بھی نہ جاگے تو معہ کلکی اوتار مصنف علامہ شمس نوید عثمانی

15 تاریخ ابن خلدون مصنف علامہ عبدالرحمان بن خلدون

16 Haqaiqul, Quran: Author Dr Abdul Rauf Soomro

17 حضرت سندھ شخصیت تاریخ والا د (اردو) مصنف جاموٹ حاجی خان چاچڑ سندھی

18 راہ معرفت، مصنف: مولانا کمال الدین المترشد

19 آئینہ قدیم سندھ، مصنف شمس الدین قریشی

20 سندھ ارتقا جی جا، مصنف: شاہد علی صوف ابڑو

21 سندھو تہذیب ائیں سندھو دھرم جایورپ میں قدیم آثار، مصنف اومیل (مترجم سندھی)
عطا محمد بھنبھرو
22 نائج نامہ (قلمی) مصنف: آریہ ڈاکٹر لعل بخش نائج سندھی
23 تجربات الا ابراہیمہ مصنف: محمد ابراہیم جکھرانی
24 مخزن اخلاق مترجم ومولف نور رحید سومرو
25 تاریخ ابن خلدون مصنف: علامہ عبدالرحمان بن خلدون
26 عرب وہند عہد رسالت میں مصنف: قاضی اطہر مبارکپوری
27 اقوام عالم کی تاریخ مصنف ٹی ٹی والٹیر
28 تحفۃ الکرام - مصنف علی شیر قانع ٹھٹھوی
29 قدیم سندھ مصنف: مرزا قلیچ بیگ
30 تاریخ فرشتہ مصنف: ملا محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ
31 قصص الانبیا مصنف: مولانا محمد قاسم سومرو
32 قدیم سندھ بھیرومل مھر چند ایڈوانی

مضامین ومقالہ جات

1 قدیم سندھ جی عظیم تہذیب مصنف: نیاز ہمایونی
2 تخلیق آدم - قرآن وسائنس کی روشنی میں مصنف ڈاکٹر عبدالرشید سیال
3 سیرت نبی ﷺ پر سندھی کتابیں - مصنف حافظ ارشاد انڈھڑ



شاھد علی "صوف" ابڑو محقق ، تاریخدان ، کہانی نویس ، کالم نگار ، ڈرامہ نگار ، سفر نامہ نویس ، صحافی ، ایڈیٹر ، کسان ، مزدور ، استاد ، فوجی ، محافظ ، باپ ، بھائی ، بیٹا ، پر خلوص دوست ، ہمدرد ، محنت کش ، ایک عاجز ، کمزور ، غریب ، ناتواں انسان چکنی کھنکھناتی مٹی سے تشکیل شدہ مجسمہ ، ارتقاء کی منزلیں طے کرتا ہوا ، روزانہ 15 سے 18 گھنٹے کام کرنے والا ، نیچرل سائنس میں انقلابی تبدیلیوں پر غور وفکر تجربات اور مشاھدات ، بائیولوجی ، زولوجی ، باٹنی ، جیالوجی ، آرکیالوجی ، انتھراپالوجی اور قرآن پاک ، توریت ، انجیل مقدس ، ویدوں ، شاستروں ، پرانوں اور صحیفوں کا دلدادہ ہے ، بغیر کسی مالی مدد اور وسائل کے 17-16 سال کئی ملکوں کے سفر کر کے اپنے وطن کے کونے کونے میں پہنچ کر آثارِ قدیمہ ، کھنڈرات ، نوادرات ، فوسلز ، ہڈیوں ، ڈھانچوں ، کھوپڑیوں ، پتھروں اور دیگر عجائبات کے اپنی آنکھوں سے مشاھدات اور کئی سالوں کے تجربات کر کے ان کو قلمبند کیا ہے ، ارتقاء ، لائف سیل (جراثیمِ حیات) ، وسیع و عریض سندھو تھذیب اور اسکے قبائل پر تحقیق کر کے بڑا اور یادگار کام کیا ہے۔

شاھد نے اپنا ہر کردار سچائی ، ایمانداری ، خلوص ، نیک نیتی ، محبت اور محنت سے نبھایا ہے اسکا ہر کردار لازوال قربانیوں سے بھرا ہوا ہے۔

شاھد اپنی تحقیق اور تخلیق میں فطری قلمکار ہے اپنے علم ، فن ، ادب ، اخلاق اور فکر سے دلوں کو جیت لیتا ہے یہ تاریخ میں ہمیشہ امر رہتے ہوئے سورج کی مانند چمکتا رہیگا۔

منظور احمد وگھیو

میہڑ / جامشورو